ملت اسلامیہ کے اتحاد کا علمبردار

فیصل آباد
ماہنامہ

خلافتِ راشدہ

مئی 2005ء ربیع الاول، ربیع الثانی 1426ھ

پیغمبرؐ انقلاب کا دامن تھام لیجئے

ربیع الاول کے حوالے سے خصوصی تحریر

شہید ملت اسلامیہ علامہ فاروقی شہیدؒ

فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمہ کیلئے لائحہ عمل طے کریں

قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی شیعہ راہنماؤں کو پیشکش

متحدہ مجلس

اسلام دشمنوں کو تحفظ دے رہی ہے

ملت اسلامیہ کے صوبائی راہنما
مولانا عبد الدین حنفی
سے انٹرویو

قرآن اور صحابہ دشمن

سابق شیعہ ذاکر ابوالحسن فیضی کے قلم سے

غلام حسین نجفی کے قاتلوں کی نشاندہی پر 10 لاکھ روپے انعام

ماہنامہ ترجمان القرآن

کے ایڈیٹر کے نام
تنظیم اساتذہ آزاد کشمیر کے رکن کا کھلا خط

مذہبی تفریق کی بنا پر مسلم لڑکی اور شیعہ لڑکے کا نکاح ختم

فیملی کورٹ کے جج کا تاریخی فیصلہ

فرمان الٰہی

اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم (صحابہ کرام) ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم (صحابہ کرام) اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے ہو۔ اور جبکہ تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے۔ تو خدا نے اس سے تم (صحابہ) کو بچالیا۔ اس طرح خدا تمہارے لئے اپنی آیتیں کھولتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ (آل عمران: 11)

فرمان رسول ﷺ

ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے علیؓ میری امت میں ایک گروہ ہوگا جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے گا۔ (صحابہؓ پر) طعن وتشنیع کرنا ان کی علامت ہوگی ان کو رافضی کہا جائے گا۔ (اے علیؓ) ان سے جنگ کرنا کیونکہ وہ (گروہ) مشرک ہوگا۔

(مجمع الزوائد ج1 ص21)

صحابہؓ اور عشق مصطفیٰ ﷺ

اصحابؓ رسول ﷺ

صحابہ کرام کی زندگیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت سے معمور تھیں ان کا ہر طرز عمل آپ کے مشابہ ہوتا تھا۔ فرائض وواجبات سے لے کر نوافل اور سنن تک ہر جگہ انہوں نے آپ کی پیروی کی، انفرادی عبادات اور حقوق اللہ کے ساتھ انہوں نے حقوق العباد میں بھی ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھا۔ صحابہ کرامؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کارزار میں تلک شمشیروں کے سائے میں معرکہ زن ہوتے تو انہیں سب سے زیادہ حسرت اس بات کی ہوتی کہ وہ آنحضرتؐ کی ذات کی حفاظت یا آپ کے دین کی سربلندی کے لئے جان کا نذرانہ پیش کردیں۔ اس کی سینکڑوں مثالیں صفحہ قرطاس پر مرقوم ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جنگوں کے موقع پر ایسے ایسے والہانہ طریقوں سے جانوں کے نذرانے پیش کئے کہ دنیائے مذاہب کی کوئی تاریخ اس کی نظیر پیش نہ کرسکی۔ (اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت ص:289)

فکرِ جھنگوی شہیدؒ

میری بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میں یہ صفائی پیش کروں گا کہ ابوبکرؓ نے فدک نہیں لوٹا۔ خلافت نہیں لوٹی۔ وہ ایمان لائے تھے۔ میں ان کے دلائل تلاش کروں کہ فلاں شخص اعتراض کرتا ہے کہ ایسا ہوا ہے کیوں ایسا نہ کیا جائے کہ پہلے اس فلاں کے ایمان پر ہی بات کیوں نہ کرلی جائے کہ وہ اعتراض کرنے والا۔ یہودی ہے؟ عیسائی ہے؟ مجوسی ہے؟ ہندو ہے؟ کافر اور مرتد ہے۔ کون ہے پہلے اس سے بات کرلیتے ہیں اگر ابوبکرؓ کا ایمان پوچھنے والا مسلمان ہے تو بات کی جاسکتی ہے۔ کہ خلافت لوٹی گئی یا کہ فدک لوٹا گیا تھا۔ لیکن اگر اصحاب رسولؐ پر اعتراض کرنے والا کائنات کا بدترین کافر ہو تو پھر خلافت و فدک۔ اسلام کے داخلی مسائل ہیں۔ ان مسائل پر ہم کسی غیر مسلم کو دخل دینے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ (مظفر گڑھ میں خطاب)

علامہ فاروقی شہیدؒ نے فرمایا

میرے دوستو! حضور ﷺ کی تعریف میں بڑے لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن کیا صرف تعریف کرنے سے وہ لوگ جنت کے وارث بن گئے ہیں؟ (نہیں) اگر صرف تعریف کرنے سے پیغمبر کی شان میں قصیدے پڑھنے سے جنت کی وراثت ملتی تو ...... بدر کے میدان میں چودہ صحابہ کی لاشیں نہ تڑپتیں۔ احد کے میدان میں 70 صحابہ کی لاشیں نہ تڑپتیں۔ حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے نہ کئے جاتے سب کے گلے نہ کٹے جاتے۔ ایڑیوں کی جوڑی نہ اجھوڑی جاتی۔ میدان خیبر میں 17 صحابہ شہید نہ ہوتے ...... میرے دوستو صرف تعریف کرنے سے بات بنتی ...... تو حضور کے دور میں 256 صحابہ شہید نہ ہوتے ...... اگر صرف تعریف کرنے سے بات بنتی تو خلافت راشدہ کے 50 سالہ دور خلافت میں 27 ہزار صحابہ بھی شہید نہ ہوتے۔ معلوم ہوا کہ صرف تعریف سے بات نہیں بنتی کہ عشق رسول تعریف کا نام نہیں ہے بلکہ عشق رسول اللہ کا کہنا ماننے کا نام ہے۔ عشق رسول یہ ہے کہ حضور کے ہر نقش کو اپنایا جائے۔

(جھنگ میں سیرۃ کانفرنس سے خطاب)

فرمودات مولانا اعظم طارق شہیدؒ

بچے آپ کے بھی ہیں، بچے ہمارے بھی ہیں، کاروبار آپ کا بھی ہے کاروبار ہمارا بھی ہے۔ بہن بھائی آپ کو بھی پیارے ہیں، بہن بھائی ہمیں بھی پیارے ہیں۔ ماں باپ سے آپ بھی محبت کرتے ہیں، ہم بھی محبت کرتے ہیں...... لیکن کیا ہے "رب کعبہ کی قسم" جب آج بھی اپنے بچوں کے چہروں پر نظر پڑتی ہے میرے دل میں خیال آتا ہے کہ کل یہ میری لاش پر روئیں گے۔ کل یہ لوگوں کے در پر [illegible] کل یتیم بچے لوگوں کے ماں باپ کی شفقت دیکھ کر کہیں گے ہمارا بھی کوئی باپ ہوتا تھا...... او...... بیوی بیوہ ہو جائے گی۔ بھائی لاش پر روئے گا۔ ماں باپ یاد کریں گے [illegible] بہن بھائی کا تعلق [illegible] سب بھلا بیٹھی ہے۔ ...... میری ساری محبت میرے دل میں بھی ہیں لیکن [illegible] جب رات کو آنکھ کھلتی ہے اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ [illegible] میں لذتیں بھول جاتا ہوں۔ میں تعلقات بھول جاتا ہوں۔ [illegible] اسلام کے نام پر [illegible]

([illegible] انقلاب کانفرنس سے خطاب)

کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کا علمبردار

ماہنامہ فیصل آباد (پاکستان)

خلافتِ راشدہ

مئی 2005ء بمطابق ربیع الثانی 1426ھ

شمارہ نمبر 5 ======== جلد نمبر 16

چیف ایڈیٹر: انجینئر طاہر محمود
tahirengr@hotmail.com 0300-7916398

ایڈیٹر: عثمان فاروق ضیاء
0300-7893298

سرکولیشن منیجر:

آئینہ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	کشمیر پالیسی اداریہ	5
2	فرقہ وارانہ تشدد	4
3	کوئٹہ کی عدالت	7
4	اسلام دشمنوں کو تحفظ	9
5	خاندانِ نبوت	11
6	سیرۃ النبی ﷺ	13
7	لائن کٹ گئی	17
8	قرآن اور شیعہ مذہب	19
9	ایران کا اٹیمی پروگرام	23
10	نظریہ امامت اور اسلام	35
11	مدیر اعلیٰ کے نام	27
12	آغا خانیوں کے عزائم	29
13	شہید راہِ وفا	39
14	ایڈیٹر کی ڈاک	47

بدل اشتراک سالانہ

متحدہ عرب امارات 100 درہم، امریکہ 30 ڈالر

سعودی عرب 100 ریال، برطانیہ 12 پونڈ، بھارت، بنگلہ دیش 200 روپے

سالانہ 165 روپے

قیمت 15 روپے

ترسیل زر و خط وکتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ ''خلافتِ راشدہ'' ریلوے روڈ، فیصل آباد

Ph:041-640024. Web: www.khalafat-e-rashida.com

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' ریلوے روڈ، فیصل آباد سے شائع کیا۔

CamScanner

آئینہ

فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمہ کیلئے لائحہ عمل طے کریں

قائد ملتِ اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی شیعہ رہنما ساجد نقوی کو پیشکش

وفاقی حکومت کی طرف سے ملک میں فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمہ کے لئے فریقین کے 7,7 نمائندوں پر مشتمل ایک فورم تشکیل دیا گیا تھا۔ جس کا بنیادی مقصد ملک میں فرقہ ورانہ تشدد کے خاتمہ کے لئے مستقل اور موثر لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ کالعدم ملت اسلامیہ کی طرف سے 7 ممبران میں علامہ علی شیر حیدری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مسعود الرحمٰن عثمانی، قاری محمد حنیف جالندھری، ریٹائرڈ چیف جسٹس شریعت کورٹ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مفتی زرولی خاں مدظلہ اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کے نام پیش کئے گئے ہیں۔ جبکہ شیعہ رہنما ساجد نقوی نے ابھی تک اپنا کوئی نمائندہ نہیں دیا اور نہ ہی فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنے میں کوئی دلچسپی لی ہے۔ اس موقع پر قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا: کہ ہم شیعہ کو دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنے کی کھلی پیش کرتے ہیں، اگر شیعہ نے ہماری پیشکش کا مثبت جواب نہ دیا تو مجلس عمل کی چھتری انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے مجلس عمل کے مسلم قائدین پر واضح کیا کہ کوفیوں نے سیدنا حسین ؓ سے وفاداری نہیں کی وہ آپ کے ساتھ وفا کیسے کریں گے؟ ان کا ووٹ ہمیشہ پیپلز پارٹی کو گیا ہے۔ اب بھی وہ اپنے پیٹی بند شیعہ زرداری کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور مجلس عمل کو گناہ بے لذت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔

خلافت راشدہ کیلئے ڈیلرز کی ضرورت

ماہنامہ خلافت راشدہ اور مشن جھنگوی سے متعلق کتب' کیلنڈر' سٹکرز' ڈائریاں اور جنتریاں قارئین تک بروقت پہنچانے کیلئے ہر ضلعی مقام پر ڈیلر شپ قائم کی جارہی ہے درج ذیل ڈیلرز کے علاوہ دیگر ضلعوں میں مخلص' ایماندار اور مالی طور پر مستحکم ڈیلرز درکار ہیں جو اشاعت المعارف کی شائع کردہ مطبوعات پورے ضلعے میں پہنچا سکیں' ڈیلر شپ حاصل کرنے کیلئے احباب فوری طور پر رابطہ کریں معقول منافع کے علاوہ بہت سی مراعات بھی دی جائیں گی

ہمارے ڈیلرز

لاہور
قاری رحمت اللہ تونسوی
جامع مسجد صدیقی اکبر بالمقابل رہبر ریل سوایل
بند روڈ لاہور 0300-4443817

گوجرانوالہ
عبدالقادر اعوان
حافظ اسلامی کیسٹ ہاؤس مین بازار قلعہ دیدار سنگھ
ضلع گوجرانوالہ 0300-7410686

پشاور
منور حسین
ضرب دیوبند اسلامی کیسٹ ہاؤس مسلم مارکیٹ کبازی بازار
پشاور 0300-5938841

سرگودھا
قاری محمد فاروق
بمقام چک تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا
PP.0455-890324

اسلام آباد
عمر فاروق
مکتبہ شہیدا اسلام لال مسجد اسلام آباد
0303-6546831

کوہاٹ
محمد فیاض حیدری
مکتبہ خلافت راشدہ ... اڈہ کوہاٹ سرحد
0333-9622853,517238

فیصل آباد
قاری اشرف علی ناصر
مکتبہ محمودیہ شیراز پارک فیصل آباد
PP.041-604175

کراچی
محمد حبیب اللہ
... اسلام ... کتب مارکیٹ
0300-2047520 ... نمبر 4 کراچی

ہماری کشمیر پالیسی.......... احتیاط کی ضرورت

اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ پاکستان واحد مسلم ریاست ہے جو ایک نظریہ اور مشن کی بنیاد پر وجود میں آئی پاکستان کی بنیاد ''دو قومی نظریہ'' ہی ہے اسی بنیاد پر برصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل الگ ریاست پاکستان وجود میں آ گئی اگرچہ تقسیم ہند کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ زبردست دھوکہ اور دھاندلی ہوئی لیکن پھر بھی قائداعظم محمد علی جناح الگ وطن بنانے میں کامیاب ہو گئے اس موقع پر انہیں علماء دیوبند کے ایک بڑے طبقے جس کی سربراہی حکیم الاسلام حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے تھے کی مکمل تائید اور حمایت حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان کی پرچم کشائی کی سعادت دیوبند کے سرخیل مولانا ظفر احمد عثمانی اور مغربی پاکستان کی پرچم کشائی کی سعادت مولانا شبیر احمد عثمانی کے حصہ میں آئی دین اسلام اور اپنے گھر سے بیزار بعض نام نہاد روشن خیال دانشور ایسی بڑھ بھی ہانک رہے ہیں کہ پاکستان اسلامی نظام نافذ کرنے کیلئے نہیں بنایا گیا تھا' یہ نام نہاد دانشور آج پیدا نہیں ہوئے بلکہ یہ لوگ قیام پاکستان کے ساتھ اپنے چیلوں چانٹوں کے ساتھ پاکستان میں وارد ہو گئے تھے علماء حق نے پہلی دستور سازی سے لیکر اب تک ہر میدان میں نہ صرف ان کا مقابلہ کیا بلکہ ہر موقع پر انہیں ہزیمت سے دوچار کیا ہے جنرل پرویز مشرف نے اقتدار کے ابتدائی دنوں میں جہاد اور دہشت گردی میں فرق کرنے پر زور دیا تو امید پیدا ہو گئی تھی کہ پاکستان ایک باوقار مسلم ریاست کے طور پر امت مسلمہ کی قیادت کرنے کیلئے اپنی اہلیت ثابت کرے گا لیکن 9/11 کے واقعہ کے بعد جس طرح یوٹرن لیا گیا اس سے امت مسلمہ ایک بار پھر پاکستان سے مایوس ہو کر امریکی اور یورپی قوموں کے سایہ عاطفت میں پناہ ڈھونڈتی ہوئی نظر آئی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم کیے گئے پاکستان کے حکمرانوں نے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو مروانے کیلئے سات سمندر پار سے آنے والی امریکی فوجوں کی ہر طرح مدد کی جب بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ایٹمی صلاحیت کا حامل پاکستان اپنے ایٹمی اثاثوں کے تحفظ کیلئے امریکی دروازے پر سر ٹیکنے لگا تو بھارت کے ہندو لالے کے دل سے اسلام پاکستان اور مسلمانوں کا رعب غبارے سے ہوا کی طرح نکلنا شروع ہو گیا۔

ہم نے مجاہدین کو دہشت گرد کہہ کر بھارتی ہندوؤں کے من کی مرادیں پوری کیں اس کے جواب میں بھارتی حکمرانوں نے ہماری ہر پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا کر اپنی فوجیں ہماری سرحدوں پر لا کھڑی کیں۔ امریکہ نے بھارت کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے ان کی خواہشات کے مطابق کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کے وعدے پر عملدرآمد شروع کر دیا پاکستان کشمیر کے مسئلہ پر دو جنگیں لڑ چکا ہے کشمیری مسلمان لاکھوں قربانیاں دے چکے ہیں۔ اس وقت کشمیر کے مسئلہ کا حل ہم سے زیادہ امریکہ کی مجبوری ہے امریکہ کو افغانستان میں امن قائم کرنے کیلئے پاکستان کی یکسوئی درکار ہے اگر پاکستان مسئلہ کشمیر میں الجھا رہے گا تو وہ امریکہ کیلئے افغانستان میں امن کے قیام میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہمیں کشمیر کے مسئلہ کے حل کیلئے کشمیر کو سات حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز دینے کی ضرورت نہ تھی ہم نے یہ تجویز پیش کر کے جہاں دو قومی نظریہ سے انحراف کیا ہے وہاں مسلمانوں کو متحد کرنے کی بجائے تقسیم در تقسیم کی راہ دکھائی ہے اس سے کشمیری عوام کا پاکستانی قیادت سے متنفر ہونا لازمی ہے اس کے علاوہ بس سروس کا اجراء بھی کنٹرول لائن کو مستقل سرحد بنانے کی غیر شعوری کوشش ہے جس کی کسی صورت بھی حمایت نہیں کی جا سکتی ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ مسئلہ کشمیر کے حل کی کوئی بھی تجویز پیش کرنے سے پہلے کشمیری قیادت کو اعتماد میں لینا ضروری ہے کیونکہ اس اہم مسئلہ کے حل کیلئے موجودہ حالات میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ کشمیری قیادت کو ناراض کرنے کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔

غلام حسین نجفی کے قتل پر

10 لاکھ انعام

حکومتی اعلان کا بے لاگ تجزیہ

ابن علی جانباز

پاکستان کے سب سے بڑے گستاخ صحابہ غلام حسین نجفی کو لاہور میں نامعلوم افراد نے قتل کر دیا تھا اس قتل کی کہانی اور غلام حسین نجفی کے گھناؤنے کردار کی تصویر آپ نے گزشتہ ماہ کے خلافت راشدہ میں ملاحظہ کر لی ہوگی۔ غلام حسین نجفی کی غلیظ کتابوں کے حوالہ جات پڑھ کر کوئی بھی شریف آدمی اسے عالم دین تو کیا عام انسان بھی نہیں سمجھ سکتا لیکن ستم ظریفی کی انتہاء یہ ہے کہ شیعہ کی بڑی درسگاہ جامعۃ المنتظر کے اساتذہ اور طلبہ کی طرف سے اس کے قتل پر احتجاج کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت کی طرف سے قاتلوں کی نشاندہی پر 10 لاکھ روپے کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ غلام حسین نجفی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے حکومت کی کوششیں اس کے فرائض منصبی میں داخل ہیں۔ ایسی کوششیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ قتل و غارت کی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی۔ غلام حسین نجفی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے دس لاکھ نہیں 10 کروڑ بھی انعام مقرر کیا جائے تو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ کیا اس ملک کے اندر صرف غلام حسین نجفی ہی قتل ہوا ہے۔ اگر باقی قاتلوں کی نشاندہی پر انعام مقرر نہیں کئے گئے ہیں تو پھر اس کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ لیکن اب یہ اچھی روایت شروع ہوئی ہے۔ تو پھر اس سے قبل لاہور کے اندر دہشت گردی کے تمام واقعات کے قاتلوں کی گرفتاری اور نشاندہی کیلئے از سر نو جائزہ لے کر قاتلوں کو گرفتار کرنا چاہیے۔

اگر یہ پالیسی ملک گیر سطح پر شروع ہوئی ہے تو پھر سانحہ لیہ کے شہداء سے لے کر ڈاکٹر ہارون الخاکی شہید تک ہزاروں بے گناہ معصوم علماء اور کارکنوں کے قاتل ابھی تک گرفتار نہیں کئے گئے ہیں۔ ان کے قاتلوں کی گرفتاری اور نشاندہی کے لئے بھی انعامات مقرر کئے جانے چاہئیں۔ لیکن اگر یہ پالیسی پنجاب یا صرف لاہور تک کے لئے ہے تو پھر یاد رکھنا چاہیے کہ 6 ستمبر 1991ء کو چوہدری گراؤنڈ میں کالعدم سپاہ صحابہ کی طرف سے منعقد کی گئی "استحکام پاکستان کانفرنس" کے دوران اسٹیج پر بیٹھے قائدین سپاہ صحابہ کو نشانہ بنا کر بم پھینکا گیا۔ جس سے کھوڑ پکا کے 22 سالہ نوجوان جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل عالم دین حافظ سلیمان اختر، رائے ونڈ کے

15 اور 16 سالہ حفاظ عبدالغفور اکبر، لاہور کے 24 سالہ نوجوان امیر اللہ، پسرور کے 20 سالہ حافظ قرآن محمد مسعود شہید ہوئے اور کئی درجن کارکن شدید زخمی ہوئے۔ ان کے قاتل آج تک گرفتار ہوئے اور نہ ہی ان کی نشاندہی کے لئے انعام مقرر کیا گیا۔

31 اکتوبر 1993ء مسجد احسان وحدت روڈ لاہور میں عین جماعت کے دوران نمازیوں پر بم پھینکا گیا۔ جس سے شیخوپورہ کے 17 سالہ حافظ شکیل احمد اور مسجد کے خطیب سرگودھا کے حضرت مولانا قاری شیر محمد موقع پر شہید اور درجن سے زائد نمازی شدید زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کے قاتلوں کی نشاندہی کے لئے بھی کوئی انعام مقرر نہیں کیا گیا اور نہ ہی قاتل گرفتار ہو سکے۔

29 فروری 1994ء کو مسجد بلال سبزہ زار لاہور میں نمازیوں پر فائرنگ کی گئی۔ جس سے چکوال کے 18 سالہ قاری محمد طاہر شہید اور کئی نمازی زخمی ہوئے۔ کسی قاتل کی نشاندہی کے لئے انعام مقرر نہیں کیا گیا۔

12 مئی 1994ء کو جید عالم دین کالعدم سپاہ صحابہ لاہور کے صدر حضرت مولانا قاری اللہ داد تونسوی کو ماڈل ٹاؤن کی شاہراہ پر ان کے مکان کے سامنے فائرنگ کر کے انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ کوئی قاتل گرفتار ہوا نہ ہی کسی قاتل کی نشاندہی کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی انعام مقرر کیا گیا۔

7 جولائی 1994ء کو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں صوبائی صوبہ سرحد کے 26 سالہ طالب علم مسکین الحق شکر گڑھ کے 24 سالہ طالب علم ہارون الرشید سوہدرہ، وزیر آباد کے طالب علم حافظ اقبال بٹ، 25 سالہ طالب علم غلام حسین کو انتہائی بے دردی کے ساتھ اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔ قاتلوں کی نشاندہی ہونے کے باوجود کسی شیعہ دہشت گرد کو سزا نہیں دی گئی۔

4 جنوری 1994ء کو 28 سالہ عالم دین مسجد بلال سبزہ زار لاہور کے خطیب حضرت مولانا قاری سمیع اللہ ھنگوی کو مزنگ چوک لاہور میں فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔ قاتل گرفتار ہوئے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے قاتلوں کی نشاندہی کے لئے کوئی انعام مقرر ہوا۔

14 اگست 1993ء کو سپاہ صحابہ لاہور کے کارکن غلام حسین کو اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ کوئی قاتل گرفتار ہوا اور نہ ہی قاتلوں کی نشاندہی پر انعام مقرر ہوا۔

مذکورہ اعداد و شمار علامہ فاروقی شہید کی زیر طبع کتاب "شہادتوں کی داستان" سے لئے گئے ہیں یہ کتاب علامہ فاروقی شہید نے اپنی گرفتاری سے قبل 1994ء میں لکھی تھی جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکی ہے۔ اس کے بعد لاہور ہی کے اندر اردو بازار میں تنظیم فلکار قاری اکرم ندیم، مکتبہ انوار کے مالک محترم انوار الحق کو دن دیہاڑے فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔ لاہور میں ہی گلستان قاسم چوہدری جیسے مجاہدوں کو اغواء کر کے شہید کیا گیا۔ معروف تاجر انجمن تاجران لاہور کے حاجی محمد عابد اور جناب محمد مسلم کو مسجد شہداء کے دروازے پر شیعہ دہشت گردوں نے شہید کیا۔ لیکن قاتلوں کو گرفتار کیا گیا نہ ہی سزا دی گئی۔

لاہور ہی میں سانحہ سیشن کورٹ وقوع پذیر ہوا۔ جس میں قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی سپاہ صحابہ کے 2 جیالے کارکن، روزنامہ خبریں کے فوٹو گرافر سمیت 23 پولیس اہلکار بھی شہید ہوئے۔ موقع سے پکڑے جانے والے مجرم علی کے سوا اتنے بڑے واقعہ کا کوئی ملزم آج تک گرفتار نہیں ہو سکا ہے اور نہ ہی اس واقعہ کے خفیہ کرداروں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

اب اگر حکومت نے غلام حسین نجفی کے قاتلوں کی نشاندہی کے لئے انعام مقرر کرنے کی روایت کا آغاز کر دیا ہے تو ضروری ہے کہ آج تک لاہور میں ہونے والے تمام مذہبی دہشت گردی کے واقعات کا از سر نو جائزہ لے کر قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ مذہبی دہشت گردی کے واقعات کا سد باب ہو سکے۔

اگر حکومت پنجاب مذہبی دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے کوئی قدم اٹھانا چاہتی ہے تو پھر اسے مذہبی دہشت گردی کی بنیاد ڈالنے والے ظفر نیاز بیگ کے بیجر اشرف کے خاندان کا جائزہ لینا ہوگا۔ بیجر اشرف پنجاب کی تاریخ کا دہشت گردوں کا سب سے بڑا سرغنہ ہے۔ جس نے شیعہ کی عسکری تنظیم سپاہ محمد کی بنیاد رکھ کر نوجوانوں کو بم دھماکوں اور اسلحہ کی تربیت کا آغاز کیا۔ جس سے مذہبی دہشت گردی کا ملک گیر سلسلہ شروع ہوا۔ بیجر اشرف شاہ کے خاندان کے اکثر لوگ پولیس اور فوج کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جو مذہبی دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث نوجوانوں کو نہ صرف تحفظ فراہم کرتے ہیں بلکہ گرفتار دہشت گردوں کی رہائی میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ اگر حکومت ملک سے دہشت گردی کے خاتمہ میں مخلص ہے تو اسے دہشت گردی کے تمام عوامل کا سد باب کرنا ہوگا۔

مذہبی تفریق کی بناء پر

مسلمان لڑکی اور شیعہ لڑکے کا نکاح ختم

فیملی کورٹ کوئٹہ کے سول جج کا تاریخ ساز فیصلہ

رپورٹ: حاجی عبدالواحد بلوچ، کوئٹہ

سریاب روڈ کوئٹہ کی مسماۃ ساجدہ دختر حاجی فضل محمد علی زئی کی طرف سے ایک دعویٰ فیملی سوٹ نمبر 150/1992 فیملی سول جج کوئٹہ کی عدالت میں دائر کیا گیا، جس میں مدعیہ نے موقف اختیار کیا کہ میرے گھر والوں نے میری شادی محمد قاسم نامی نوجوان کے ساتھ کی اور میرا نکاح مولوی اللہ بخش نے فقہ حنفی (اسلامی) کے مطابق پڑھایا تھا۔ نکاح کے پچھلے روز میرے خاوند محمد قاسم نے مجھ سے کہا کہ میں شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے یہ نکاح نہیں ہوا۔ ہمیں دوبارہ نکاح شیعہ مذہب کے مطابق امام بارہ میں پڑھانا ہوگا۔ مسماۃ ساجدہ نے کہا کہ یہ بات میں نے اپنے گھر والوں کو نہ بتائی۔ اسی طرح ایک سال گزرنے کے بعد میرے پہلے بیٹے کی پیدائش پر میری والدہ میرے سسرال آئی تو انہیں اس وقت میرے شوہر کے شیعہ مذہب کے متعلق تمام معلومات ہو گئیں۔ میری والدہ نے میرے شوہر کو شیعہ مذہب کے مطابق عبادت کرتے دیکھا اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ مٹی کی ٹکڑیاں سجدہ کی جگہ رکھ کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ میری والدہ نے اپنے گھر واپس جا کر میرے والد کو ساری صورت حال بتائی تو انہوں نے اپنے محلے کے مولوی صاحب سے رجوع کیا۔ جس پر انہوں نے کہا کہ شرعی اصولوں کے مطابق شیعہ مذہب کے پیروکار مسلمان نہیں ہیں اس لئے کسی بھی مسلمان لڑکی کا نکاح شیعہ مذہب کے لڑکے کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا فوری طور پر یہ نکاح اور میل جول ختم کر دیا جائے۔ اس بنیادی مذہبی اختلاف کی وجہ سے میں نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تاکہ میرا نکاح ختم کر کے مجھے انصاف دلایا جائے۔ مدعیہ نے اپنے موقف کی حمایت میں تین گواہ پیش کئے جس میں ایک مولوی اللہ بخش جنہوں نے نکاح پڑھایا تھا۔ دوسرے حاجی شبیر احمد جنہوں نے مسلم و شیعہ کی عقائدی روشنی میں موقف پیش کیا تھا کہ یہ نکاح کسی بھی صورت نہیں ہوسکتا۔ تیسرے گواہ مدعیہ کے والد محترم حاجی فضل محمد تھے جنہوں نے بتایا تھا کہ میرے گھر والی جب پہلے بچے کی پیدائش کے موقع پر اپنی بیٹی کے گھر گئی تو تب ہمیں پتہ چلا کہ یہ لوگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کے مذہب سے متعلق ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم مسلمان کبھی بھی اپنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ نہ کرتے۔

> پہلے بچے کی پیدائش کے موقع پر اپنی بیٹی کے گھر گئی تو تب ہمیں پتہ چلا کہ یہ لوگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کے مذہب سے متعلق ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم مسلمان کبھی بھی اپنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ نہ کرتے۔

عدالت نے لڑکے کی طرف سے صفائی کے گواہوں کو بھی طلب کیا۔ جنہوں نے تسلیم کیا کہ لڑکے کا تعلق شیعہ مذہب کے ساتھ ہے۔ لڑکے اور لڑکی کے مذاہب کا تعین ہو جانے کے بعد جج نے حاجی بشیر احمد سے وضاحت طلب کی تو انہوں نے بطور گواہ عدالت کو بتایا کہ جس طرح مسلمانوں کے بہت سے گمراہ فرقے، خوارج، مرجیہ، جہمیہ وغیرہ غلط فہمی سے پیدا ہوئے شیعہ مذہب اسی طرح پیدا نہیں ہوا بلکہ عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کے خاص رفقاء نے اپنے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت اسلام میں تخریب و تحریف اور مسلمانوں میں اختراع و تفریق اور خانہ جنگی برپا کرانے کے لئے اس مذہب کو وضع کیا تھا۔ جبکہ حضرت خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا نام اسلام ہے۔ جو شخص اسلام کے تمام مسلمات کو مانتا ہو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ جو شخص ضروریات اسلام میں سے کسی ایک کا منکر ہو وہ پورے دین کا منکر اور آنحضرتؐ کا مکذب ہے اس لئے دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح باطل ہے۔ اس لئے اس نکاح کو ختم کرنا قرین انصاف ہے۔ مزید دلائل دیتے ہوئے مدعیہ کے گواہ نمبر 2 نے کہا عام غلط فہمی یہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اسلام کے اندر مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہے۔ یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی کہ شیعہ مذہب پر تقیہ کی چادر تنی رہی۔ ورنہ شیعہ مذہب نہ صرف یہ کہ بے شمار ضروریات اور متواترات اسلامی کا منکر ہے۔ بلکہ اس کا کلمہ بھی جو دین کی اولین اساس ہے۔ مسلمانوں سے الگ ہے اور قرآن کریم جو دین کا سرچشمہ ہے۔ یہ گروہ اس کی تحریف کا بھی قائل ہے۔ اپنی دلیل کے ثبوت میں انہوں نے شیعہ مذہب کی چند معتبر کتابوں کے حوالے بھی عدالت میں پیش کئے آگے گواہ نمبر 2 نے کہا کہ شیعہ کو مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔ کیونکہ شیعہ مذہب اسلام کے زندقہ اور نفاق و شقاق کی وہ پہلی تحریک ہے۔ جو اسلام کو مٹانے کیلئے کھڑی کی گئی تھی...... اور چاہا گیا کہ اس کے ذریعے بعد کی امت کا رابطہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سے اور السابقون الاولون من المهاجرين والانصار سے کاٹ دیا جائے تاکہ بعد کی امت کو اسلام کی کسی بات پر اور قرآن کریم کے کسی حرف پر اعتماد نہ رہے۔ گواہ نے مزید کہا کہ شیعہ مذہب کے بانیوں کی طرف سے من گھڑت نظریہ امامت پیش کیا گیا تاکہ مسلمانوں کا قبلۂ ایمان تبدیل ہو جائے۔

مدعیہ کے گواہ نمبر 2 نے آخر میں اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے کہا۔ لڑکے اور لڑکی کے مذاہب کے درمیان کفر اور اسلام کا فرق ہے۔ اگر اس نکاح کو ختم نہ کیا گیا تو ان کی آئندہ زندگی گناہ کی زندگی ہوگی۔ جس کے ذمہ دار ہم

سب ہوں گے۔ اس گفتگو کو مدعا علیہ پارٹی کی طرف سے چیلنج کرتے ہوئے لڑکے قاسم نے کہا "کہ دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے پوری شادی کی زندگی میں کبھی بھی مدعیہ کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ڈالی اور نہ ہی اس کے مسلمان رہنے پر اعتراض کیا ہے۔"

اپنے موقف کی حمایت میں مدعیہ نے اپنے والد کو عدالت میں پیش کیا جنہوں نے کہا:

ہمارے علم میں لڑکے کے شیعہ ہونے کی بات اس وقت آئی تھی جب میری بیوی اپنے نواسے کی پیدائش پر ان کے گھر گئی اور اس نے دیکھا کہ اس کا داماد قاسم نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور اسے مزید پتہ چلا تھا کہ وہ ہماری لڑکی کو بھی امام باڑے میں جانے اور اسلام چھوڑ کر شیعہ عقائد اپنانے پر مجبور کرتا ہے۔

اس گواہی پر محترم جج صاحب نے کہا مدعیہ کے گواہ اس کے والد کی یہ باتیں سنی سنائی باتیں ہیں ان کی عدالتی زبان میں کوئی وقعت نہیں ہو سکتی کیونکہ مدعیہ کی والدہ اپنی شہادت کے حق میں ثبوت پیش نہ کر سکی ہے۔ جبکہ مدعیہ کی اس بات میں وزن دکھائی دیتا ہے کہ مدعیہ کو اس کے خاوند نے شادی کے پچھلے روز کہہ دیا تھا کہ چونکہ اس کا یہ نکاح فقہ حنفی (اسلامی) کے مطابق ہوا ہے اس لئے یہ نکاح درست نہیں ہوا ہے۔ ہمیں درست نکاح کے لئے امام باڑہ جانا چاہیے مدعیہ نے انکار کر دیا تھا۔

اس کے علاوہ مدعیہ نے شیعہ مذہب اختیار کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

اس انکار پر اس کے خاوند نے کہا تھا کہ اب تمہارا اور میرا کوئی رشتہ نہیں رہا ہے۔

مدعیہ نے یہ بھی کہا کہ جب بھی میں اسلامی طریقہ سے نماز پڑھتی تھی تو یہ مجھے شیعہ طریقے سے نماز پڑھنے پر مجبور کرتا اور میرے انکار پر مجھے مارتا بھی تھا۔ مدعیہ نے کہا یہ تمام باتیں میں نے اپنے والدین کو نہ بتائی تھیں۔

مدعا علیہ کے گواہ نمبر 1 نے کہا کہ اس نے کبھی بھی نہیں سنا کہ مدعی اپنی بیوی کو امام باڑے جانے پر مجبور کرتا ہے۔

مدعا علیہ کے گواہ نمبر 2 نے کہا مدعیہ کو اس گھر میں اپنے مذہب کے مطابق مذہبی فرائض ادا کرنے کی پوری آزادی تھی اور مدعا علیہ نے کبھی بھی مدعیہ کو شیعہ مذہب کے مطابق مذہبی فرائض ادا کرنے پر مجبور نہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح مدعا علیہ کے گواہ نمبر 3 نے کہا مدعا علیہ نے مدعیہ کو اس کی موجودگی میں کبھی بھی نہیں مارا تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مدعیہ اور مدعا علیہ کے درمیان اصل تنازعہ ان دونوں کی مذہبی تفریق کا ہے۔ مدعیہ اسلام کی فقہ حنفیہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ مدعا علیہ کا تعلق شیعہ مذہب اثناء عشری کی فقہ جعفریہ سے ہے اور اس کا مطلب ہے کہ مدعیہ کو جس چیز نے دعویٰ دائر کرنے پر مجبور کیا ہے وہ اس پر لاگو کی جانے والی مذہبی پابندیاں ہیں۔ جنہیں عدالت نے درست تسلیم کیا ہے۔

مذکورہ بالا بحث اور موجودہ حالات سے ایک نئے اختلاف نے جنم لیا تھا جس میں مدعا علیہ نے کہا تھا کہ مدعیہ اور اس کے والدین کو میرے مذہب شیعہ کا پیروکار ہونے کا پہلے سے علم تھا۔ انہوں نے جان بوجھ کر اس سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اپنے اعتراض کے ثبوت کے لئے مدعا علیہ نے تین گواہ بھی پیش کئے۔

اس اعتراض کے جواب میں مدعیہ نے اپنے گواہ نمبر 1 مولوی اللہ بخش کو پیش کیا تھا۔ جس نے عدالت کو بتایا کہ انہوں نے اسلام کی فقہ حنفی کے مطابق نکاح پڑھایا تھا۔ جس پر مدعا علیہ اور ان کے خاندان کے کسی فرد نے کوئی اعتراض نہ کیا جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ مدعا علیہ اور اس کے خاندان والوں نے مدعیہ کے والدین سے اپنا مذہب چھپانے کی کوشش کی تھی۔

جج صاحب نے کہا ایک لمحہ کے لئے اگر مان لیا جائے کہ مدعیہ کے والدین کو مدعا علیہ کے شیعہ مذہب کا پیروکار ہونے کا پہلے سے علم تھا۔ تو اس نے عین نکاح کے موقع پر اپنا شیعہ مذہب کا پیروکار ہونا ظاہر کیوں نہ کیا اور مدعیہ کے والد گواہ نمبر 2 کے بقول نکاح کے موقع پر یہ مسئلہ قطعی طور پر سامنے نہیں لایا گیا تھا جیسا کہ نکاح کے پچھلے دن مدعا علیہ نے میری بچی سے دوبارہ شیعہ مذہب کے تحت نکاح امام باڑہ میں جا کر کرنے کا پروگرام بنایا تھا جسے مدعیہ نے اسی وقت مسترد کر دیا تھا۔

فیملی کورٹ کے جج صاحب نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ چونکہ مدعیہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ شادی کے پچھلے دن مدعی نے اسے کہا تھا کہ ان کا نکاح صحیح طریقے سے نہیں ہوا ہے کیونکہ وہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور مدعیہ کے بیان کے اس حصہ کو سوال و جواب کی بحث کے دوران چیلنج نہیں کیا گیا اور مدعیہ نے یہ بھی کہا تھا جب وہ نماز پڑھنے لگتی تھی تو مدعا علیہ اسے شیعہ مذہب کے مطابق نماز پڑھنے پر مجبور کرتا تھا۔ اس کے انکار پر مدعا علیہ اسے مارتا بھی تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ اس کے ناک پر چوٹ لگنے سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔ اگرچہ مدعیہ اپنے بیان کے مذکورہ حصہ کے ثبوت کیلئے کوئی گواہ نہ پیش کر سکی ہے لیکن یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ فریقین مختلف مذہبی عقائد کے پیروکار ہیں اس کے ساتھ مدعا علیہ کے گواہ نمبر 3 نے بھی تسلیم کیا ہے کہ فریقین کا بنیادی جھگڑا مذہبی تفریق ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ مدعیہ کے گواہ نمبر 1 نے نکاح بھی فقہ حنفی کے مطابق ہی پڑھایا ہے اور مدعا علیہ نے نکاح کے پچھلے دن اس کی صحت کو تسلیم نہ کرنے کا اقرار بھی مدعیہ کے سامنے کیا تھا اور یہ اقرار مدعا علیہ یا کسی گواہ کی طرف سے چیلنج بھی نہیں کیا گیا اور نہ ہی مولوی اللہ بخش کے فقہ حنفی کے مطابق نکاح پڑھانے پر اعتراض کیا گیا تھا۔ تو یہ قانون کی تسلیم شدہ بات ہے کہ جس بیان یا شہادت کے کسی حصہ کو چیلنج نہ کیا گیا ہو اسے درست ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا بحث اور مقدمہ کے خصوصی حالات کی وجہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مدعیہ کو جسمانی اور ذہنی طور پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس سے بڑا تشدد ایک خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے کہے اس کا نکاح ہی صحیح طریقے سے نہیں ہوا ہے۔ اپنے فیصلے کے آخری حصے میں جج صاحب نے لکھا ہے کہ مدعیہ کا موقف درست ہے اور اس کا دعویٰ تسلیم کیا جاتا ہے۔ موجودہ قواعد کے مطابق فریقین اب میاں بیوی نہیں رہے ہیں ان کے درمیان ہونے والا شادی کا بندھن توڑا جاتا ہے۔ اس ظلم کی بنیاد پر جو مدعیہ کو اپنے سابقہ شوہر کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ مدعیہ کو 2 لاکھ روپے جو شوہر کی طرف سے طلاق کی صورت میں ملنے کا معاہدہ ہوا اس رقم کی حقدار اب مدعیہ نہیں رہی ہے کیونکہ مدعیہ نے مذہبی تفریق کی وجہ سے خود علیحدگی اختیار کرنے کا دعویٰ کیا تھا اس بنیاد پر فریقین کا نکاح ختم کیا جاتا ہے۔

> محلے کے مولوی صاحب نے کہا کہ شرعی اصولوں کے مطابق شیعہ مسلمان نہیں ہیں اس لئے کسی بھی مسلمان لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا فوری طور پر یہ نکاح اور میل جول ختم کر دیا جائے۔ اسی بنیادی مذہبی اختلاف کی وجہ سے میں نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے تاکہ میرا نکاح ختم کر کے مجھے انصاف دیا جائے۔

متحدہ مجلس عمل

اسلام دشمنوں کو تحفظ دے رہی ہے

کالعدم سپاہ صحابہ صوبہ سندھ کے رہنما مولانا بدرالدین حسینی سے انٹرویو

مولانا بدرالدین حسینی نوجوان اور فعال عالم دین ہیں۔ صوبہ سندھ کے ایک بڑے دینی مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے دور میں ہی مشن جھنگوی کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے۔ مشن کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور انتھک جدوجہد کی وجہ سے کالعدم سپاہ صحابہ کے مقامی یونٹ کی قیادت سے کالعدم ملت اسلامیہ صوبہ سندھ کے کونیئر کے منصب تک پہنچ گئے۔ مولانا بدرالدین حسینی کے اندر مشن جھنگوی کے لئے کام کرنے کا جذبہ انتہائی بلند ہے۔ آپ علامہ علی شیر حیدری کے مدرسہ جامعہ حیدریہ میں تشریف لائے تو ان کے ساتھ کی گئی گفتگو ایک انٹرویو کی صورت میں پیش کی جا رہی ہے۔ (انٹرویو نگار: محمد یونس قاسمی)

خلافت راشدہ: اپنا تعارف اور خاندانی پس منظر سے آگاہ فرمائیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: میرا نام بدرالدین تخلص حسینی ہے۔ ڈیپر قوم سے تعلق ہے۔ والد صاحب کا نام اللہ جوڑو ہے۔ تحصیل روہڑی کے قریبی علاقہ قندرہ میں رہتے ہیں۔ ہم چار بھائی ہیں مجھ سے دو بڑے ہیں وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں اور ایک مجھ سے چھوٹا ہے مولانا عبدالحفیظ صاحب وہ ہمارے مدرسہ میں مدرس ہیں۔

خلافت راشدہ: تعلیم سے متعلق وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا بدرالدین حسینی: ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مولانا غلام رسول صاحب کے ہاں حاصل کی پھر خیر پور میرس میں مولانا بدرالدین چھلوڑ کے مدرسہ میں پڑھتا رہا۔ مولانا عبدالهادی صاحب مدظلہ وہاں اس وقت شیخ الحدیث تھے۔ مولانا احمد اللہ اور مولانا غلام شبیر بھی میرے اساتذہ میں سے ہیں، اس کے بعد باقی کتابیں میں نے مناظر اسلام حضرت اقدس حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ بخاری کے ہاں پڑھیں۔ دورہ حدیث دارالعلوم گھیوڑی میں کیا۔ حضرت مولانا مفتی غلام قادر کے پاس حضرت مولانا بلال اور حضرت مولانا عبدالحئی یہ بھی وفات پا گئے ہیں یہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور میرے استاذ تھے۔

خلافت راشدہ: زمانہ طالب علمی میں آپ کسی جماعت سے منسلک رہے ہیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: ہمارے خیر پور میں ایک جماعت تھی فاروق اعظم کمیٹی اس کے اندر میں نے بہت کام کیا۔ اس کا ضلعی ڈپٹی میں بھی رہا ہوں۔ بعد ازاں پھر میں تعلیم سے فارغ ہو گیا تھا اور سپاہ صحابہ بھی وجود میں آ چکی تھی۔ 89ء کے اندر ہمیں اس کا علم ہوا اور ہمارے دل نے بھی اس میں کام کرنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ سپاہ صحابہ میں شامل ہو گئے۔ فاروق اعظم کمیٹی والوں نے منع کیا کہ آپ ایک جماعت میں کام کریں اس لئے ہم نے ان کو چھوڑ دیا اور سپاہ صحابہ میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر لی۔

خلافت راشدہ: سپاہ صحابہ میں آپ کس چیز سے متاثر ہو کر اس میں شامل ہوئے تھے؟

مولانا بدرالدین حسینی: اصحاب پیغمبر رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو محبت ہے اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جو بھی عظمت صحابہ کا نعرہ بلند کرے اس کا دست و بازو بننا چاہیے۔ صرف اس نعرہ کے حوالے سے اور بھی بہت سی جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ لیکن سپاہ صحابہ ان میں ایک ایسی جماعت تھی جو عظمت صحابہ کے ساتھ ساتھ تحفظ ناموس صحابہ کا کام بھی کر رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کو للکار رہی تھی اس جرأت و بسالت سے متاثر ہو کر میں نے سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کی۔

خلافت راشدہ: سپاہ صحابہ میں شمولیت کے بعد آپ اب تک کن کن عہدوں پر فائز رہے ہیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: ابتداء میں تو کارکن کی حیثیت سے کام کیا پھر ضلع خیر پور میرس کا سرپرست رہا، بعد ازاں صوبائی نائب صدر کی حیثیت سے کام کیا اسی دوران جماعت پر پابندی لگ گئی۔ پابندی کے چند دنوں بعد محترم ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا اوجرآنا ہوا، انہوں نے حضرت علامہ علی شیر حیدری صاحب مدظلہ کے ساتھ مشاورت کی اور پھر مجھے بلا کر فرمایا کہ تم ساتھیوں کو حوصلہ اور دلاسہ دینے کے لئے پورے صوبہ سندھ کا دورہ کرو۔ میں نے اس قسم کے دو دورے کئے جن کو آپ لوکل سفر کہہ سکتے ہیں۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، بستی بستی اور ہر ہر گلی میں گیا ہر کارکن کے دروازے پر دستک دی کبھی کوئی ملا کوئی نہ ملا۔ کبھی مایوس ہو کر واپس بھی آنا پڑتا تھا۔ اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے پیدل سفر بھی کرنے پڑے۔ بہر حال یہ ساری مشقت برداشت کر کے اپنے صوبہ کے کارکنان کو منظم و مربوط کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد ملت اسلامیہ وجود میں آئی۔ اس وقت حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید نے میری کارکردگی کی بناء پر صوبائی کونیئر منتخب کیا۔ تا حال اسی عہدہ پر ہوں۔

خلافت راشدہ: جماعتی زندگی میں کبھی آپ کو مقدمات کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے؟ کبھی جیل بھی گئے؟

مولانا بدرالدین حسینی: تھانوں کی جیلوں میں تو بہت مرتبہ گیا ہوں۔ کسی بڑی جیل میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ حضرات اکابرین کی اس سنت پر عمل ہو جائے۔ مقدمات بہت زیادہ بنے جن میں سے کچھ تو ختم ہو گئے ہیں اور ابھی کچھ باقی ہیں۔ ابھی اس وقت بھی میں ضلع خیر پور میں داخل نہیں ہو سکتا۔ داخلہ بندی ہے۔ لیکن میں نے اس کو قبول نہیں کیا آپ کے سامنے ضلع خیر پور میں بیٹھا ہوں۔

خلافت راشدہ: جماعتی قیادت میں آپ کس سے زیادہ متاثر ہیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: میں پوری قیادت سے متاثر ہوں اور سب سے متاثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اخلاص جماعت اور مشن کے ساتھ پیار یہ بہت بڑی بات ہے۔ انہوں نے دنیا کی ہر تنگی برداشت کر لی ہے لیکن مشن نہیں چھوڑا

اور ابھی تک اس پر قائم ہیں۔

خلافت راشدہ: کیا آپ کی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے ملاقات ہوئی؟ اس طرح دیگر حضرات سے بھی ہوئی ہو تو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: دو دفعہ ان کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ ایک دفعہ تو صرف تقریر سنی دوسری مرتبہ سکھر میں حضرت جھنگوی شہیدؒ حافظ اقبال صاحب کے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں پر ہم حضرت حیدری صاحب کے ہمراہ گئے۔ حضرت کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقع بھی ملا۔ گفتگو بھی سنی۔ اسی طرح مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ سے ساتھ جامع مسجد حق نواز شہید میں ملاقات ہوئی۔ گفتگو کا موقع نہیں ملا۔

حضرت فاروقی شہیدؒ جماعتی حیثیت سے قبل بھی ادھر تشریف لاتے تھے ان کے ساتھ شناسائی بہت زیادہ تھی۔ حضرت بہت پیار اور شفقت والا معاملہ فرماتے تھے۔ جماعت کے بعد شوریٰ کے اجلاسوں میں اور کانفرنسوں وغیرہ کے موقعوں پر بھی ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ میں نے ان کو جماعت کے حوالے سے بہت زیادہ مخلص اور جدوجہد کرنے والا دیکھا۔ انہوں نے جماعت کو چار چاند لگا دیئے تھے اور جماعت کو زمین سے اٹھا کر اوج ثریا پر پہنچا دیا تھا۔

خلافت راشدہ: مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے ساتھ آپ کی بہت زیادہ ملاقاتیں ہوئیں، ان کے ساتھ پروگرام کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔ انہیں آپ کس حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ مشن کے حوالے سے ان کی جدوجہد پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

مولانا بدرالدین حسینی: مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کو بہت زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ مشن کے حوالے سے کی گئی ان کی جدوجہد تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے جو کچھ کیا وہ انہی کا حصہ ہے۔ تاریخ ہمیشہ ایسے لوگوں کو فراموش کرنے سے قاصر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

خلافت راشدہ: مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے قاتلوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

مولانا بدرالدین حسینی: میری ذاتی کوئی رائے نہیں بلکہ جن لوگوں کو ہماری جماعت کی قیادت نے نامزد کیا ہے وہی ہمارے قاتل ہیں۔

خلافت راشدہ: کیا مولانا کے قتل میں حکومت بھی ملوث ہو سکتی ہے؟

مولانا بدرالدین حسینی: اس بارے میں اتنی عرض ہے کہ ہم نہیں سمجھتے کہ حکومت اس میں براہ راست ملوث ہوگی البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے دشمنوں نے حکومت کو استعمال کرلیا ہو تو الگ بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حکومت نادانستگی میں استعمال ہوگئی ہو ورنہ مولانا کے حکومت پر جو احسانات تھے ہم نہیں سمجھتے کہ حکومت اتنی احسان فراموش ہو کہ اس کا بدلہ مولانا کی شہادت کی صورت میں دے۔

خلافت راشدہ: مولانا کے قاتل کو تو حکومت نے گرفتار کیا تھا پھر بعد ازاں ان کو رہا کر دیا گیا، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ حکومت نے جانبداری کا مظاہرہ نہیں کیا؟

مولانا بدرالدین حسینی: بالکل حکومت نے جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے اور اس میں زیادہ کردار مجلس عمل کا ہے۔ ضلع حیدرآباد میں جمعیت علماء اسلام کا ایک عہدیدار ہے۔ تاج نائیو اس نے ساجد نقوی کی رہائی پر مٹھائی تقسیم کی تھی ہم سمجھتے ہیں کہ مجلس عمل اس میں برابر کی شریک ہے اور ہمارے قاتلوں کو تحفظ دے رہی ہے۔ ہم مجلس عمل کی مسلم قیادت سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے جام صبر لبریز ہونے کا انتظار نہ کیا جائے وہ دوہرے معیار والا رویہ ترک کر دے۔

خلافت راشدہ: سپاہ صحابہؓ پر حکومت نے جو پابندی لگائی تھی اس کی وجوہات آپ کی نظر میں کیا تھیں۔ کیا حکومت جماعت پر پابندی لگانے سے اپنے مطلوبہ مقاصد میں کامیاب ہوئی ہے۔

مولانا بدرالدین حسینی: وجوہات تو حکومت بتلائے گی کہ ہم نے پابندی کیوں لگائی ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر بلا جواز پابندی لگائی گئی ہے۔ باقی حکومت اس میں بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ شیعہ ویسے ہی کافر ہے جس طرح پہلے کافر تھا اور اس کے کفر پر اب دنیا کی کوئی طاقت پردہ نہیں ڈال سکتی۔ البتہ پابندی سے ہمیں جو فائدہ حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہوگئی ہے۔

خلافت راشدہ: حضرت حیدری صاحب کے والد شہیدؒ کے قاتلوں کا کیا بنا ہے، قاتل گرفتار ہوئے یا نہیں کیس کی نوعیت کیا ہے؟

مولانا بدرالدین حسینی: یہ کیس تو مذہبی ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی لڑائی ہے۔ بلکہ قلندر بخش جاگیرانی اور مصطفیٰ ایس ایچ او کا ذاتی فعل ہے۔ قلندر بخش جاگیرانی گرفتار ہے لیکن انتظامیہ اس کی گرفتاری کو شو نہیں کر رہی۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ ہمارا اول روز سے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ چل رہا ہے لیکن یہاں کے مقامی جاگیردار قاتلوں کی گرفتاری میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہم اب بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں بلکہ خلافت راشدہ کے ذریعے ہم حکام بالا سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قاتل فی الفور گرفتار کئے جائیں اور انہیں عبرتناک سزا دی جائے۔

خلافت راشدہ: ماہنامہ خلافت راشدہ جس نہج پر کام کر رہا ہے، مشن کے حوالے سے جو اس کی خدمات ہیں کیا آپ ان سے مطمئن ہیں؟

مولانا بدرالدین حسینی: ماہنامہ خلافت راشدہ جو کام کر رہا ہے بہت اچھا ہے میں ہر طرح سے اس سے مطمئن ہوں۔ خدا تعالیٰ اس کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین باقی میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ جہاں بھی اپنا نمائندہ، ایجنٹ یا ایجنسی ہولڈر مقرر کریں تو وہاں کے جماعتی ذمہ داروں سے پوچھ کر کریں اس سے آپ کو بہت سارے فوائد حاصل ہوں گے۔

خلافت راشدہ: قارئین کے لئے کوئی پیغام

مولانا بدرالدین حسینی: تمام ساتھیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ جماعتی پالیسیوں سے آگاہ رہنے کا بہترین ذریعہ ہے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ اس کا خود مطالعہ کیا کریں اور دوسروں تک پہنچائیں گے۔

شہداء اسلام کانفرنس

شکارپور (غلام مصطفےٰ فاروقی) کانفرنس کی پہلی نشست قاری محمد عالمگیر کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ نعت رسول مقبولؐ جان محمد بروہی نے پیش کی ضلع شکارپور کے رہنما قاری عبید محمد فاروقی آئی ایس ایم سندھ کے راہنما غلام نبی عثمانی مہمان خصوصی مولانا زاہد حسین نے مفصل خطاب فرمایا۔ دوسری نشست کا آغاز قاری حشمت شاہ نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ بیز برادران نے مدح شہداء اسلام میں کلام پیش کیا خطیب لاثانی مولانا منظور احمد نعمانی نے علامہ علی شیر حیدری کے والد حاجی مراد شہید اور ڈاکٹر ہارون القاسمی کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ شیر سندھ مولانا عبدالرزاق جان حیدری، کنوینر سندھ مولانا بدرالدین حسینی کے خطاب کے بعد جانشین مولانا محمد اعظم طارق شہید حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فرمایا ہم شہداء کے وارث ہیں۔ کسی کو بھول نہیں ہونی چاہئے ہم اصحاب رسولؐ پر تبرا کرنے والی زبان گدی سے کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دیں گے۔ مجلس عمل کے راہنما ساجد نقوی کو چیلنج دیتا ہوں۔ اگر تمہارے عقائد و نظریات کی بنا پر کافر ثابت نہ کرسکا تو سزائے موت قبول کرلوں گا۔ آخر میں علامہ علی شیر حیدری کا مفصل خطاب ہوا ضلع شکارپور کے کنوینر بھائی محمد اکرم آرائیں نے بھرپور تعاون کرنے پر ضلعی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

خاندانِ نبوت کا تعارف

ہمشیرہ امتیاز گوندل

نسب:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ جس کی صحت پر اہل سیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے۔ یہ عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ (دوسرا حصہ جس میں اہل سیر کا اختلاف ہے کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے۔ یہ عدنان سے اوپر ابراہیم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ جس میں یقیناً کچھ غلطیاں ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے۔ ذیل میں تینوں حصوں کی قدرے تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

پہلا حصہ:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (انہی کا لقب قریش تھا اور ان ہی کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) بن مالک بن نضر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

دوسرا حصہ:

عدنان سے اوپر یعنی عدنان بن اُد بن ہمیسع بن سلامان۔ عوص بن بوز بن قموال۔ بن اُبی عوام۔ بن ناشد۔ بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ۔ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیض بن دیشان بن عیصر بن افناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضہ بن عرام بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔

تیسرا حصہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر ابراہیم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروع، یا روع، بن راعو، بن فالخ، بن عابر، بن شالخ، بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ ادریسؑ کا نام ہے) بن یرد بن مہلائیل۔ بن قینان بن آنوشہ بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ (بحوالہ: ابن ہشام، خلاصۃ السیر۔ رحمۃ اللعالمین)

خانوادہ:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خانوادہ اپنے جدِ اعلیٰ ہاشم بن عبد مناف کی نسبت سے خانوادہ ہاشمی کے نام سے معروف ہے۔

ہاشم:

جب بنو عبد مناف اور بنو عبدالدار کے درمیان عہدوں کی تقسیم پر مصالحت ہو گئی تو عبد مناف کی اولاد میں ہاشم ہی کو سقایہ اور رفادہ یعنی حجاج کرام کو پانی پلانے اور ان کی میزبانی کرنے کا منصب حاصل ہوا۔ ہاشم بڑے معزز اور مالدار تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکے میں حاجیوں کو شوربا روٹی سان کر کھلانے کا اہتمام کیا۔ ان کا اصل نام عمرو تھا لیکن روٹی توڑ کر شوربے میں ساننے کی وجہ سے ان کو ہاشم کہا جانے لگا۔ کیونکہ ہاشم کے معنی ہیں توڑنے والا پھر یہی ہاشم وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے قریش کے لئے گرمی اور جاڑے کے دو سالانہ تجارتی سفروں کی بنیاد رکھی اُن کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

ترجمہ: یہ عمرو ہی ہیں جنہوں نے قحط کی ماری ہوئی اپنی لاغر قوم کو مکہ میں روٹیاں توڑ کر شوربے میں بھگو بھگو کر کھلائیں اور جاڑے اور گرمی کے دونوں سفروں کی بنیاد رکھی۔

ان کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ وہ تجارت کے لئے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستے میں مدینہ پہنچے تو وہاں قبیلہ بنی نجار کی ایک خاتون سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کر لی اور کچھ دن وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر بیوی کو حالتِ حمل میں میکے ہی میں چھوڑ کر ملک شام روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر فلسطین کے شہر غزہ میں انتقال کر گئے۔ ادھر سلمیٰ کے بطن سے بچہ پیدا ہوا۔ یہ 497ء کی بات ہے چونکہ بچے کے سر کے بالوں میں سفیدی تھی اس لئے سلمیٰ نے اس کا نام شیبہ رکھا اور یثرب میں اپنے میکے ہی کے اندر اس کی پرورش کی۔ آگے چل کر یہی بچہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا۔ عرصے تک خاندان ہاشم کے کسی آدمی کو اس کے وجود کا علم نہ ہو سکا۔ ہاشم کے کل چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ اسد۔ ابوصیفی۔ نضلہ۔ عبدالمطلب۔ شفاء خالدہ۔ ضعیفہ رقیہ اور جنہ۔ (رحمۃ اللعالمین)

عبدالمطلب:

پیچھے پڑھ چکے ہیں سقایہ اور رفادہ کا منصب ہاشم کے بعد ان کے بھائی مطلب کو ملا یہ بھی اپنی قوم میں بڑی خوبی و اعزاز کے مالک تھے ان کی بات ٹالی نہیں جاتی تھی۔ ان کی سخاوت کے سبب قریش نے ان کا لقب فیاض رکھ چھوڑا تھا۔ جب شیبہ یعنی عبدالمطلب دس بارہ برس کے ہو گئے تو مطلب کو ان کا علم ہوا اور وہ انہیں لینے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب یثرب کے قریب پہنچے اور شیبہ پر نظر پڑی تو اشکبار ہو گئے انہیں سینے سے لگا لیا اور پھر اپنی سواری پر بٹھا کر مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ مگر شیبہ نے ماں کی اجازت کے بغیر ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس لئے مطلب ان کی ماں سے اجازت کے طالب ہوئے مگر ماں نے اجازت نہ دی آخر مطلب نے کہا کہ یہ اپنے والد کی حکومت اور اللہ کے حرم کی طرف جا رہے ہیں اس پر ماں نے اجازت دے دی اور مطلب انہیں اپنے اونٹ پر بٹھا کر مکہ لے آئے۔ مکے والوں نے دیکھا تو کہا یہ عبدالمطلب کا غلام ہے۔ مطلب نے کہا نہیں نہیں۔ یہ میرا بھتیجا یعنی میرے بھائی ہاشم کا لڑکا ہے۔ پھر شیبہ نے مطلب کے پاس پرورش پائی اور جوان ہوئے۔ اس کے بعد مقام ردمان (یمن) میں مطلب کی وفات ہو گئی اور ان کے چھوڑے ہوئے مناصب عبدالمطلب کو حاصل ہوئے۔ عبدالمطلب نے اپنی قوم میں اس قدر شرف و اعزاز حاصل کیا کہ ان کے آباؤ اجداد میں بھی کوئی اس مقام کو نہ پہنچ سکا تھا۔ قوم نے انہیں دل سے چاہا اور ان کی بڑی عزت و قدر

کی۔ جب مطلب کی وفات ہوگئی تو نوفل نے عبدالمطلب کے صحن پر غاصبانہ قبضہ کرلیا۔ عبدالمطلب نے قریش کے کچھ لوگوں سے چچا کے خلاف مدد چاہی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کردی کہ ہم تمہارے اور تمہارے چچا کے درمیان دخیل نہیں ہوسکتے۔ آخر عبدالمطلب نے بنی نجار میں اپنے ماموں کو کچھ اشعار لکھ بھیجے۔ جس میں ان سے مدد کی درخواست کی تھی۔ جواب میں ان کے ماموں ابوسعد بن عدی اسی (80) سوار لے کر روانہ ہوا اور مکے کے قریب ابطح میں اترا۔ عبدالمطلب نے وہیں ملاقات کی اور کہا ماموں جان گھر تشریف لے چلیں۔ ابوسعد نے کہا نہیں خدا کی قسم یہاں تک کہ نوفل سے مل لوں۔ اس کے بعد ابوسعد آگے بڑھا اور نوفل کے سر پر آن کھڑا ہوا۔ نوفل حطیم میں مشائخ قریش کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ ابوسعد نے تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہا۔ اس گھر کے رب کی قسم اگر تم نے میرے بھانجے کی زمین واپس نہ کی تو یہ تلوار تمہارے اندر پیوست کردوں گا۔ نوفل نے کہا اچھا ابوسعد میں نے واپس کردی۔ اس پر ابوسعد نے مشائخ قریش کو گواہ بنایا پھر عبدالمطلب کے گھر گیا اور تین روز مقیم رہ کر عمرہ کرنے کے بعد مدینہ واپس چلا گیا۔ اس واقع کے بعد نوفل نے بنی ہاشم کے خلاف بنی عبدشمس سے باہمی تعاون کا عہد و پیمان کیا۔ ادھر بنوخزاعہ نے دیکھا کہ بنونجار نے عبدالمطلب کی اس طرح مدد کی ہے تو کہنے لگے کہ عبدالمطلب جس طرح تمہاری اولاد ہے ہماری بھی اولاد ہے۔ لہٰذا ہم پر اس کی مدد کا حق زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدمناف کی ماں قبیلہ خزاعہ ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ چنانچہ بنوخزاعہ نے دارالندوہ میں جا کر بنوعبدشمس اور بنونوفل کے خلاف بنوہاشم سے تعاون کا عہد و پیمان کیا۔ یہی پیمان تھا جو آگے چل کر اسلامی دور میں فتح مکہ کا سبب بنا۔ بیت اللہ کے تعلق سے عبدالمطلب کے ساتھ دو اہم واقعات پیش آئے ایک چاہ زمزم کی کھدائی کا واقعہ اور دوسرا فیل کا واقعہ۔ (ابن ہشام)

چاہ زمزم کی کھدائی:

پہلے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ انہیں زمزم کا کنواں کھودنے کا حکم دیا جارہا ہے اور خواب ہی میں انہیں اس کی جگہ بھی بتائی گئی۔ انہوں نے بیدار ہونے کے بعد کھدائی شروع کی اور رفتہ رفتہ وہ چیزیں برآمد ہوئیں جو بنوجرہم نے مکہ چھوڑتے وقت چاہ زمزم میں دفن کی تھیں۔ یعنی تلواریں۔ زرہیں اور سونے کے دونوں ہرن۔ عبدالمطلب نے تلواروں سے کعبے کا دروازہ ڈھالا۔ سونے کے دونوں ہرن بھی دروازے ہی میں فٹ کئے اور حاجیوں کو زمزم پلانے کا بندوبست کیا۔ کھدائی کے دوران یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ جب زمزم کا کنواں نمودار ہوگیا تو قریش نے عبدالمطلب سے جھگڑا شروع کیا اور مطالبہ کیا ہمیں بھی کھدائی میں شریک کرلو۔ عبدالمطلب نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ میں اس کام کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں لیکن قریش کے لوگ باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ فیصلے کے لئے بنوسعد کی ایک کاہنہ عورت کے پاس جانا طے ہوا اور لوگ مکہ سے روانہ بھی ہوگئے لیکن راستے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی علامات دکھلائیں کہ وہ سمجھ گئے کہ زمزم کا کام قدرت کی طرف سے عبدالمطلب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے راستے ہی سے پلٹ آئے۔ یہی موقع تھا جب عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں دس لڑکے عطا کئے اور وہ سب کے سب اس عمر کو پہنچے کہ ان کا بچاؤ کرسکیں تو وہ ایک لڑکے کو کعبہ کے پاس قربان کردیں گے۔ (مختصر سیرۃ الرسول)

واقعہ فیل:

دوسرے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ابرہہ صباح حبشی نے (جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا گورنر جنرل تھا۔ جب دیکھا کہ اہل عرب خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں تو صنعاء میں ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کیا اور چاہا کہ عرب کا حج اس کی طرف پھیر دے مگر جب اس کی خبر بنو کنانہ کے ایک آدمی کو ہوئی تو اس نے رات کے وقت کلیسا کے اندر گھس کر اس کے قبلے پر پاخانہ پوت دیا۔ ابرہہ کو پتا چلا تو سخت برہم ہوا۔ اور ساٹھ ہزار کا ایک لشکر جرار لے کر کعبے کو ڈھانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے لئے ایک زبردست ہاتھی بھی منتخب کیا۔ لشکر میں کل نو یا تیرہ ہاتھی تھے۔ ابرہہ یمن سے یلغار کرتا ہوا مغمس پہنچا اور وہاں اپنے لشکر کو ترتیب دے کر اور ہاتھی کو تیار کرکے مکے میں داخلے کے لئے چل پڑا جب مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادی محسر میں پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور کعبے کی طرف بڑھنے کے لئے کسی طرح نہ اٹھا۔ اس کا رخ شمال جنوب یا مشرق کی طرف کیا جاتا تو اٹھ کر دوڑنے لگتا لیکن کعبے کی طرف کیا جاتا تو بیٹھ جاتا۔ اس دوران اللہ نے چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیج دیا جس نے لشکر پر ٹھیکری جیسے پتھر گرائے اور اللہ نے اس سے انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح بنادیا۔ یہ چڑیاں ابابیل اور قمری جیسی تھیں۔ ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں۔ کنکریاں چنے جیسی تھیں مگر جس کسی کو لگ جاتی تھیں۔ اس کے اعضاء کٹنا شروع ہوجاتے تھے اور وہ مرجاتا تھا۔ یہ کنکریاں ہر آدمی کو نہیں لگی تھیں۔ لیکن لشکر میں ایسی بھگدڑ مچی کہ ہر شخص دوسرے کو روندتا کچلتا گرتا پڑتا بھاگ رہا تھا۔ پھر بھاگنے والے ہر راہ پر گر رہے تھے اور ہر چشمے پر مر رہے تھے۔ ادھر ابرہہ پر اللہ نے ایسی آفت بھیجی کہ اس کی انگلیوں کے پور جھڑ گئے اور صنعاء پہنچتے پہنچتے چوزے جیسا ہوگیا پھر اس کا سینہ پھٹ گیا دل باہر نکل آیا اور وہ مرگیا۔ ابرہہ کے اس حملے کے موقع پر مکے کے باشندے جان کے خوف سے گھاٹیوں میں بکھر گئے تھے اور پہاڑ کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ جب لشکر پر عذاب نازل ہوگیا تو اطمینان سے اپنے گھروں کو پلٹ آئے۔ یہ واقعہ...... بیشتر اہل سیر کے بقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے صرف پچاس یا پچپن دن پہلے ماہ محرم میں پیش آیا تھا۔ لہٰذا یہ 571ء کی فروری کے اواخر یا مارچ کے اوائل کا واقعہ ہے یہ درحقیقت ایک تمہیدی نشانی تھی جو اللہ نے اپنے نبی اور اپنے کعبہ کے لئے ظاہر فرمائی تھی۔ کیونکہ آپ بیت المقدس کو دیکھئے کہ اپنے دور میں اہل اسلام کا قبلہ تھا اور وہاں کے باشندے مسلمان تھے۔ اس کے باوجود اس پر اللہ کے دشمن یعنی مشرکین کا تسلط ہوگیا تھا جیسا کہ بخت نصر کے حملہ 587 ق اور اہل روما کے قبضہ 70ء سے ظاہر ہے، لیکن اس کے برخلاف کعبہ پر عیسائیوں کا تسلط حاصل نہ ہوسکا حالانکہ اس وقت بھی مسلمان تھے اور کعبے کے باشندے مشرک تھے۔

عبدالمطلب کے کل دس بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں، حارث، زبیر، ابوطالب، عبداللہ، حمزہ، ابولہب، غیداق، مقوم، صفار اور عباس۔ بعض نے کہا ہے کہ گیارہ تھے ایک کا نام قثم تھا اور بعض اور لوگوں نے کہا ہے کہ تیرہ تھے۔ ایک کا نام عبدالکعبہ اور غیداق کا دوسرا نام حجل تھا اور قثم نام کا کوئی شخص عبدالمطلب کی اولاد میں نہ تھا۔ عبدالمطلب کی بیٹیاں چھ تھیں۔ نام یہ ہیں: ام حکیم، ان کا نام بیضاء ہے، برہ، عاتکہ، صفیہ، اروی اور امیمہ۔ (تلقیح الفہول)

عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم:

ان کی والدہ کا نام فاطمہ تھا اور وہ عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ کی صاحبزادی تھیں۔ عبدالمطلب کی اولاد میں عبداللہ سب سے زیادہ خوبصورت اور پاکدامن تھے اور ذبیح کہلاتے تھے۔ ذبیح کہلانے کی وجہ یہ تھی کہ جب عبدالمطلب کے لڑکوں کی تعداد پوری دس ہوگئی اور وہ بچاؤ کرنے کے لائق ہوگئے تو عبدالمطلب نے انہیں اپنی نذر سے آگاہ کیا۔ سب نے بات مان لی۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے قسمت کے تیروں پر ان سب کے نام لکھے اور ہبل کے قیم کے حوالے کیا۔ قیم نے تیروں کو گردش دے کر قرعہ نکالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا چھری لی اور ذبح کرنے کے لئے

بقیہ صفحہ نمبر 16

امام الانبیاء ﷺ کا دامن تھام لیجیے

ربیع الاول کے حوالے سے یہ تحریر...... دراصل علامہ فاروقی شہیدؒ کی شہرہ آفاق کتاب "رہبر و رہنما" کا مقدمہ ہے جسے پڑھ کر کتاب اور صاحب کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی...... یہ کتاب 1974ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران گرفتار ہو کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے اور آنحضورؐ کے عشق میں ڈوب کر لکھی گئی۔ یہ مقدمہ مضمون کی صورت میں نذر قارئین ہے

سیرت نبوی کا مقام:

قرآن حکیم جو کلام الٰہی کا مرقع ہے اپنی آیات میں نبی علیہ السلام کے اخلاق و کردار اور اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ انسانیت کی سرخروئی کے لئے اطاعت رسول کا حکم دیتا ہے۔ معاشرت و معاملت کی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے شاہراہ نبوت پر چلنے کی تاکید کرتا ہے۔ طمانیت و قرار و قلب کی بھوکی پیاس اور شک و اضطراب کی ظلمات کو دور کرنے کے لئے قائد انسانیت کے بتائے

> **سیرۃ النبی ﷺ کا سب سے پہلا ماخذ قرآن ہے**

ہوئے نقوش پر چلنے اور ان پر ثابت قدم رہنے کا سبق دیتا ہے۔ آخر میں ان احکام کی بجا آوری کرنے والے سعید بخت کو دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی ضمانت دیتا ہے، یوں کہیے قرآن اپنے صاحب کی عظمت و صداقت کا اعلان کررہا ہے، کیونکہ صداقت قرآن کو جانچنے کے لئے صاحب قرآن کی عظمت کا جاننا ایک لازمی امر ہے۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضور کی سیرت قرآن ہے۔ پس یہ قرآن آنحضورؐ سرزمین یثرب پر چلتا پھرتا قرآن ہے اور وہ اقلام عون کے اثر سے سطح قرطاس پر زیب عنوان نبوت ہے، یا یوں کہیے قرآن علم ہے سیرت نبوی عمل ہے قرآن اجمال ہے یہی تفصیل ہے قرآن متن ہے یہی تشریح ہے علاوہ ازیں ایک سیرت نگار کے نزدیک قرآن ہی سب سے اول محکم، مستند سیرت کا ماخذ ہے یہی کتاب ہر تغیر سے پاک اور ہر تبدیلی سے مبرا ہے۔ ابتدائے نزول سے اب تک صحیح ہے اس میں کوئی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ایک حرف اور اس کا ایک لفظ بھی کسی عہد اور کسی دور میں نکالا یا بڑھایا نہیں گیا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، ایک نقطے کی کمی بیشی کے بغیر آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اور یقیناً ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ خود باری تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھالیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں وعدہ فرمایا: "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔ (پ ۱۴ سورہ حجر:۹)" کلام پاک کی نسبت

> **جو شخص اسلام کی ہمہ گیری اور جامعیت کا تجزیہ کرنا چاہے اسے سیرۃ النبوی ﷺ کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے**

صرف یہ ہم مسلمانوں ہی کا عقیدہ نہیں بلکہ ایک انگریز مورخ و سیرت نگار سر ولیم میور لائف آف محمد Life of Muhammad میں لکھتا ہے "اس بات کی تسلی اور قابل اطمینان اندرونی اور بیرونی شہادت موجود ہے کہ قرآن اس وقت بھی ٹھیک اسی شکل و صورت میں محفوظ و مامون ہے جس حالت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ (دیباچہ لائف آف محمد ص ۲۶، انگریزی سے ترجمہ)

جن یورپین مستشرقین نے اس امر میں انتہائی کوششیں کی ہیں کہ قرآن کریم کو کسی طرح محرف اور مبدل ثابت کریں اس کے متعلق جرمنی کے مشہور و اعلٰے نولڈ کی کا فتویٰ یہ ہے:

"یورپ کے جن مصنفین نے اس بات کے معلوم کرنے میں زبردست جد و جہد اور سعی کی ہے کہ کسی طرح قرآن میں تحریف ثابت کریں وہ اپنی ان تمام کوششوں میں حیرت انگیز طور پر ناکام ہوئے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر تحت لفظ قرآن)

شاطر جرمن مستشرقین نے من بعدی اسمہ احمد پ 28 میں احمد کی جگہ کلیم یا تارتہ بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا وغیرہ وغیرہ مسیحی مستشرقین میں گولڈ، وکٹر مراتشی، بلیا ندر، پریدو، پروٹر ایل، الوساں ہشم، فوسٹر اور تیرا توجن وغیرہ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو زہر اگلا ہے میرے قلم کی زبان اسے واشگاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ ان مسیحی مستشرقین نے آنحضرتؐ کے خلاف جی بھر کر لکھا۔ اسلام پر بوگس قسم کے اعتراضات کئے، کلام پاک کو ہدف تنقید بنایا، تاہم حق سلیم ان اعتراضات کو متعصب ذہنیت سے تعبیر کرکے ناقدین ہی کے منہ پر چپت رسید کرے گی کیونکہ ان موارادت میں کوئی اعتراض بھی تو دل کو نہیں بھاتا۔ (معترضین مستشرقین میں فریڈرک شالے، ہنگری واٹ، جارج ٹل، آرتھر جفری، نولڈ کی شامل ہیں۔ یہاں ان کے اعتراضات دہرانے کا موقع نہیں۔ (از مذاہب التفسیر الاسلامی مصنفہ گولڈ زیہر)

ان کی دیکھا دیکھی فرانسیسی مورخ اور مستشرق ایمل ورمنگم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جسارت کی، غرض قرآن اور صاحب قرآن کے خلاف زبان و قلم استعمال کرنے والے معاندین کا ایک گروہ ہر دور میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرکے کھلم کھلا اسلام کی مخالفت کرتا رہا ہے اور انہیں کی طرف سے بعض لوگ مسلمانوں کے مابین ایسے پیدا کئے جاتے رہے کہ انہوں نے نام تو اسلام اور بانی اسلام کا لیا، خدام تو وہ

> **سید لولاکؐ کی زندگی کے ہر گوشے کا مطالعہ گہرے تدبر و فکر سے کرنا چاہیے**

قرآن اور صاحب قرآن کے کہلائے مگر ان کی سرگرمیاں ان کی ہمدردیاں، ان کے قلم اور زبان سے چلنے والی عیاں اور نہاں تحریکوں کا اثر بھی مسیحی مورخین کو ملا۔ کبھی یورپین مستشرقین نے اس سے فائدہ اٹھایا، کبھی تہذیب وتمدن کے انقلاب کی صورت میں ان کا اقدام امریکی استعمارات کو بہم پہنچا......

کبھی ان کا کریڈٹ برطانوی سامراج نے لیا......

بات اپنے موضوع سے دور نکل رہی ہے۔ یہاں مجھے عرض

پیش کرتا ہے کہ چودہ سو سال کے مذہبی و سیاسی انقلابات، معاشرتی، معاملاتی تصرفات اور مخالفین اسلام کے ہر قسم کے تغیرات کے باوجود جو قرآن جوں کا توں ہمارے سامنے ہے، یہی قرآن سیرت النبی کا اولین ماخذ ہے۔

یقین اور ایمان کی تمام بیماریوں کا نسخہ شفاء صرف اور صرف سیرۃ النبی ؐ کا مطالعہ کرنے میں ہے

قرآن پاک کے بعد حدیث رسول کو ہی سب سے مستند ماخذ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی شریف کے علاوہ دوسری سینکڑوں احادیث کے گلدستے آنحضرت کی احادیث کے پھولوں سے مہک رہے ہیں، یہی گلدستے آنحضرت کی احادیث کے پھولوں سے مہک رہے ہیں، یہی گلدستے آپ کی زندگی کے ہر قول وعمل کی نشاندہی کر رہے ہیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی سیرت کا سب سے بڑا ماخذ مغازی وسیر کی وہ چند کتابیں ہیں جو مسلمان محققین، مصنفین نے ابتدائی زمانہ میں بڑی کاوش اور محنت کے بعد مرتب کیں، ان میں ابن اسحٰق، ابن ہشام، واقدی (محمد بن عمرالواقدی مورخ کے بارے میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور دوسرے آئمہ محدثین ومفسرین کی رائے ہے کہ اسے من گھڑت اور جھوٹی روایات بنانے اور انہیں خاص مقامات پر چسپاں کرنے میں بلا کی مہارت تھی، اس لئے اس کی تاریخ کو بلاتامل صحیح نہیں کہا جاسکتا۔ از سیرت الرسول مقدمہ ڈاکٹر محمد حسنین ہیکل، ص 30) عیون الاثر، مواہب الدنیہ، زرقانی علی المواہب کی کتابیں قابل ذکر ہیں۔ سیرت نبویؐ کا چوتھا ماخذ وہ تفاسیر ہیں جو علمائے کرام اور محدثین عظام نے وقتاً فوقتاً لکھیں ان میں تفسیر ابن عباس، ابن جریر، جامع البیان، یاقوت التاویل، تفسیر کشاف، تفسیر اصفہانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری اور تفسیر روح المعانی شامل ہیں۔

پانچواں ماخذ عالم اسلام کی وہ قدیم اور عظیم تاریخیں ہیں جو مورخین نے قدیم زمانہ میں لکھیں ان کتابوں کو

سیرۃ النبی ﷺ کے مطالعہ سے باطل نظر پاک کے اندھیرے چھٹ اور غلط عقائد کی برائی معمل ہوجاتی ہے

اگر چہ سیرت کی کتب نہیں کہا جاسکتا تاہم ان میں خلفاء اسلام اور سلاطین اسلام کے احوال کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی کا بھی بہت سا مواد شامل ہے۔ جن میں محدثین اور مصنفین نے 5 لاکھ صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کے سوانحی اذکار جمع کرکے عالم اسلام پر ناقابل فراموش احسان کیا ہے۔ فی الحقیقت ایک سیرت نگار کے لئے ان تمام کتب کا تدریجی مطالعہ نہایت ضروری ہے تاکہ سیرت نبوی کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ ہوسکے، ورنہ آجکل کی بیشتر سیرت کی کتابوں کا یہ حال ہے کہ کسی میں حوالہ جات کی کمی، کسی میں آنحضرت ﷺ کے سیاسی امور کے تذکرے سے پہلوتہی، کسی کتاب میں آپ کی رحمت و

سیرۃ کا مطالعہ کرنے والا شخص عصر حاضر کی یورپی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے عقل وفہم کے زاویہ میں تہذیب رسول ہی کو انسانی زندگی کا جزو لاینفک قرار دے گا۔

رافت کے ابواب کا فقدان کسی میں معجزات وغیرہ کا ترک ایسے امور ہیں جس کے باعث ان میں جامع نبیؐ کے احوال کی جامعیت کا نہ ہونا کامل سیرت کا نام نہیں پاسکتا، چند بڑی سیرتوں کو چھوڑ کر باقی کا بھی حال ہے جو گذشتہ سطور میں مذکور ہو چکا — سیرت نبوی کے مقام کی بات چل رہی تھی، حافظ ابن کثیر اپنی کتاب تاریخ کبیر البدایہ والنہایہ" میں شیخ عمادالدین واسطی کی نسبت لکھتے ہیں کہ ابتداء میں ان کا مسلک دوسرا تھا، پھر دوسرا رنگ چڑھ گیا۔ ان کی نشوونما فقہا و متکلمین کی جماعت میں ہوئی تھی اس لئے ان میں کوک جھوک اور کلام ورائے کا اثر غالب تھا۔ مصر سے بغداد گئے تو وہاں خیالات میں توسیع ہوتی رہی۔ اپنی حالت کا محاسبہ کیا تو یقین وطمانیت کی دولت سے قلب کو خالی پایا، نتیجہ یہ نکلا کہ فقہاء و متکلمین کے طریق سے دل برداشتہ ہوگئے۔ تصوف کی طرف توجہ ہوئی لیکن عامہ صوفین کی صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آیا اس سے طبیعت اور زیادہ مکدر ہوگئی، بالآخر دمشق پہنچے اور علامہ ابن تیمیہؒ کی صحبت میں داخل ہوگئے۔ خود شیخ واسطی کا بیان ہے کہ میں دمشق میں علامہ ابن تیمیہ سے ملا، جب پہلی مرتبہ ان کے درس میں حاضر ہوا تو عجیب اتفاق ہے ان کے یہاں بھی علم کلام کی نسبت گفتگو تھی اور امام موصوف فرما رہے تھے:

"دنیا میں متکلمین سے بڑھ کر مضطرب ومحروم اطمینان قلب اور سرور کی لذت سے یکسر نا آشنا اور کوئی گروہ نہیں۔"

پھر علامہ نے مشاہیر فلاسفہ قدما اور چند ارباب مقالات کے اقوال سنائے جس میں انہوں نے خود اپنے وجود پر مجہولیت و نامرادی اور بدحالی و بے بصیرتی کا الزام لگایا کیونکہ مطلوبہ تتبع وتلاش وتحقیق وتدقیق ایسی مرض ہے کہ اس کا حامل توحید سے لے کر شریعت کے ہر مسئلہ میں عقلی گھوڑے دوڑاتا چلا جائے گا۔ اس طرح اس کے ذہن میں وحدانیت کے بارے میں بھی ضرور کوئی اعتراض آموجود ہوگا، چنانچہ شیخ واسطی کہتے ہیں علامہ صاحب کی ایک ہی صحبت سے مجھ سے شکوک واضطراب کے سارے حجاب اٹھ گئے۔ میرے دل نے حلاوت ایمان ولذت اور ایقان وطمانیت کی دولت حاصل کرلی، پھر جب علامہ موصوف میرے حال سے آگاہ ہوئے تو وصیت کی:

"ساری چیزیں چھوڑ کر صرف سیرت نبویہ کا مطالعہ کرو، اسی کے تدبر وفکر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرالو، یقین اور ایمان کی تمام بیماریوں کیلئے یہی نسخہ شفا ہے۔ (ابوالکلام)

اس طرح سیرت کو ہر دور کے فوقائے فتن اور عقائد و نظریات کی خرابیوں میں ایک رہبر و رہنما کا مقام حاصل رہا، اس پر فتن دور میں بھی فروعی اختلافات سے دل برداشتہ کے لئے سیرت نبویہ کی ایک ایسی ایمان کی صحیح تصویر ہے جس کے مطالعہ سے باطل نظریات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں، غلط عقائد کی برائی معمل ہوجاتی ہے۔ سیرت کے آئینہ شفاف سے دین اسلام کے مسائل اپنی صحت ودرستگی کے لباس میں بدیہہ اور واضح نظر آتے ہیں، پس سیرت کے طالب علم کو چاہیے کہ وہ سیدِ لولاک کی زندگی کے ہر گوشے کا مطالعہ گہرے تدبر وفکر سے کرے۔ آپ ﷺ کی معاشی واقتصادی زندگی سے اپنی معیشت واقتصادیت کے خطوط سنوارتا چلا جائے، نبی علیہ السلام کی سیاسی اور مجاہدانہ زندگی کو ملکی معاملات کی تعمیرو ترقی کا ذریعہ بنائے۔ بدر وحنین کے واقعات میں فتح کو رہبر خیال کرے۔ احد میں ہزیمت کی عبرتیں اور پسپائی کی حکمتیں مدنظر رکھے، سیاسی امور کے لئے مدنی زندگی اور صبر واستقلال کے محاسن کے لئے مکی زندگی کو رہنما بنائے۔ نور رسل کی خانگی اور ازدواجی زندگی سے اپنی معاملت و معاشرت کے طریقے متعین کرے۔ یقیناً ایسا سیرت میں

بقیہ صفحہ نمبر 24

شہداء جنگ یمامہ
منکرینِ ختم نبوّت کے خلاف لڑی جانے والی پہلی جنگ

قاری اعجاز عابد نوشہرہ سرحد

❁ حضرت زید بن خطاب القرشی العدوی ؓ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بڑے علاتی بھائی ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی والدہ اسماء بنت وہب اور حضرت عمرؓ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ہیں۔ زید قد کے بہت لمبے تھے۔ ان کا اسلام حضرت عمرؓ کے اسلام سے پہلے کا ہے۔ بدر کے علاوہ جملہ مشاہدات میں ہمرکاب نبوی رہے۔ یہ اس لشکر کے علمبردار تھے جو مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا۔ دشمن کے ایک حملہ میں ان کا لشکر منتشر ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اب مرد مرد نہیں رہے۔ پھر بلند ترین آواز سے کہا الٰہی میں اپنے ساتھیوں کے فرار کا تیرے حضور میں عذر پیش کرتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب اور محکم بن طفیل کی سازشوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آگے بڑھے اور شدت سے حملہ کیا۔ مرتدین کو قتل کرتے ہوئے شہید ہو گئے!

❁ حضرت سالم بن معقل ؓ

یہ اصلی باشندے اصطخر کے تھے۔ بعض نے ان کا وطن موضع کرمد (علاقہ فارس) بھی لکھا ہے۔ ثبیتہ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے۔ یہ خاتون ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد مناف کی زوجہ ہیں۔

انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور ابوحذیفہؓ نے ان کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ متبنیٰ بنالیا۔ جب تنسیخ تبنیت کا حکم اترا۔ تو اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ کا نکاح ان سے کر دیا۔

حضرت سالم کو انصاری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انصاریہ کے آزاد کردہ تھے اور مہاجر اس لئے شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں ابوحذیفہؓ کے ہاں پرورش پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے اس قافلہ میں مدینہ منورہ پہنچے جس میں حضرت عمر فاروق بھی شامل تھے۔ ان کا شمار فضلاء الموالی، خیار الصحابہ اور کبار الصحابہ میں کیا جاتا ہے۔ ان کو عجمی اصل وطن کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے عمدہ قاری تھے۔ نبی کریمؐ نے معلمین قرآن میں ان کے نام کا تعین فرمایا تھا۔ بدر میں حاضر تھے۔ ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں یہ اور ان کے مربی ابوحذیفہؓ دونوں شہید ہو گئے۔ دفن ہونے میں سالم کا سر ابوحذیفہؓ کے پاؤں کی جانب تھا۔

❁ حضرت سائب بن عثمان بن مظعون القرشی ؓ

یہ سائب بن مظعون کے برادر زادے ہیں۔ ان کے والد عثمان بن مظعون اور ان کے چچا قدامہ، عبداللہ اور سائب نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ یہ بھی حبشہ کی ہجرت میں شامل تھے۔ جنگ یمامہؓ میں شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر 30 سال سے اوپر تھی۔

❁ حضرت شجاع بن ابی وہب الاسدی ؓ

ان کا نسب نبی کریمؐ کے ساتھ خزیمہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی حبشہ کو ہجرت ثانیہ میں گئے تھے اور پھر یہ سن کر کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں حبشہ واپس آ گئے تھے۔ یہ اور ان کے بھائی عقبہ ابن ابی وہب بدر اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ مواخات میں نبی کریمؐ نے ان کو ابن خولی کا بھائی بنایا تھا۔ یہی وہ بزرگ ہیں جو حارث بن ابی شمر غسانی اور جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس سفیر نبوی ہو کر گئے تھے۔ یہ لمبے قد اور چھریرے بدن کے مالک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر 40 سال سے کچھ اوپر تھی۔

❁ حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامری ؓ

یہ ابوجندل صحابی مشہور صحابی کے بڑے بھائی ہیں۔ قدیم الاسلام حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے پھر مکہ لوٹ آئے تھے۔ باپ نے ان کو پکڑ کر قید کر دیا تھا۔ پھر جنگ بدر میں لشکر کفار کے ساتھ مل کر میدان جنگ میں آئے اور پھر موقع پر کفار سے نکل کر صحابہ کرامؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور کفار سے نبرد آزما ہوئے اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب محمدی رہے۔ ان کا شمار فضلائے صحابہؓ میں ہے۔ عہد نامہ حدیبیہ پر ان کے بھی دستخط بطور گواہ ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے ہی اپنے باپ سہیل کیلئے نبی کریمؐ سے امان حاصل کی تھی۔ سہیل بن عمرو وہی مشہور شخصیت ہیں جو صلح حدیبیہ میں منجانب کفار بطور کمشنر معاہدہ کا کام کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سہیل کو اللہ تعالیٰ کی امان ہے اسے ظاہر ہو جانا چاہئے پھر فرمایا سہیل میں ایسی عقل و شرف موجود ہے کہ حقیقت اسلام سے بے خبر نہیں رہ سکتا اور اسے پتہ بھی لگ گیا کہ اس کی سابقہ حالت نے عبداللہ نے باپ کو سارا واقعہ سنا دیا۔ وہ بولا واللہ حضورؐ لڑکپن ہی سے احسان دوست رہے ہیں۔ عبداللہؓ یمامہ کے دن عمر 38 سال شہید ہوئے۔

❁ حضرت عبداللہ بن مخرمہ ؓ

نبی کریمؐ کے ساتھ ان کا نسب نمبر 11 میں شامل ہو جاتا ہے ان کی والدہ ام نہیک بنت صفوان ہیں یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور بقول ذوالہجرتین بھی ہیں۔ جنگ یمامہ میں عمر 41 سال شہید ہوئے۔

انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں اپنے بند بند کو تیری راہ میں زخم رسیدہ نہ دیکھ لوں۔ جنگ یمامہ میں ان کے جسم کے زخموں کا یہی حال تھا کہ جملہ مفاصل پر ضربات موجود تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ روزہ داروں نے روزے کھول لئے ہیں۔ کہا ہاں: کہا میرے منہ میں پانی ڈال دو۔ ابن عمرؓ حوض پر گئے اور ڈول میں پانی لے کر آئے آ کر دیکھا کہ وہ سانس پورے کر چکے تھے۔

❁ حضرت مالک بن امیہ بن عمرو السلمی ؓ

بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت مالک بن عمرو السلمی ؓ

یہ بنو عبدشمس کے حلیف ہیں بدر میں حاضر تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ ؓ

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف قرشی ان کا نام ہشیم، یا ہشم یا ہاشم بیان کیا گیا ہے۔ فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ ابھی نبی کریمؐ دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے کہ یہ اسلام لا چکے تھے۔ اول ہجرت حبشہ کی پھر مکہ آئے پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کی ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل نے ہجرت حبشہ میں ساتھ دیا تھا۔ بدر، احد، خندق، حدیبیہ جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبویؐ رہے۔ جنگ یمامہ عمر 53 سال شہادت پائی۔

❁ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن السلول الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

یہ بنوعوف بن خزرج میں سے ہیں۔ ان کا قبیلہ مدینہ بھر میں مشہور تھا۔ ابی کو ابن الحبلی بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا سالم بن غنم اپنی بڑی توند کی وجہ سے حبلی مشہور تھا۔ سلول عبداللہ منافق کی دادی کا نام ہے۔ ابی اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہے۔ حضرت عبداللہ کے باپ عبداللہ کو اہل یثرب اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے۔ اس کے لئے تاج تیار کرنے کی تجویزیں ہو رہی تھیں کہ سرور عالمؐ رونق افروز مدینہ ہو گئے۔ خزرجی مسلمان ہو گئے۔ ابن ابی کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ رشک وحسد نے اسے رئیس المنافقین بنا دیا۔ جب لیخرجن الاعز منها الاذل کا جملہ رئیس المنافقین کے منہ سے نکلا تو اس کے بیٹے عبداللہ جو نہایت مخلص مسلمان تھے حضورؐ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اپنے نالائق باپ کا سر کاٹ کر حاضر کر دوں۔ فرمایا نہیں تم اپنے باپ سے حسن سلوک رکھو۔ الغرض ابن ابی رئیس المنافقین کے گھر میں عبداللہ صدق و اخلاص کا کامل نمونہ تھے۔ ایمان اور محبت رسولؐ کے مدارج میں ترقی یافتہ تھے۔ ان کا شمار خیار صحابہؓ اور فضلائے صحابہ میں ہوتا تھا۔ بدر احد اور دیگر تمام مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی رہے۔ 12 ہجری کو جنگ یمامہ شربت شہادت سے شیریں کام ہوئے۔

❁ حضرت عائذ بن ماعص الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ اور ان کے بھائی معاذ بن ماعص بدر میں حاضر ہوئے۔ مواخات میں ان کو نبی کریمؐ نے سویبط بن حرملہ کا بھائی بنایا تھا۔ بیر معونہ یا بقول بعض یوم یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت سماک بن خرشہ الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابودجانہ ہے اور اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کا شمار چیدہ اور برگزیدہ بہادروں میں ہوتا ہے۔ تمام مغازی میں حضورؐ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ بدر میں حاضر تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت نعمان بن المعقر بن الربیع العلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ انصار بنو معاویہ بن مالک کے حلیف تھے بدر احد خندق اور جملہ مشاہد میں شریک ہوئے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت معن بن عدی بن جد بن عجلان بن فیعہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

انصار بن عمر کے حلیف تھے۔ عاصم بن عدی کے برادر حقیقی ہیں مواخات میں نبی کریمؐ نے زید بن خطاب کو ان کا بھائی بنایا تھا۔ بدر سمیت جملہ مشاہد میں حاضر باش رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

❁ حضرت عقبہ بن عامر الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

بیت عقبہ اولیٰ سے مشرف تھے بدر اور احد میں حاضر تھے احد کے دن خود آہنی پر سبز عمامہ سجائے رکھا تھا۔ اور دور سے نمایاں ہوئے تھے۔ خندق اور دیگر مشاہد میں بالالتزام حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کے علاوہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ البلوی الانصاریؓ، حضرت عباد بن شرین وقش الانصاری الاشہلیؓ، ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاریؓ، ثابت بن خالد بن نعمان بن خنا الانصاری رضی اللہ عنہ، ایاس بن ورقہ الانصاریؓ بھی شہید ہوئے۔

	بقیہ خاندانِ نبوت

خانہ کعبہ کے پاس لے گئے۔ لیکن قریش اور خصوصاً عبداللہ کے ننھیال والے یعنی بنو مخزوم اور عبداللہ کے بھائی ابوطالب آڑے آئے۔ عبدالمطلب نے کہا تب میں اپنی نذر کا کیا کروں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ کسی خاتون عرافہ کے پاس جا کر حل دریافت کریں۔ عبدالمطلب ایک عرافہ کے پاس گئے۔ اس نے کہا عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں اگر عبداللہ کے نام قرعہ نکلے تو مزید دس اونٹ بڑھا دیں۔ اس طرح اونٹ بڑھاتے جائیں اور قرعہ اندازی کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے۔ پھر اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو انہیں ذبح کر دیں۔ عبدالمطلب نے واپس آ کر عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ اندازی کرتے گئے مگر قرعہ عبداللہ کے نام ہی نکلتا رہا۔ جب سو اونٹ پورے ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا اب عبدالمطلب نے انہیں عبداللہ کے بدلے ذبح کیا اور وہیں چھوڑ دیا۔ کسی انسان یا درندے کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی، اس واقعہ سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا اور دیت کی مقدار دس اونٹ تھی مگر اس واقعہ کے بعد 100 اونٹ کر دی گئی۔ اسلام نے بھی اس کی مقدار کو برقرار رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ میں دو ذبیح کی اولاد ہوں ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے آپؐ کے والد عبداللہ۔ عبدالمطلب نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی شادی کے لئے حضرت آمنہ کا انتخاب کیا جو وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی تھیں اور رتبے کے لحاظ سے قریش کی افضل ترین خاتون شمار ہوتی تھیں۔ ان کے والد نسب اور شرف دونوں حیثیت سے بنو زہرہ کے سردار تھے۔ وہ مکہ ہی میں رخصت ہو کر حضرت عبداللہ کے پاس آ گئیں مگر تھوڑے عرصے بعد عبداللہ کو عبدالمطلب نے کھجور لانے کے لئے مدینہ بھیجا اور وہ وہیں انتقال کر گئے۔ بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ وہ تجارت کے لئے ملک شام تشریف لے گئے تھے۔ قریش کے ایک قافلے کے ہمراہ واپس آتے ہوئے بیمار ہو کر مدینہ اترے اور وہیں انتقال کر گئے۔ تدفین نابغہ جعدی کے مکان میں ہوئی اس وقت ان کی عمر پچیس برس کی تھی۔ اکثر مورخین کے بقول ابھی رسول اللہؐ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ البتہ بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش ان کی وفات سے دو ماہ پہلے ہو چکی تھی۔ جب ان کی وفات کی خبر مکہ پہنچی تو حضرت آمنہ نے نہایت دردانگیز مرثیہ کہا جو یہ ہے۔ (ترجمہ) بطحا کی آغوش ہاشم کے صاحبزادے سے خالی ہو گئی۔ وہ بانگ و خروش کے درمیان ایک لحد میں آسودہ خواب ہو گیا۔ اسے موت نے ایک پکار لگائی اور اس نے لبیک کہہ دیا اب موت نے لوگوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی انسان نہیں چھوڑا، کتنی حسرت ناک تھی وہ شام جب لوگ انہیں تخت پر اٹھائے لے جا رہے تھے اگر موت اور موت کے حوادث نے ان کا وجود ختم کر دیا ہے۔ تو ان کے کردار کے نقوش نہیں مٹائے جا سکتے۔ وہ بڑے داتا اور رحم دل تھے۔ عبداللہ کا کل ترکہ یہ تھا۔ پانچ اونٹ بکریوں کا ایک ریوڑ، ایک حبشی لونڈی جن کا نام برکت اور کنیت ام ایمنؓ، یہی ام ایمنؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کو گود کھلایا تھا۔ (طبقات ابن سعد) (الرحیق المختوم)

مشن جھنگوی سے متعلق آن لائن تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے ویب سائٹ ملاحظہ کریں۔
Www.kr-hcy.com

اور لائن کٹ گئی

ایک (تصوراتی اور تخلیقاتی) ٹیلیفونک گفتگو

ابو معاویہ شرکزئی

ٹرن......ٹرن......ٹرن......فون کی گھنٹی کی آواز پر اس نے ایک کرخت کار ریسور اٹھایا اور کہا......ہیلو ساجد نقوی سپیکنگ

ہیلو نقوی صاحب، قاضی حسین احمد بول رہا ہوں، کیا حال ہے؟

نقوی: مولا علی کا شکر ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی چھتری تلے آپ کی اور دیگر قائدین مجلس کی نوازش سے سکون کے دن بسر ہو رہے ہیں۔ حکومت سے تو ایران کے دباؤ کی وجہ سے بچے ہی رہتے تھے لیکن آپ لوگوں کی وجہ سے سپاہ صحابہؓ والوں سے بھی کچھ جان چھوٹی ہوئی ہے مزید یہ کہ جو عام لوگ سپاہ صحابہؓ کی تحریک کی بنا پر ہمیں کافر سمجھتے تھے وہ بھی اب متذبذب ہیں کہ آپ لوگ (قاضی، فضل الرحمان، سمیع الحق، نورانی وغیرہ) بھی تو مذہبی جماعتوں کے قائدین اور علماء ہیں۔ جب آپ نے ہمیں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے اور ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں تو کوئی بات تو ہے۔ بہر حال جناب آپ لوگوں کی وجہ سے بڑا آرام ہے۔

قاضی: نقوی صاحب! آپ نے تو بڑی لمبی تقریر شروع کر دی بات دراصل یہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں آپ پر اعتراض ہوا ہے۔

نقوی: کیوں جی مجھ پر کیا اعتراض ہے، میں نے کونسا مجلس عمل کے منشور سے ہٹ کر کوئی کام کیا ہے؟

قاضی: نقوی صاحب اعتراض تو سن لیں، اعتراض اصل میں آپ کی کارکردگی پر ہے۔

نقوی: قاضی صاحب کارکردگی میری کسی سے کم نہیں ہے۔ آپ کے ہر اجلاس میں شریک ہوتا ہوں۔ جلسے جلوسوں میں بھی تقریباً شریک ہوتا ہی ہوں۔ آپ میری جماعت سے پوچھیں کہ میری کارکردگی کیسی ہے۔ کوئی بھی مسئلہ ہو۔ مثلاً گلگت میں قتل و غارت کے ذریعہ نصاب تعلیم میں سے اصحاب رسولؐ کے نام نکلوانے کا مسئلہ ہو اور آپ لوگ اس پر صدائے احتجاج بلند نہ کر سکیں۔ یہ میری کارکردگی ہی تو ہے۔ اعظم طارق (شہیدؒ) کے قتل میں میرا نامزد ملزم ہونا اور آپ لوگوں کا میری بھرپور وکالت کر کے مجھے بچانا میری کارکردگی نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور اپنے مخالفین کو ہمیشہ کے لئے خاموش کروانا یا "مذاق رات" کا شور مچا کر اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنا مزید اور بھی بہت سی باتیں میری کارکردگی کو واضح کرتی ہیں۔ سب سے بڑی میری کارکردگی کی علامت تو یہ ہے کہ میں خود متحدہ مجلس عمل کا مرکزی نائب صدر ہوں۔ اس عہدے کے لئے آپ نے مجھے نامزد کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ میری کارکردگی آپ اور مولانا فضل الرحمن و دیگر قائدین مجلس کے سامنے تھی۔ قاضی حسین احمد صاحب یہ کوئی چھوٹی بات ہے؟

قاضی: علامہ صاحب آپ جذباتی ہو رہے ہیں یہ تو حقیقت ہے کہ ہم نے آپ کو متحدہ مجلس عمل میں شامل کیا ہے مگر یہ بھی تو حقیقت ہے کہ پورے پاکستان میں آپ کا کوئی ووٹ بینک نہیں ہے۔ آپ کے تمام ووٹر تو پیپلز پارٹی میں ہیں۔ بلدیاتی انتخابات میں آپ کی کارکردگی صفر رہی ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں پورے ملک سے آپ کا کوئی نمائندہ منتخب نہیں ہوا۔ اگر ہم سپاہ صحابہؓ والوں کو آپ کی جگہ شامل کرتے تو یقینی طور پر ملک بھر سے ہمیں ان کی وجہ سے کم از کم دو درجن سے زائد سیٹیں اور ملتیں۔ لیکن ہم ان کو شامل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی شمولیت سے ہمارے ساتھ ایران، بھارت، امریکہ اور اسرائیل وغیرہ ناراض ہوتے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جہاں پر یہ ہوتے ہیں وہاں کسی کی دال ہی نہیں گلتی۔ مثال کے طور پر دیکھ لیں اکیلا (مولانا) اعظم طارق (شہیدؒ) تھا لیکن وہ پوری اپوزیشن تھا، ہماری تو اسمبلی میں بھی نہیں چلنے دیتا تھا۔ خیر چھوڑیے ابھی ہم نے ملین مارچ کئے تو آپ کی طرف سے کوئی خاص شرکت نہ تھی۔ سب لوگ یہی اعتراض کر رہے تھے کہ نقوی صاحب نے آج تک کیا کیا ہے اور اب 2 اپریل کی شٹر ڈاؤن ہڑتال بھی آ رہی ہے اس لئے سب کا کہنا ہے کہ اس دفعہ نقوی صاحب سے ضرور کوئی کام لینا ہے اب آپ بتائیں کہ کیا ہونا چاہیے؟

نقوی: جی بس قاضی صاحب! اس دفعہ میں وہ کارنامہ سرانجام دوں گا کہ پچھلے سارے گلے شکوے دھل جائیں گے۔

قاضی: اچھا جی ایسا کون سا منصوبہ ہے، نقوی صاحب کچھ ہمیں بھی تو پتا چلے۔

نقوی: تو سنئے 2 اپریل کو ہماری ہڑتال ہے تو اس سلسلے میں ہڑتال کو کامیاب کرنے کے لئے کیم اپریل کو......(آواز صاف آنا بند ہو گئی، فون سیٹ میں کھڑ کھڑ ہونے لگی، تھوڑی دیر کے بعد آواز صاف ہوئی تو نقوی صاحب کہہ رہے تھے) میری بات سمجھ آ گئی ناں، قاضی صاحب آپ کو۔

قاضی: نقوی صاحب یہ تو بہت زبردست اور فول پروف منصوبہ ہے اس پر فوری عمل درآمد کریں۔ میں اب آپ سے کیم اپریل کو شام 6 بجے رابطہ کروں گا۔ خدا حافظ

نقوی: مولا علی حافظ

کیم اپریل شام 6 بجے

ٹرن......ٹرن......ٹرن......ہیلو قاضی صاحب کیسے ہیں۔

قاضی: جی نقوی صاحب قاضی ہی بول رہا ہوں، آپ نے کیسے پہچان لیا۔

نقوی: جناب اس میں پہچاننے والی کون سی بات ہے فون کی گھنٹی بجتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ لائن پر آپ ہوں گے۔

قاضی: نقوی صاحب آپ نے غلام حسین نجفی کو قتل کروا کر ہمارا ہڑتال والا کام بہت آسان کر دیا ہے۔

نقوی: او بھا جناب میں نے ایسا کام کیا ہے، ساری متحدہ مجلس عمل مل کر بھی ایسا کام نہیں کر سکتی اور تو اور مزے کی بات یہ ہے کہ کل اس کا جنازہ بھی میں نے پڑھا ہے۔

قاضی: گڈ نقوی صاحب گڈ۔ کام تو آپ نے بہت اچھا کیا ہے لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے اپنا اتنا اہم آدمی مروا کیسے دیا؟

نقوی: قاضی صاحب! آپ کو ہمارے بارے میں علم ہی نہیں ہم "شیعہ" لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو کوفہ بلا کر، حضرت حسنؓ کو زہر دے کر اور حضرت حسینؓ کو کربلا بلا کر شہید کر دیا۔ ہماری تاریخ دیکھ لیں ابن علقمی شیعہ سے لے کر میر جعفر اور میر صادق تک، سکندر مرزا سے لے کر جنرل یحییٰ تک، پچھلے چند سالوں میں دیکھ لیں اسلام آباد میں ہم نے ہی مرید عباس یزدانی کو قتل کروایا تھا اور عراق میں ہم شیعوں نے ہی مخبری کر کے امریکہ کو بلوا کر اپنا راستہ ہموار کیا ہے۔ یہ غلام حسین نجفی کا قتل بھی ہماری سابقہ تاریخ کی ایک کڑی ہے اور قاضی صاحب نجفی کے قتل سے میں نے دو بڑے فائدے حاصل کئے ہیں۔

قاضی: نقوی صاحب ایک فائدہ ہڑتال والا تو سمجھ میں آتا ہے دوسرا فائدہ سمجھ میں نہیں آیا۔

نقوی: دوسرا فائدہ یہ ہے محترم کہ سپاہ صحابہؓ کی مسلسل تحریک کے دباؤ پر وزیر داخلہ شیرپاؤ صاحب ہمیں اور سپاہ صحابہ کو ایک جگہ بٹھا کر شیعہ سنی (مسلم) مسئلہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ نواز شریف کے دور حکومت میں عبدالستار نیازی کی سربراہی میں اس مسئلے پر کام شروع ہوا تھا لیکن ایران کے بھرپور دباؤ پر وہ کام مکمل نہ ہو سکا ورنہ اس وقت فاروقی (شہیدؒ) کی محنت کی وجہ سے ہمیں کافر قرار دیا جانے لگا تھا۔ آپ کو تو پتا ہی ہے پھر ڈاکٹر اسرار احمد کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی مگر جب یہاں بھی ہمیں اپنی دال گلتی نظر نہ آئی تو ہم نے ڈاکٹر اسرار احمد کی بچی جس کی شادی 35-40 سال قبل محرم الحرام کو ہوئی تھی۔

اس بات کو بنیاد بنا کر اپنا بچاؤ کیا۔ اسی طرح سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے سامنے ان کے (علامہ) علی شیر حیدری نے تو ہمیں بری طرح پھنسا دیا تھا لیکن خدا بھلا کرے نواز شریف کا اس نے سجاد علی شاہ کی چھٹی کر کے ہمارے کفر پر پردہ ڈال دیا تھا اور ایسے ہی ان کے (مولانا) اعظم طارق (شہید) نے پی ٹی وی کے پروگرام "میزان" میں پوری دنیا کے سامنے ہمارے عقائد و نظریات کو فاش کرنے کی پوری تیاری کر کے آنا تھا اور وہ آیا بھی۔ ہمارے خیال کے مطابق وہ بڑا ذہین تھا مگر یہ بندہ بڑا ذحیت (جبل استقامت) نکلا پہنچ گیا۔ لیکن ہم نے اس پر گستاخ امام مہدی کا الزام لگا کر اپنی جان چھڑوائی۔

قاضی حسین احمد صاحب دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے اس قتل میں سپاہ صحابہ کی قیادت کو ملزم نامزد کیا ہے اور اب جو تازہ کوشش ہو رہی ہے اس مسئلے کو حل کرنے کی ہم شور مچائیں گے کہ جن کو آپ ہمارے ساتھ بٹھانا چاہتے ہیں وہ تو دہشت گرد ہیں اور ہمارے ذاکروں کے نامزد ملزم ہیں تو لازماً یہ عمل ایک دفعہ پھر تعطل کا شکار ہو جائے گا.......... اس کے بعد اٹن کٹ گی۔

ہر قسم کی اعلیٰ کتابت

بہترین طباعت کا مرکز

اے ایم پرنٹرز

چار رنگ کے وزٹنگ کارڈ
1000 کارڈ 450/-
500 کارڈ 300/-

وزٹنگ کارڈ | رسالے | کتابیں | کیلنڈر | اشتہار | سٹکرز

انتہائی کم نرخوں پر چھپوانے کے لئے رابطہ کریں

رابطہ: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد 041-640024

ضرورت نمائندگان

ماہنامہ خلافت راشدہ کیلئے پورے ملک میں تحصیل کی سطح پر نمائندگان کی ضرورت ہے۔ ہر نمائندے کو اپنے علاقے کی خبریں اور مراسلات حاصل کرنے کے لئے خلافت راشدہ کا کارڈ جاری کیا جائیگا۔ خواہش مند تعلیم یافتہ نوجوان فوری رابطہ کریں۔

ایڈیٹر ماہنامہ خلافت راشدہ

اصحاب علم و ادب کے لئے

خوشخبری

مولانا کے ذاتی حالات، کارنامے، جدوجہد مذہبی خدمات، انداز خطابت، خطیبانہ الفاظ کا حسین شاہکار، ادیبانہ طرز تحریر کی شکل میں اردو ادب کا حسین مرقع

شاندار کتاب

جرنیل ملت اسلامیہ آبروئے دیوبند بریاستان

حضرت
مولانا اعظم طارقؒ شہید

شخصیت و کردار کے آئینہ میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔

آج ہی قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔

صفحات 112 .... قیمت 50 روپے

ناشر و مرتب: محمد حسین اقبال ...... جامعہ محمودیہ کچہری روڈ جھنگ صدر

قرآن اور شیعہ مذہب

سابق شیعہ ڈاکٹر ابوالحسن فیضی کے قلم سے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اس کا احسان عظیم ہے ہم پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور قرآن کریم جیسی فصیح و بلیغ جامع کتاب عنایت کی اس ذات نے اپنی مہربانی اور فضل وکرم سے ہمیں اپنی پاکیزہ کتاب قرآن کریم کا شیدا بنایا۔ ہم اہل سنت والجماعت ہی کو شرف حاصل ہے جو جو خدمتیں لینا مقصود تھیں بلا شرکت غیرے ہم ہی سے لیں۔ اس پاکیزہ کلام کی حفاظت کا جو وعدہ کیا اس کا ذریعہ بھی ہمیں بنایا اپنے پاک کلام کا ایسے تو وہ خود محافظ ہے۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (نعوذ باللہ من ذالک) کو کذاب جھوٹا مانا جائے۔ بالعموم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بالخصوص سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ کو۔

پیغمبر اسلام ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے راہی ملک بقا ہوئے تو آپ کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین چھوڑے بلکہ میں حیات ہی میں اللہ پاک نے وعدہ پورا کر دیا۔

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح o ورایت

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کے ساتھیوں کا۔ یہ گروہ بڑا گروہ ہے۔ دوسرا گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا۔ اس گروہ میں کُل کے پانچ آدمی اُٹھاتے ہیں۔

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت ابوذرؓ (۳) حضرت مقدادؓ (۴) حضرت سلمان فارسیؓ (۵) حضرت عمار بن یاسرؓ اس مختصر گروہ کو بھی شیعہ جھوٹا مانتے ہیں یعنی علیؓ والے گروہ کو بھی۔ پہلے بڑے گروہ کے جھوٹ کا نام اپنی اصطلاح میں نفاق رکھا ہے اور دوسرے گروہ یعنی حضرت علیؓ کے جھوٹ

جس شخص نے بھی شیعہ مذہب کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا وہ اچھی طرح جان گیا کہ اس کی رگ رگ میں قرآن کی عداوت بھری ہوئی ہے

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون"

ترجمہ: "ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

قرآن کریم کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیں ہی صف آرا ہونے کی توفیق بخشی۔ یہ آنحضرت خاتم المرسلین محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طفیل بنتے سے ملی۔ اس خوان نعمت کے اصلی مہمان تو وہی تھے ان کے سوا اس خوان نعمت سے جس کو جو کچھ ملا ان کے طفیل ہی سے ملا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روافض کا ایمان قرآن حکیم پر نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ وہ مسلمان باایمان اور ہی کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ اس کا قرآن حکیم پر ایمان ہی نہ ہو۔ جس شخص نے بھی غور و خوض سے مذہب شیعہ کے اصول و فروع کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی رگ رگ میں قرآن کریم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ اس مذہب کے اکابرین، مصنفین نے قرآن حکیم کو ناقابل اعتبار اور مشکوک بنانے میں بڑی بڑی کارروائیاں کی ہیں۔

میرے سابقہ اس مذہب میں یہ ضروری ہدایات ہیں یا ان کا پہلا سبق کہنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاo

ترجمہ: "جب آ جائے اللہ کی طرف سے مدد نصرت اور فتح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں یعنی جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔"

چنانچہ سوا وعدہ الٰہی پورے ہوئے فتح مکہ میں ہزاروں لوگوں نے دین اسلام میں داخل ہو کر اللہ کی رضامندی حاصل کی۔ فتح مکہ کے بعد بھی کئی غزوات میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوتے رہے۔

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ گویا کہ نبی کریمؐ نے اپنے بعد اپنی نبوت کی سب سے بڑی دلیل اور گواہی کے لئے چھوڑے۔

جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جھوٹا مانتا ہے۔

کا نام تقیہ رکھا ہے۔ پہلا گروہ یعنی جھوٹ تو بولتا ہے مگر جھوٹ بولنے کو عبادت نہیں جانتا تھا اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علیؓ کا یہ جھوٹ بولنے کو اعلیٰ درجہ کی عبادت اور اعلیٰ درجہ کا فرض اور اعلیٰ درجہ کا کار ثواب سمجھتا ہے۔

ناظرین! اب انصاف آپ پر ہے کہ جو مذہب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جھوٹا جانتا ہو، ان میں سے ایک کو بھی سچا نہ مانتا ہو کیا اس کا ایمان قرآن مجید پر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں واللہ باللہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن شریف بلکہ دین کی ہر چیز اسی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے سے انہی کی نقل و روایات سے ہم کو اور پورے عالم کو ملی۔

مگر افسوس! جھوٹے کی بات پر اعتبار نہیں ہوتا۔ یقین ہو تو بڑی بات ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہو گیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہیں ہو سکتا۔ تینوں خلفاء کو خلیفہ برحق

میرے سابقہ مذہب کا پہلا سبق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاءِ ثلاثہ کو جھوٹا مانا جائے

اس پاکیزہ جماعت میں شیعہ نے دو گروہ قائم کئے ایک گروہ وہ خلفاء ثلاثہ یعنی ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق

نہ ماننے کا آخری نتیجہ یہی ہے جو رافضیوں کو مبارک رہے۔ کیا خوب لکھا ہے...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء کے دیباچہ میں:

''بدانکہ الیقین دانستہ شود کہ اثبات خلافت این بزرگان اصلے است۔ از اصول دین تا وقتی ایں اصل را محکم نہ گیرد ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت مستحکم نشود۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ خلفاء

شاہ ولی اللہ فرماتے ھیں خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا اثبات اصول دین میں سے ھے جو بھی اسے کمزور کرنے میں لگا ھوگا وہ پورے دین کی بنیاد منھدم کررھا ھے۔

ثلاثہ کی خلافت کا اثبات اصول دین میں سے ایک اصل عظیم ہے۔ جب تک یہ اصل عظیم اور بنیاد محکم نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ کا کوئی مسئلہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ نیز آپ نے فرمایا: ''ہر کہ در شکستن ایں اصل سعی میکند و حقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد۔''

ترجمہ: جو بھی اس اصل عظیم کو کمزور کرنے اور ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔ درحقیقت وہ تمام علوم وفنون دینیہ کی بنیاد منہدم کر رہا ہے۔''

آئمہ شیعہ سے قرآن مجید کی صحت کی عدم تصدیق:

اب دوسری وجہ: اس وجہ میں تین باتیں قابل ذکر ہیں:

۱)...... تمام روافض اس بات پر متفق ہیں اور تمام علماء کرام اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن شریف جو اس وقت دنیا میں موجود ہے اور ہر وقت قرآن مجید مسلمانوں کے پاس رہا یہ قرآن خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور انہی کے ذریعہ سے تمام عالم میں پھیلا۔

۲)...... اس قرآن حکیم کی کوئی قابل وثوق تصدیق شیعوں کی کتابوں میں ان کے آئمہ معصومین سے منقول نہیں۔

۳)...... حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق

اس پورے مذہب کے صرف راوی تحریف قرآن کے خلاف ہیں مگر یہ اپنے اعتقاد کی کوئی صحیح روایت پیش نہیں کرتے صرف عقلی باتیں دہراتے ہیں

شیعوں کا بلا اختلاف یہ اعتقاد ہے کہ وہ نہ صرف مخالف دین بلکہ معاذ اللہ دشمن دین تھے اور خلاف فطرت سازش کرنے میں ایسے مشاق تھے کہ ناممکن کاموں کو بھی بآسانی کروا لیتے تھے۔ ہزاروں مختلف الانواع مختلف الاغراض اشخاص کو کسی جھوٹی بات پر متفق کر دینا، بلکہ عام الوقوع کا منکر بنا دینا عقلاً محال ہے۔ مگر یہ تینوں خلفاء ایسی مافوق الفطرت طاقت رکھتے تھے کہ اس محال کو بھی نہایت آسانی اور نہایت خوبی کے ساتھ کر کے دکھا دیا۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بے شمار آدمیوں کے سامنے خصوصاً (غدیر خم) میں حضرت علیؓ کی خلافت کا اور ولی عہدی کا اعلان فرمایا اور اس اعلان کے تھوڑے عرصے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ خلفاء ثلاثہ نے ان تمام بے شمار آدمیوں کو اس واقعہ کے انکار پر متفق کیا اور اسی قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔

علاوہ ازیں اس مافوق الفطرت صفت کے حامل تھیں خلیفہ ایک بڑی پرشوکت باقوت سلطنت اور بڑے باعظمت تاج وتخت کے مالک بھی رہے

ان تینوں باتوں پر غور کرنے کے بعد انصاف سے بتایئے کہ قرآن مجید کا کیا اعتبار رہ گیا۔ جب دین کی سب سے بنیادی چیز دین کے دشمن کے ہاتھ سے ملے اور دشمن بھی کیسا اور پھر وہ کاذب و خائن بھی ہو۔ کسی دوسرے ذریعہ سے اس چیز کی تصدیق بھی نہ ہو تو کیا وہ چیز لائق اعتبار ہو سکتی ہے اور کس طرح اطمینان ہو سکتا ہے کہ اس دشمن نے اس میں کچھ تصرف نہ کیا ہوگا۔ حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں۔

شیعوں کی انتہائی معتبر کتابوں میں تحریف قرآن کی دو ہزار سے زائد روایات کی موجودگی:

اس قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف قرآن مجید جمع کرنے والے صحابہؓ نے کر دی۔

۱)...... قرآن کی آیتیں اور سورتیں بکثرت نکال دیں۔

۲)...... اپنی طرف سے عبارتیں بنا کر قرآن مجید میں بڑھا دیں۔

۳)...... قرآن مجید کے الفاظ بدل دیئے۔

۴)...... قرآن کے حروف بدل دیئے۔

۵)...... قرآن کی ترتیب الٹ پلٹ کر دی۔

قرآن حکیم کی ترتیب چار قسم کی ہے۔

اول ترتیب: سورتوں کی

دوم ترتیب: آیتوں کی

سوئم ترتیب: الفاظ کی

چہارم ترتیب: حروف کی

ان چار قسم کی ترتیب کے خراب ہو جانے کا بیان روایات شیعہ میں موجود ہے۔ علماء شیعہ نے ان روایات تحریف قرآن کے متعلق تین باتوں کا اقرار کیا ہے۔

اول یہ کہ یہ روایات متواتر ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں۔

دوم یہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

سوم یہ کہ انہیں روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں۔

(ج) کتب شیعہ میں آئمہ معصومین سے کوئی روایات تحریف قرآن کے خلاف منقول نہیں ہے۔ حالانکہ مذہب شیعہ میں اختلاف روایات کی حالت یہ ہے کہ علماء شیعہ کی جان عذاب میں ہے۔ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی نے ''اساس الاصول'' میں اور ان سے پہلے شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی نے ''تہذیب واستبصار'' کے شروع میں لکھا ہے کہ ہمارے اماموں سے کوئی حدیث منقول نہیں جس کے خلاف دوسری حدیث نہ ہو۔ کوئی مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں، جس میں آئمہ معصومین سے مختلف اقوال کو دیکھ کر بہت سے لوگ مذہب شیعہ ہی سے پھر گئے۔ مولوی دلدار علی نے اساس الاصول میں یہاں تک لکھ دیا کہ اے شخص اگر تو ہمارے آئمہ معصومین کے اختلاف کو دیکھے تو ابوحنیفہ اور شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد پائے گا۔

الغرض جس مذہب میں اختلاف روایت کی یہ حالت ہو، انتہا یہ کہ مسئلہ امامت وعصمت میں بھی اختلاف نہ بچا ہو مگر تحریف قرآن کے مسئلہ میں کوئی مخالف روایت ان کی کتابوں میں نہ ملے۔ بس حیرت ہی حیرت ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنفین فرقہ شیعہ کا اصل مقصد قرآن کریم کو مشکوک و مجروح کرنا تھا۔ عداوت قرآن ہی نے اس انوکھے مذہب کی تصنیف پر ان کو آمادہ کیا۔ اس لئے تحریف قرآن کے مسئلہ میں سب متفق ہو گئے کوئی مخالف روایت کسی نے نہ گھڑی۔ اس مرکز پر سب جمع ہو جاتے ہیں اور سب کے سب ایک بولی بولتے ہیں۔

(د) شیعوں کے علماء متقدمین۔ اصحاب آئمہ۔ سوائے امام غائب اور ان سفراء کے اصحاب، سب کے سب عقیدہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں اور اس عقیدہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حالانکہ مسئلہ امامت تک میں اختلاف موجود ہے۔ خود اصحاب آئمہ میں سے بعض لوگ امام کے معصوم ہونے کے قائل ہیں اور بعض عصمت امام کے منکر ہیں لیکن عقیدہ تحریف قرآن میں سب باہم متفق ہیں۔ عبرت کی آنکھ سے دیکھئے یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے!

(ہ) قدمائے شیعہ میں کل کے صرف چار شخص تحریف قرآن کے منکر ہیں۔

اول ..... شریف مرتضیٰ، دوم ..... شیخ صدوق

سوم ..... ابو جعفر طوسی، چہارم ..... ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ ان چار کے سوا کوئی پانچواں منکر تحریف قرآن نہیں بتایا جاسکتا۔

یہ چاروں اشخاص انکار تحریف کی سند میں کوئی روایت امام معصوم نہیں پیش کرتے۔ صرف عقلی باتیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً (یہ کہ قرآن معجزہ نبوت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حافظ قرآن تھے اور بے نظیر توجہ اور اہتمام حفاظت قرآن کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا وغیرہ وغیرہ) وہ ایسی کہ مذہب اہلسنت کی بنا پر تو ٹھیک ہیں مگر اصول شیعہ پر کسی طرح درست نہیں۔ ان چاروں اشخاص کی یہ روش دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انکار محض ازراہ تقیہ ہے۔ ورنہ پھر یہ غلط ہو جائے گا کہ مذہب شیعہ کی بنیاد آئمہ معصومین کی تعلیم پر ہے۔

ہزار ہا روایتیں شیعہ کتب میں بھری پڑی ہیں اگر ہم تمام روایات بیان کریں تو ایک بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں مختصراً بطور نمونہ ہر قسم کی کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں۔

شیعہ کتب میں آیتوں اور سورتوں کو نکال دینے کی روایات:

(۱) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال نزل جبرائیل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھذہ الآیہ ھذا ..... یاایھا الذین اوتو الکتاب امنو بما نزلنا فی علی نورا مبینا. (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص: ۲۶۵)

ترجمہ: ''امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جبرائیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح اتاری تھی۔ اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس پر جو علیؓ کے بارے میں ہم نے روشن نور اتارا ہے۔''

یہ آیت کریمہ اب قرآن مجید میں یوں ہے:

''یاایھا الذین امنوا اوتوا الکتاب بما نزلنا مصدقا لما معکم۔''

ترجمہ: اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمہاری کتب سماویہ کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اس آیت میں (فی علی نورا مبینا) کے الفاظ بھی تھے۔ ان الفاظ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اہل کتاب علیؓ کی فضیلت و امامت پر ایمان لاؤ۔

(۲) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ..... کے پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (17000) آیتیں تھیں۔

اب اس موجودہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو سولہ (6616) آیتیں ہیں۔ شیعوں کے امام جعفر صادق کے ارشاد عالی سے معلوم ہوا کہ دس ہزار تین سو چوراسی (10384) آیتیں نکال دی گئی ہیں۔

جناب اب اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی قرآن میں 80 یا 90 پارے ہوں گے۔ مشہور ہے کہ شیعہ چالیس پاروں کے قرآن کے قائل ہیں اس کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے۔

(۳) ایک طولانی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے کچھ اعتراضات (نعوذ باللہ من ذالک) قرآن شریف پر کئے تھے۔ قریب قریب اس کے ہر اعتراض کو حضرت علیؓ نے تسلیم کرکے یہ جواب دیا کہ قرآن میں تحریف ہوگئی۔ اس روایت کے چند مقامات جو کہ دلچسپی سے تعلق رکھتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔ ترجمہ: ''اور اے زندیق جو یہ معلوم ہوا کہ:

''الا تقظو فی الیتمامیٰ فالنکحو ماطاب لکم من النساء۔''

بے ربط ہے یتیموں کے حق میں بے انصافی اور عورتوں سے نکاح کر لینے کے ساتھ کچھ ربط نہیں رکھتی۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ مقام بھی انہیں مقامات سے جن کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے کہ منافقوں نے قرآن حکیم سے بہت کچھ نکال ڈالا۔ ''فی الیتمامیٰ اور فالنکحوا'' کے درمیان میں احکام اور قصے تھے۔ ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھے وہ سب یہاں سے نکال دیئے گئے۔ لہٰذا مضمون بے ربط ہوگیا اور یہ اور اس قسم کے بہت سے مقامات ہیں کہ صاحبان نظر کو منافقوں کا تصرف محسوس ہو جاتا ہے۔ مگر اسلام کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔''

لطف یہ ہے کہ جناب امیر نے اس آیت میں جا بجا قرآن میں تحریف بتائی۔ قرآن کے گھٹانے بڑھانے کا ذکر کیا مگر مقامات تحریف کو معین نہ کیا اور کہا کہ مجھے تقیہ اس سے روکتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:

''لو شرحت لک کل ما اسقط و حرف وبدل مما یجزی ھذا المجدی بطال وظھر ما تحظر التقیة اظھارہ۔''

(احتجاج طبرسی ص ۱۳۳)

ترجمہ: ''اگر (زندیق) میں تجھ سے تمام مضامین جو قرآن میں سے نکال دیئے گئے اور تحریف وتبدیل کر دیئے گئے اور اسی قسم کی تحریفات کی گئیں جن کو میں بیان کروں تو طول ہوگا اور تقیہ جس چیز سے منع کرتا ہے وہ ظاہر ہو جائے گی۔''

> **میرے سابقہ مذہب کے اندر کوئی ایک صحیح روایت بھی "تحریف قرآن" ...... کے خلاف موجود نہیں ہے۔**

قرآن شریف میں انسانی کلام کے اضافے کی روایات:

اسی کتاب احتجاج طبرسی کی روایت مذکورہ میں ہے کہ اس زندیق سے جناب امیر نے فرمایا:

''والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فریة الملحدین۔''

''مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ ملحدوں کی افترا کی ہوئی ہے۔''

شیعوں کے جناب امیر کے نزدیک اس قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی ہے۔ (نعوذ باللہ) شیعہ اس قسم کی روایات کی تصنیف پر مجبور تھے کیونکہ جیسے اعتراضات وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کرتے ہیں وہ اعتراضات بلاشبہ قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بے نظیر عظمت وجلالت کا بیان ہے۔ برائی کا نام ونشان بھی نہیں۔ اسی روایت میں جناب امیر نے فرمایا:

''التھم الیتو فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیفہ۔'' (احتجاج طبرسی)

ترجمہ: ''جاہلین قرآن پاک نے مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے وہ باتیں قرآن مجید میں بڑھا دیں جو اللہ نے نہیں فرمائی تھیں۔''

نیز اسی روایت میں ہے:

ترجمہ: ''تقیہ کی ضرورت اس قدر ہے کہ نہ میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن شریف میں

CamScanner

تحریف کی۔ نہ اس کی زیادتی کو بتا سکتا ہوں جو انہوں نے قرآن مجید میں اپنی طرف سے بڑھائی جس سے فرقہ معطلہ واہل کفر اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہے اور ظلم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے۔ جس کے مواقف مخالف سب سے قائل ہیں۔"

نیز اس روایت کہ جناب امیرؓ جمع قرآن کا قصہ زندیق سے یوں بیان فرمایا:

خلاصہ پھر جب منافقوں سے وہ مسائل پوچھے گئے جن کو وہ نہ جانتے تھے تو مجبور ہوئے کہ قرآن جمع کریں اس کو تغیر کریں اور اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں بڑھائیں جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں۔

لہٰذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جس کے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور منافقوں نے قرآن کی جمع وترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا۔ اس نے ان کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔

پھر اس مضمون کے سلسلے میں جناب امیرؓ نے فرمایا:

"وازدوا فیہ ماظھر تناکرہ وتنافرہ"

"یعنی اور بڑھادیں انہوں نے قرآن میں وہ باتیں جن کا خلاف فصاحت ہونا اور قابل نفرت ہونا ظاہر تھا۔"

قارئین محترم اب غور فرمائیں یعنی شیعوں کے جناب امیرؓ کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے دین کی کتاب نہیں ہے، بلکہ اس سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں۔ مذاہب باطلہ کی تائید ہوتی ہے اور اس میں خلاف فصاحت وبلاغت عبارتیں ہوتی ہیں۔ (توبہ استغفر اللہ)

نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"لولا انہ زید فی القرآن و نقص ماخفی حقنا علی ذی حجی." (تفسیر بحوالہ تفسیر عیاشی)

ترجمہ: "اگر قرآن میں کمی بیشی نہ کی ہوتی تو ہمارا حق کسی عقل مند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔"

قارئین محترم! یہ عقائد ہیں ان شیعہ کے جو آج بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارا بھی اس قرآن پر ایمان ہے تو میں پوچھتا اگر تمہارا قرآن پر ایمان ہوتا تو ایسی اختلافی باتیں نہ ہوتیں۔

آپ کا قرآن ستر (70) گز لمبا اور چالیس (40) گز چوڑا ہے۔ آپ کا ہمارے اس تیس (30) پارے والے قرآن پر ایمان نہیں۔ آپ کے قرآن کی موٹائی اونٹ کی ران جتنی ہے اگر آپ مومن ہیں سچے ہیں تو قرآن لائیں جس کو آئمہ اطہار نے مرتب کیا تھا۔ خبردار ہمارے قرآن پاک کو مت ہاتھ لگانا اور ہمارے اس قرآن پاک کی تلاوت مت کرنا۔ منبر پر، مجلسوں پر، محفلوں میں، نماز میں اور دیگر عبادات میں، وعظ میں، تقریر میں، تحریر میں، ہرگز ہرگز آپ کو حق نہیں ہمارے بزرگوں کا یہ جمع کردہ ہے۔ آپ کے بقول امیر علیہ السلام نے فرمایا سنیوں والے قرآن میں فصاحت نہیں، بلاغت نہیں اور نہ یہ دین کی کتاب ہے چونکہ یہ کتاب مذاہب باطلہ کی تائید کرتی ہے۔ بلکہ اس میں کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں۔ نیز آپ کے بقول امام صاحب فرماتے ہیں:

اس موجودہ قرآن شریف میں کمی وبیشی ہونے کی وجہ سے ہمارا حق نہ مارا جاتا، یعنی اس قرآن نے ہی آپ کے حقوق غصب کئے۔

ایسے غاصب قرآن کے قریب بھی آپ کو نہیں آنا چاہیے بلکہ آپ کو مس تک بھی نہیں کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا ایسے لوگوں کے بارے فرمایا گیا ہے:

"لایمسہ الا المطھرون"

قرآن مجید کے الفاظ بدلے جانے کی روایات:

ترجمہ: ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی:

"قل اعملو فسیری اللہ ورسولہ والمؤمنون"

تو امام صاحب نے فرمایا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی مومنوں کے بجائے ماموں کا لفظ ہے اور ماموں ہم لوگ ہیں۔ (اصول کافی ص: ۲۶۸)

(۲) تفسیر قمی میں جس کے مصنف امام حسن عسکری کے شاگرد خاص ہیں لکھا ہے:

ترجمہ: اور وہ چیزیں جو موجود نہیں قرآن میں خلاف ...... ماانزل اللہ ...... ہیں ان میں ایک آیت یہ ہے ...... کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ...... امام جعفر صادق نے اس آیت کو پڑھنے والے سے فرمایا کہ واہ کیا اچھی امت ہے کہ امیر المومنین کو اور حسین ابن علی کو قتل کر دیا۔ پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی۔ یعنی آیت میں اصل کیا:

"خیر آئمۃ اخرجت للناس"

نازل ہوئی تھی۔ یعنی آیت میں اصل لفظ آئمہ تھا بجائے اس کے "امت" کر دیا گیا۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیں امام جعفر صادق نے اس مطلب کو غلط قرار دیا کہ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا وہ کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ آیت میں خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے نہ کہ قاتلان علی وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے۔

علماء شیعہ کے تین اقرار:

علامہ نوری طبرسی اپنی کتاب "فصل الخطاب" مطبوعہ ایران صفحہ 211 پر رقم طراز ہے:

بہت سی معتبر حدیثیں جو صاف بتاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں کمی ہوگئی ہے اس میں سے بہت سا حصہ نکال دیا گیا علاوہ اس کے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں " گا ہے اور یہ قرآن مقدار نزول سے بطور اعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا تھا، بہت کم ہے۔ کسی آیت یا سورۃ کی تخصیص نہیں اور یہ حدیثیں جو ان معتبر کتابوں میں ہے جن پر ہمارے اصحاب کا اعتبار ہے جس قدر حدیثیں مجھے ملیں میں نے اس باب میں جمع کر دی ہیں۔ اس کے بعد بکثرت کتابوں کے نام بتاتے ہیں اور روایات تحریف کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ 30 میں ہے سید محدث نعمت اللہ جزائری نے کتاب میں لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امامیہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ وہ مستفیض بلکہ متواتر حدیثیں جو قرآن کی تحریف پر صحیح دلالت کرتی ہیں۔ صحیح ہیں اور یہ تحریف کلام میں بھی ہے۔ مادہ میں بھی ہے۔ اعراب میں بھی ہے ان حدیثوں پر سب متفق ہیں۔

ضروری اطلاع

قارئین خلافت راشدہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کسی محمد قاسم فاروقی ولد عنایت خان مغل سکنہ اعوان شریف گجرات ادارہ خلافت راشدہ کے ساتھ کم از کم 50,000 روپے کا فراڈ کر کے روپوش ہو چکا ہے۔ اس کے گھر بھی متعدد بار رابطہ کیا لیکن اس کی والدہ نے ہر بار یہی جواب دیا ہے کہ وہ تین ماہ سے گھر نہیں آیا ہے۔ قاسم فاروقی سے متعلق علم رکھنے والے احباب درج ذیل پتہ پر اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔

عبدالغفار سلیم

سرکولیشن منیجر خلافت راشدہ ریلوے روڈ فیصل آباد

Ph:0300-7610220

041-2640024

ایران کا ایٹمی پروگرام، خطرہ کس کو؟

ایران پر ممکنہ امریکی حملے کے تناظر میں ایک تجزیاتی تحریر

ابن ایوب شامی

آج کل ایران اور امریکہ کے اختلافات اور ایران کے ایٹمی پروگرام سے متعلق امریکی خدشات کے سبب ایران پر ممکنہ امریکی حملے کی خبریں زور شور سے آ رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک ساتھی نے مجھ سے سوال کیا کہ بالفرض امریکہ اور ایران کی جنگ ہو تو ہمارا کیا موقف ہوگا؟ مختصراً تو میں نے اسے جواب دے دیا تھا لیکن پھر خیال آیا کہ یقیناً یہ سوال سب کے ذہنوں میں گردش کر رہا ہوگا چنانچہ مناسب سمجھا کہ خلافت راشدہ کے قارئین کو بھی اس بارے میں آگاہ کیا جائے۔ یہ درست ہے کہ پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ امریکہ نے افغانستان اور عراق میں مسلمانوں پر جو ظلم وستم ڈھایا ہے اس کی وجہ سے امریکہ سے نفرت تو گویا ہمارے ایمان کا جزو بن چکی ہے۔ سوال کا جواب دینے سے قبل ہم ایران کے ایٹمی پروگرام پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایران کے سابق بادشاہ رضا پہلوی کے دور میں ہی ایران نے ایٹمی طاقت بننے کا خواب دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں جرمنی اور فرانس کی متعدد کمپنیوں سے مذاکرات کے بعد ایران نے خمینی انقلاب سے قبل ہی چار ری ایکٹروں پر مشتمل ایٹمی پاور ہاؤس تیار کرنے کا کام شروع کر رکھا تھا، خمینی انقلاب کے بعد یہ پروگرام کچھ عرصہ بھی معطل نہ ہوا بلکہ جنون کی حد تک ایران نے ایٹمی قوت حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھی۔

اس سلسلے میں ایران روس کے علاوہ پاکستان سے بھی تعاون کا خواہاں ہوا اور ایک خطیر رقم کے بدلے پاکستان کو ایٹم بم بنانے میں مدد دینے کی پیشکش کی جسے پاکستان کی اس دور کی حکومت نے 1992-93ء میں قبول کرنے سے انکار کیا ادھر روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد تو عالمی مارکیٹ میں ایٹمی مواد کوڑیوں کے دام تو بکتا ہی رہا لیکن ایٹمی سائنسدان بھی چند ٹکوں کے عوض خریدے جاسکتے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ایرانی ایٹمی پلان تیزی سے آگے بڑھا۔ امریکہ اور ایران کے اندرونی تعلقات تو ہمیشہ سے ٹھیک رہے ہیں اور امریکہ ایران کا تیل خریدنے والا بہت بڑا ملک ہے جبکہ ایران بھی امریکی اسلحہ کی ایک بڑی منڈی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن بظاہر امریکہ کو ایران کا ایٹمی طاقت بننا ناگوار ہے۔ اس وجہ سے مختلف مواقع پر وہ ایران کو ''دھمکیاں'' بھی دے رہا ہے۔ پاکستان عالم اسلام کا پہلا ایٹمی ملک بن کر ابھرا تو پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ساتھ ساتھ امریکہ، بھارت کی نیندیں بھی حرام ہوگئیں۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف پینٹاگون سے تل ابیب اور دہلی سے لندن تک سازشوں کے تانے بانے بنے جانے لگے۔ ہر طرح کے منصوبے زیر غور آئے لیکن کھل کر کوئی اقدام کرنا تو دشمن کے بس میں نہیں اس لئے اس نے اپنے دیرینہ ہمنوالہ وہم پیالہ اور عالم اسلام کے دیرینہ آستین کے سانپ نما دشمن ملک ایران کا سہارا لیا گیا۔ ایران پر ایٹمی پروگرام کے حوالے سے جوں جوں دباؤ بڑھتا گیا اس نے طرح طرح کے بہانے بنائے گزشتہ سال کے اوائل میں ایران نے عالمی ایجنسی کو ایٹمی پروگرام کے حوالے سے جو تفصیلات مہیا کیں اس میں صاف طور پر اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ پاکستان کے ایٹمی سائنسدان فخر پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ایران سے تعاون کیا ہے اس ''انکشاف'' کا اصل اشارہ تیسری طاقت نے دیا تھا جس میں امریکہ اسرائیل بھارت پیش پیش تھے اس ڈرامہ میں ایران نے اپنے مفادات کی خاطر اس انکشاف کے ذریعے جان ڈالی جب سے اب تک پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف مغربی میڈیا نے کیا کیا گل کھلائے یہ کسی سے پوشیدہ نہیں...... یہاں تک کہ حکومت نے اپنی جان بچانے کے لئے اس قومی ہیرو کو مجرم گردانا اور اس نے اپنی غلطی اور جرم کا اعتراف ٹی وی پر کیا...... لیکن نہ تو اس اقرار پر اس کو معافی ملی نہ ہی ایٹمی پروگرام کے متعلق امریکی اور دیگر ممالک کے خدشات ختم ہوئے...... یہ تو ایک ڈرامہ تھا جس کا اصل تو جب سامنے آئے گا جب عراق کی طرح پاکستان کو بھی نشانہ بنانے کی دیرینہ خواہش پر عمل درآمد شروع ہوگا..........

ایران کے ایٹمی پروگرام کی کہانی صرف اتنی ہی نہیں ایران کو خمینی انقلاب کے بعد کے عزائم کو سامنے رکھا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایران کے ایٹمی پروگرام سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہیں اس لئے کہ خمینی نے فرانس سے واپسی کے موقع پر انقلاب کے پہلے ہی دن اعلان کر رکھا تھا کہ اس انقلاب کو پورے عالم اسلام میں درآمد کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی اور مکہ و مدینہ کو غاصبوں اور ناصبوں سے آزاد کرایا جائے گا...... یہ محض اعلان نہ تھا اس ایجنڈے پر عراق کے خلاف اس گیارہ سالہ جنگ کے ذریعے عمل شروع ہوا تو دوسری طرف حج بیت اللہ کے موقع پر مکۃ المکرمہ میں اللہ کے گھر میں خمینی کے چیلوں نے جو دھاوا بول دیا تھا یہ سب اسی منصوبے کا حصہ تھا ساتھ ساتھ ایران نے ہمارے ملک میں دو فیصد شیعہ کو اس قدر مالی، سیاسی اور تعلیمی امداد دی گئی کہ وہ اٹھانوے فیصد مسلمانوں کے ملک میں خمینی کی فقہ نافذ کرنے کے لئے تحریک چلانے پر اتر آئے۔ یہ اسی منصوبے کا حصہ ہے کہ آج ملک عزیز میں اس فرقے نے ایک طرف اصحاب رسولؐ و امہات المومنین کے خلاف شیعہ عقائد کے مطابق طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے ایران نے یہاں کے شیعوں کو قم اور زاہدان و تہران یونیورسٹی میں تعلیم کے بہانے کیا کچھ سکھایا؟ ایرانی لٹریچر ایرانی سفارت خانوں میں قائم کلچرل سینٹرز کے ذریعے کس طرح تقسیم ہوا۔ یہ سب کچھ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں لیکن صرف یہی نہیں ایران کے ان مکروہ عزائم کے خلاف صدائے حق بلند کرنے والے سینکڑوں علماء کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا اور ان کے قاتلوں کو آج بھی ایران میں مغربی پروٹوکول حاصل ہے۔ اس لئے شاید ہی کوئی ناواقف ہو۔ یہ سب کچھ ایرانی انقلاب کے تحفے ہیں۔ جن پر کئی کتب تک لکھی جاسکتی ہیں۔ یہ تاریخ کا ایک سیاہ باب

ہے۔ جسے مستقبل کا مورخ فراموش نہیں کر سکے گا...... لہٰذا یہ کہنا کہ ایران کے ایٹمی پروگرام سے اسکے تیل کو خطرہ ہے بالکل غلط ہے۔ ایران کے ایٹمی پروگرام سے اصل خطرہ عالم اسلام کو ہے۔

کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مستقبل میں یہ بات ضرور ثابت ہوگی کہ ایران ایٹمی طاقت بننے کا اعلان کرے گا اور ساتھ ہی پڑوسی ملک عراق میں امریکی چھتری تلے جمہوریت کے نام پر شیعہ حکومت کا قیام امریکہ کے اسی پروگرام کا حصہ ہے جس کا اعلان امریکی وزیر خارجہ کونڈو لیزا رائس نے کھلے لفظوں میں یوں کیا تھا کہ "ہم نے مسلمانوں میں بعض فرقوں کو مضبوط کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ کیونکہ یہ فرقے ہمارے "مقاصد" کی تکمیل کر سکتے ہیں اور پوری مسلم دنیا کو ہمارا غلام بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔"..... اس بیان کے بعد عراق میں شیعہ حکومت کا قیام مشرق وسطیٰ کی مسلم ریاستوں میں کشیدگی بڑھ جانے اور خود سعودی عرب میں موجود چند فیصد شیعہ اقلیت کو "حقوق" کے نام پر منظم کرنے کا سبب بنے گا۔ پس پردہ یہی کہانی ہے یہی مقاصد ہیں لیکن بیرون پردہ منظر کچھ اور بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ ان حقائق کو سامنے رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ ایران کشیدگی محض دکھاوا اور ڈرامہ ہے اولاً تو حملے کی دھمکیاں بھی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہیں۔ لیکن بالفرض ایسا ہوا بھی تو ایران کس منہ سے مسلم دنیا سے توقع کرے گا کہ وہ اس کی مدد کو آئیں گے..........؟؟

ابھی مسلم دنیا اور بالخصوص پاکستانی عوام وہ دن نہیں بھولے جب طالبان حکومت کے خاتمے پر ایران میں خوشیاں منائی گئیں...... جب عراق کے مظلوم سنی عوام پر ڈیزی کٹر بموں کی بارش ہوتے وقت قریبی ترین ہمسایہ کی حیثیت سے ایران نے کوئی مزاحمت تو دور کی بات صدام حکومت کے خاتمے کو برائی کے دور کا خاتمہ قرار دیا گیا...... پھر ایرانی نژاد شیعہ رہنما سیستانی اور آیت اللہ عبدالحکیم نے جس انداز سے امریکی اور اتحادی فوجوں سے صلح کر کے جمہوری نظام کا حصہ بنتے ہوئے انتخابات میں "اکثریت" حاصل کی اس کو ایران کی اشیرباد حاصل ہے اس سے یہ سمجھنا کیونکر مشکل ہے کہ ایران امریکہ کا مخالف ہے یا دوست؟

یہ سوال اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے کہ خود ہمارے ملک میں شیعہ اقلیت ایرانی شہ پر جو مسائل کھڑے کر دیتے ہیں بلوچستان سے لے کر واہ تک کے حالات اور شمالی علاقہ جات جیسے اہم جغرافیائی و دفاعی سرحدی علاقے میں ایران کے وظیفہ خوروں کی طرف سے اسلامی نصاب تعلیم کے خلاف شرمناک تحریک کے نتیجے میں جاری قتل و غارت اور کشیدگی...... مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، بے چینی، سیاسی عدم استحکام...... کیسے کیسے مسائل ہیں جن میں ہم خود گھرے ہوئے ہیں۔ ایسے میں ہم کسی کی مدد کریں بھی تو کیسے؟ حکومت چاہے جو فیصلہ کرے پاکستانی عوام کو اپنے مسائل اور ایران کے مخصوص نظریات و عزائم کے سبب ایران سے جو نفرت ہے اس کے سبب یہ کہنا غلط نہیں کہ پاکستانی عوام کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ اس پر احتجاج کریں یا ایرانیوں سے یکجہتی کا اظہار کریں...... اگرچہ بعض سیاسی ٹھیکیدار اپنے مخصوص مفادات کے لئے عوام کو اکسانے کی کوشش ضرور کریں گے لیکن مسلم قوم کو اس سے چنداں دلچسپی نہیں۔ ہمیں اپنے دین اپنے ملک اور اپنے مسائل سے دلچسپی ہے نہ کہ دوسروں سے

پرائی کو چھوڑ تو اپنی نبیڑ تو

بقیہ امام الانبیاء ﷺ

انسان آنحضرت ﷺ کی سیرت کے تمام شعبوں کو ہر دور ہر زمانہ اور ہر قرن کے لئے ایک واضح اصولوں سے بھرپور کھلی ہوئی کتاب قرار دے گا۔ ایسا طالب علم معیر حاضر کی یورپی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے عقل و فہم کے زاویہ میں تہذیب رسول ہی کو انسانی زندگی کا جزو لاینفک قرار دے گا۔ جو شخص اسلام کی ہمہ گیری اور جامعیت کا تجزیہ کرنا چاہے اسے سیرت نبویؐ کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔ جس انسان کو اسلام کی تعلیمات سے شناسائی کرنا ہو وہ بھی بانی اسلام علی صاحبہا السلام کی مقدس زندگی کے علمی، عملی، اخلاقی اور سیاسی پہلوؤں کو تدبر و تامل کا گہوارہ بنائے۔ یقیناً اسے آپ کے انداز فکر اور مدبرانہ طرز فکر سے سیاسیات کی عقدہ کشائی میں بیش بہا مدد ملے گی۔ دراصل وہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں جو اسلام کے کسی بھی مسئلہ پر نظر ہدف کئے ہوئے ہیں۔ فی الحقیقت انہیں اس جامع نظام کی حکمتوں پر احاطہ نہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ مطالعہ اسلام میں اتنی وسعت پیدا کریں کہ تفاسیر و احادیث اور تواریخ و روایات پر تو کم از کم سرسری نظر ہو جائے۔ پھر کسی مسئلہ میں عقل و فہم کو تامل نہ کرنا پڑے گا۔

سراج منیر ہی مقتدا ہو چاہیے:

جو اجالا اجالے کے لئے آیا جو نور افگن چاند چاندنی کے لئے ظہور پذیر ہوا جس تابدار کی تاب شمس و قمر نہ لا سکے۔ جس مرکز تجلیات کو سراج منیر کا لقب ملا۔ یہ سراج جو سورج سماوی سے ممتاز ہے جب آسمانی سورج غروب ہوتا ہے تو اس سورج کا طلوع ہوتا ہے۔ جہاں مکانات کی دیواروں کے حجاب اور بیشتر پردوں میں آسمانی روشنی پہنچنے سے قاصر ہے وہاں اس دن رات کے سورج کی ہدایت کی کرنیں پہنچ چکی ہیں۔ آنحضرتؐ کے عشق میں ادب کرنے والے نے کیا خوب کہا:

یہ شمسؐ نہار و لیل وہ شمس نہار بس ہے
یہ قمرؐ منیر عالم وہ قمر ستار بس ہے

جس کی دانائی، عقل و فہم اور منفرد و عالی کردار پر قرآن شاہد عدل ہے، انجیل و تورات نے جس کے تقدس میں محمودیت کے نغمے گائے ہیں، جس کی صداقت و عظمت کی گواہی شجر و حجر دے چکے ہیں، جس کے دشمن عداوتوں کے باوجود عظمت و رفعت کے معترف رہے جس کی تکذیب کرنے والے آخر تصدیق پر مجبور ہو گئے، جس کو سب و شتم کرنے والے رطب اللسان رہے جس نے مہد سے لحد تک انسانیت کی رہنمائی کی، جب اس کی سطوت کا پرتو پڑا تو بتوں کے عزائم خاک میں مل گئے، اسی عظیم نبی نے قیصر و کسریٰ کے قلم توڑ دیئے، خسرو اور ہرقل کی سلطنتیں لرزہ براندام کر دیں، دنیائے عالم کو ایک جامع اور ہمہ گیر نظام بخشا، بنی آدم کو حیوانیت و شیطنیت کی دلدل سے اٹھا کر اشرف المخلوقات بنایا، انسان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر مصابیح توحید کے سامنے بٹھایا، امت محمدیہ کو زندگی کے اصول بتائے۔ رہن سہن کے طریقے سمجھائے امن و راستی کا سبق دیا، مضمار سیاست کے گر سکھائے۔ میدان کارزار میں اترنے، جرأت و شجاعت کی جولانیاں دکھانے اور استقلال و استقامت کے ساتھ نصب العین پر مرمٹنے کا درس دیا، دروغ گوئی، چور بازاری، عداوت و شقاوت، جدال و فساد کی لعنتوں سے محفوظ کر کے راست بازی، رات و الفت، صلح و آشتی کے زریں اصول بطور توشہ حیات عالم کو دیئے، یہ کلام اس نبی کی نسبت ہو رہی تھی جس کا نام آدم و حوا کے نکاح کا مہر ٹھہرا (مدارج النبوت، شیخ عبدالحق محدث دہلوی) جس کا اسوہ آفاق ہستی کی کامرانیوں کا محور بنا، جس کا وجود باعث موجودات ہوا، جس کی تخلیق مقصد تخلیقات ہوئی۔

پس ہمیں ایسے ہی ریفارمر (Reformer) مصلح، امام الانبیاء ﷺ کا دامن تھام لینا چاہیے اس کے اقوال و افعال پر اپنی عملی توتیں نچھاور کر دینی چاہئیں۔

امیج

مولانا عبدالغفور ندیم (کراچی)

پنجاب حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدیدار نے گزشتہ روز اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ "MMA عالمی سطح پر پاکستان کا امیج خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہے، لیکن حکومت اور عوام ان کے مذموم عزائم کو ناکام بنادیں گے۔ انہوں نے کہا خواتین کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ ان کی صحت مند اور

اس میں شک نہیں! کہ تہذیب، اخلاق، کردار کے تمام اصول اور ضابطے صرف اسی شخص پر لاگو ہوتے ہیں جس میں کچھ شرم و حیاء موجود ہو.

تعمیری سرگرمیوں میں شرکت کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائیگی۔" انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ برصغیر میں صوفیائے کرام نے بڑی محبت، اخوت اور اپنے عمدہ اخلاق کے ذریعے سے اسلام پھیلایا لیکن اس کے برعکس MMA والے نفرت اور انتشار کو پھیلا رہے ہیں جس کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔"

(روزنامہ اسلام 6 اپریل 2005ء)

اعلیٰ عہدیدار کے مذکورہ بیان سے ان کی حب الوطنی کا جذبہ جھلک رہا ہے اور وہ کسی بھی صورت میں پاکستان کے امیج کو خراب کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ جو لوگ پاکستان کے امیج کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے عزائم کو عوام کے تعاون سے ناکام بنانے کا عزم بھی رکھتے ہیں۔ یہ جذبہ یقیناً قابل قدر ہے اور پاکستان کے ہر چھوٹے اور بڑے وزیر و مشیر کا یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ وہ ملک کا امیج خراب کرنے والوں کا محاسبہ کریں اور ان کی حوصلہ شکنی کر کے ملک کے وقار اور امیج کو دنیا میں بلند رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن اعلیٰ عہدیدار نے ملک کا امیج خراب کرنے کا الزام MMA پر لگا کر گوجرانوالہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ میراتھن ریس کے پروگرام کو خراب کرنے کے واقعہ کی شدید مذمت کی ہے اور ملک کا امیج برقرار رکھنے کا عزم کیا ہے جس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ حکومت کے نزدیک ملک کا امیج برقرار رکھنے کے لئے نیم عریاں لباس پہنا کر لڑکوں اور لڑکیوں کو مین شاہراہوں پر دوڑانا ضروری ہے اور اگر ہم نے میراتھن ریس میں صرف مردوں کو شامل کیا اور عورتوں کو اس ریس میں دوڑنے کا موقع فراہم نہ کیا تو اس سے ملک کا امیج خراب ہو جائے گا اور بیرونی دنیا میں ہمیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔ کیونکہ اگر

ملکی وقار لڑکیوں کو شاہراہوں پر دوڑانے میں دکھائی دیتا ہے تو وہ اپنی حد تک اس شوق کو ضرور پورا کریں اور اپنی بچیوں کو بے ہودہ لباس پہنا کر نوجوان لڑکوں کے شانہ بشانہ ضرور دوڑائیں اور ملکی امیج کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کریں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جب آدمی بے حیا بن جائے تو وہ جو چاہے کرتا پھرے۔" تہذیب و تمدن اور اخلاق و کردار کے تمام اصول اور ضابطے اسی شخص پر لاگو ہوتے ہیں جس میں کچھ شرم و حیاء موجود ہو لیکن اگر کوئی شخص شرم و حیاء سے تہی دست و تہی دامن ہو جائے تو وہ جو چاہے کرتا پھرے اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ اس لئے میں نے موصوف کو مشورہ دیا ہے کہ وہ پاکستان کے امیج کو قائم رکھنے کی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جب آدمی بے حیاء بن جائے تو پھر وہ جو چاہے کرتا پھرے۔"

اپنی سوچ کو اپنے گھر تک محدود رکھیں اور اس پر خوب خوب عمل کریں لیکن وہ اپنی اس انوکھی سوچ کو ملک پر لاگو نہ کریں اس لئے کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اسے بے حیائی اور عریانی پھیلانے کے لئے حاصل نہیں کیا گیا بلکہ ہمارے آباؤ اجداد نے بیش بہا قربانیاں دے کر اسلام کے زریں اصولوں کو سرکاری سطح پر نافذ کرنے کے لئے حاصل کیا تھا اور ان اسلامی

سیدنا فاروق اعظمؓ نے بیت المقدس کے سفر کے موقع پر فرمایا: "ہماری عزت "**امیج**" نئے کپڑوں میں نہیں بلکہ اللہ نے ہمیں اسلام کو اپنانے کی وجہ سے عزت عطا کی ہے۔

اصولوں کا تقاضا ہے کہ مسلمان بہو بیٹیاں ننگر پہن کر غیر محرم مردوں کے سامنے تماشہ نہ بنیں بلکہ وہ اسلامی اقدار کو اپنا کر سیدہ عائشہؓ و حفصہؓ اور سیدہ فاطمہؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ و زینبؓ کے کردار و سیرت کو زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اس سے ہمارا اور ملک کا امیج بہتر ہوگا۔

حکمران اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ اللہ نے ہمیں اگر عزت دی ہے، تو اسلام کی وجہ سے دی ہے، جیسا کہ بیت المقدس کے سفر کے موقع پر امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کو پیوند لگے لباس میں ملبوس دیکھ کر شام کے گورنر نے مشورہ دیا تھا کہ آپ پھٹے ہوئے لباس کی بجائے نیا لباس زیب تن فرمالیں تاکہ شام کے وڈیروں کے سامنے آپ کی عزت و عظمت واضح ہو۔ جس پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہماری عزت و عظمت نئے کپڑوں میں نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے ہمیں اسلام کو اپنانے کی وجہ سے عزت عطا کی ہے۔

یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ مسلمان اسلامی اقدار کی بالادستی اور احکام شریعت کو اپنانے میں ہی اپنی عزت سمجھتا ہے اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی اپنی اسلامی روایات کو چھوڑا وہ ذلت و ادبار کا نشانہ بن گئے۔ اگر کسی کو گھر بیٹھی لڑکیاں سڑکوں پر دوڑانے میں عزت نظر آتی ہے تو ان کی پست ذہنیت کی دلیل ہے ورنہ کوئی عقل مند انسان ذلت کو عزت اور پستی کو عروج کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ جن جرأت مند لوگوں نے گوجرانوالہ میں انتہائی غیر اخلاقی پروگرام کو روک کر پورے ملک کے غیرت مند مسلمانوں سے داد تحسین حاصل کی انہی کو مورد الزام ٹھہرا کر ملک کے امیج کو خراب کرنے کا طعنہ دیا جا رہا ہے۔ یہ تو وہی بات ہوگی کہ ایک دیہاتی نے ایک بکرا اور بندر پال رکھا تھا۔ جب دیہاتی گھر سے باہر جاتا تو بندر اٹھ کر دودھ کے برتن میں منہ ڈالتا اور سارا دودھ پی جاتا اور آخر میں دودھ کی بالائی بکرے کے منہ پر مل دیتا۔ دیہاتی شام کو جب گھر آتا تو بکرے کے منہ پر بالائی لگی دیکھ کر اسے مارتا کہ دودھ اسی نے پیا ہے اور بندر دور بیٹھا بڑے مزے سے یہ تماشا دیکھتا۔ آخر دیہاتی نے جب دیکھا کہ بکرا روزانہ مار کھانے کے باوجود دودھ پینے سے باز نہیں آتا تو اسے شک گزرا کہ کہیں تمام تر کارروائی بندر کی تو نہیں۔ چنانچہ ایک دن دیہاتی گھر سے حسب معمول نکلا اور کہیں چھپ گیا تاکہ وہ اصل حقیقت تک پہنچ سکے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بندر حسب معمول اپنی جگہ سے اٹھا دودھ پی کر بالائی بکرے کے منہ پر مل رہا تھا کہ دیہاتی نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا اور خوب درگت بنائی کہ ظالم! دودھ خود پیتا ہے اور بالائی بکرے کے منہ پر لگا کر الزام اس پر دھر دیتا ہے۔ حکمران MMA کو ملک کے امیج کو خراب کرنے کا الزام بھی اسی نوعیت کا ہے۔ MMA کے لوگ لاکھ برے سہی لیکن انہوں نے کم از کم گوجرانوالہ کے واقعہ میں جو کردار ادا کیا ہے وہ یقینا

لائق تحسین ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ایک غیر اسلامی اور غیر اخلاقی پروگرام کو سبوتاژ کر کے ملک کے اسلامی تشخص کو اجاگر کیا ہے اور دنیا کو یہ باور کروایا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے یہاں اسلام دشمن سرگرمیوں کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔

کو دیکھے تو اپنے ہاتھ سے اسے روک ڈالے۔ اگر قوت بازو سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو ایمان کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ برائی کو اپنے دل میں برا جانے۔" برائی کو دل سے برا جاننا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے اور موصوف تو کبائنڈ میراتھن ریس کو برائی بھی نہیں سمجھ

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے کہا "میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے لیکن میں اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے تلوار ضرور اٹھاؤں گا۔"

موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "خواتین کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا اور ان کی صحت مند اور تعمیری سرگرمیوں میں شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔" اگر کو اپنے مسلمان ہونے پر کوئی ندامت و شرمندگی نہیں تو ان کا مذہب خواتین کے حقوق کی جس قدر پاسداری کرتا ہے اس قدر پاسداری نہ وہ خود کر سکتے ہیں اور نہ ہی دنیا کا کوئی دوسرا مذہب کر سکتا ہے۔ اگر وہ اسلام کو مکمل اور اکمل سمجھتے ہیں تو انہیں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کسی روشن خیالی کے جال میں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام خود ہی ان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے بس تھوڑی سی ہمت کر کے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کو یقینی بنالیں اور اگر موصوف اسلام کو مکمل دین نہیں سمجھتے تو پھر وہ بڑے شوق سے کسی دوسرے مکمل دین کو اپنالیں، پاکستان کے مسلمانوں پر اپنے افکار و نظریات کو مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ "برصغیر میں صوفیائے کرام نے بڑی

رہے بلکہ وہ اسے خواتین کے حقوق کی پاسداری سمجھتے ہیں تو نہ جانے ان کے ایمان کی کیا حقیقت ہوگی؟

موصوف MMA والوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ پیار و محبت سے دین کی تبلیغ کریں اور جبر و اکراہ سے گریز کریں۔ جبکہ اسلامی تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر کوئی کافر اسلام قبول نہیں کرتا تو اس پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی مسلمان، مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی تعلیمات کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے ساتھ رعایت نہیں بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور اسلامی حکومت اس پر تعزیر جاری کرے گی۔ جو کام حکومت کو خود کرنا تھا وہ MMA والوں کو کرنا پڑا اور برائی کو طاقت سے روکنے کی جسارت کرنا پڑی۔ ان کے اس عمل کی بہرحال حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ MMA والے اپنے اس عمل میں کہاں تک مخلص ہیں اس کا فیصلہ تو وہ خود کریں گے لیکن گوجرانوالہ کی برائی سے بڑھ کر ایک بہت بڑی

آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کی توہین کرنے والوں سے نشست و برخاست ہی منع نہیں کی بلکہ صحابہ پر سب و شتم کرنے والوں پر لعنت بھی فرمائی ہے۔

محبت و اخوت اور عمدہ اخلاق کے ذریعے اسلام کو پھیلایا ہے لیکن اس کے برعکس MMA والے نفرت و انتشار پھیلا رہے ہیں"۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیائے کرام نے بڑی محبت کے ساتھ یہاں کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا ہے لیکن یہ تبلیغ کا انداز ہے۔

جناب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبیوں کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ "میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے لیکن میں اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے تلوار ضرور اٹھاؤں گا۔" اور اگر ہم حضور اکرمؐ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو جہاں آپ کی سیرت میں محبت و پیار سے تبلیغی سرگرمیوں کا تسلسل نظر آتا ہے وہاں اسلام کی جڑوں پر تیشے چلانے والوں کے خلاف بدر و حنین میں آپ تیغ زن بھی نظر آتے ہیں۔ کیا آپ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص برائی

برائی خود ان کے ساتھ لگی ہوئی جو شاید انہیں نظر نہیں آتی یا پھر اسے قصداً نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ صدر کی وردی کا مسئلہ ہو، ایل ایف او ہو یا کبائنڈ میراتھن ریس، سب برائیاں اپنی جگہ، پر لیکن محبوب خدا کے محبوب شاگردوں کی توہین و تنقیص ایسی برائی ہے کہ ایسے لوگوں سے نشست و برخاست سے بھی حضور اکرمؐ نے امت کو منع فرمایا ہے بلکہ آپ ﷺ نے جماعت صحابہؓ پر سب و شتم کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور یقیناً ایسے ملعونوں سے پیار، محبت، اخوت اور بھائی چارگی دنیا کی سب سے بڑی برائی ہے لہذا برائی کے خلاف بھی MMA کو کمربستہ ہونا چاہیے تاکہ برائی کے خلاف ان کے جہاد کو اخلاص کی نظر سے دیکھا جا سکے۔

بین الاقوامی تحقیقاتی مرکز کی ضرورت

محترم قارئین! جس طرح پاکستان کے بعض علماء کرام نے شیعت کے خلاف متفقہ فتویٰ سے رجوع کیے بغیر اس کی تائید کرتے ہوئے بھی عملی طور پر اس سے انحراف کی پالیسی اپنا رکھی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ضمن میں ایک بین الاقوامی تحقیقاتی مرکز قائم کیا جائے جو امت مسلمہ کو درپیش اس اہم مسئلہ کے بارے میں متفقہ لائحہ عمل تیار کر کے آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ کا کام دے سکے۔ اس تحقیقاتی مرکز کیلئے جگہ کا تعین کر لیا گیا ہے۔ یہ مرکز

قطب الاقطاب خواجہ خان محمد دامت برکاتہ
حضرت شیخ الحدیث عبدالحلیم کاچوی مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی مدظلہ
حضرت مولانا مہر محمد میانوالوی مدظلہ
حضرت مولانا استاذ العلماء منیر اختر مدظلہ
حضرت مولانا محمد الیاس بالاکوٹی مدظلہ
حضرت مولانا امیر رضا شاوتی مدظلہ

جیسے بزرگوں کی سرپرستی اور راہنمائی میں کام کرے گا۔ انشاءاللہ

اس اہم تحقیقاتی مرکز کے قیام کیلئے اہل خیر کی تجاویز اور اعانت ہمارے لئے حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی۔

ماہنامہ ترجمان القرآن کے مدیر اعلیٰ کے نام......

سید خالد حسین شاہ

مدیر اعلیٰ کی طرف سے شیعہ کا مسلمانوں کے ساتھ صرف 10 فیصد اختلاف لکھنے پر حقیقی آئینہ پیش کیا گیا ہے

محترمی مدیر اعلیٰ صاحب ماہنامہ ترجمان القرآن!

السلام علیکم!

ترجمان القرآن کے ماہ اپریل 2005ء کے شمارے میں محترم پروفیسر خورشید کا مضمون اشارات چھپا۔ جس میں موصوف نے یہ لکھا ہے کہ اہل سنت (مسلم) اور اہل تشیع میں صرف 10% اختلاف ہے۔ جناب والا! صاحب مضمون شاید اہل تشیع کے عقائد سے بالکل ناواقف ہیں۔ اسی لئے 10% کا فگر پیش کر گئے۔ چنانچہ اُن کی اس لاعلمی نے اس رسالے کے قارئین کو شدید صدمہ پہنچایا ہے۔ لہٰذا انہیں قارئین سے فوراً معذرت کر لینی چاہیے۔ جناب والا! اہل تشیع سے اسلام کا کتنا اختلاف ہے۔ اس کا اندازہ موصوف درج ذیل حوالہ جات کو پڑھ کر خود کر لیں گے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان اور اہل تشیع میں 99% اختلاف ہے۔ اگر ایک فیصد اتفاق ہے بھی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ اتنا اتفاق تو عیسائی، یہودی، سکھ اور ہندومت کے ساتھ بھی مل جائے گا۔ جبکہ مرزائیوں کے ساتھ 90% اتفاق کے باوجود صرف ہم سب بلکہ صاحب مضمون بھی انہیں کافر کہتے ہیں۔ اختلاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انسان دو شعبوں کو اختیار کر کے ہی مسلمان بنتا ہے۔

نمبر 1: ایمان اور نمبر 2: اسلام

ایمان درج ذیل اجزاء کا نام ہے: (الف) اللہ پر ایمان (ب) فرشتوں پر ایمان (ج) یوم آخرت پر ایمان (د) اچھی بری تقدیر کا اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان۔ (ر) آسمانی کتابوں پر ایمان (س) رسل پر ایمان (ش) موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان (ترتیب غلط ہونے پر معذرت)

اللہ پر ایمان:

اللہ پر ایمان کا مفہوم تمام امت مسلمہ کے ہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات اور اس کے افعال میں کسی کو اس کا شریک نہ بنایا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مشرکین مکہ اللہ کو مانتے ضرور تھے لیکن صفات اور افعال میں مخلوق کو شریک کر لیتے تھے اور نیک لوگوں کے بت بنا کر اُن سے مدد مانگتے تھے۔ جب رسولؐ نے ایک اللہ کا نظریہ خداوندی پیش کیا تو سب آپؐ کے دشمن ہو گئے اور کافر ٹھہرائے گئے۔

اہل تشیع کہتے ہیں ”آدم سے لے کر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء، صلحاء، رسل اور مومنین جس نے علیؑ کو پکارا چونکہ اللہ خدا کا ذاتی نام ہے باقی تمام صفاتی نام معصومین کے ہیں۔ لہٰذا قرآن میں آدمؑ، نوحؑ، ایوبؑ، زکریاؑ، موسیٰؑ اور محمدؐ نے مدد کیلئے علیؑ کو پکارا۔ بلکہ قرآن میں جہاں بھی لفظ رب استعمال ہوا ہے اس کا مفہوم علیؑ ہی لیا جائے گا۔ (جلاء العیون، جلد 2 صفحہ 63 تا 66 خلاصہ)

چنانچہ اللہ کی ذات صفات اور افعال میں علیؑ کو شریک ٹھہرا کر ایمان کی عمارت پہلے قدم پر ہی گرا دی گئی ہے۔

فرشتوں پر ایمان:

تمام امت مسلمہ کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کچھ امور تفویض کئے ہوئے ہیں۔ جو وہ بلا چوں و چراں بجالاتے ہیں۔ ان امور میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں۔ ان سب کے سردار جبرائیل ہیں۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ

”نبیوں کے پاس پیغام لانے والا جبرائیل، موت دینے والا عزرائیل، صور پھونکنے والا اسرافیل، ہواؤں اور بادلوں کو چلانے والا میکائیل ہے۔ تمام عالمین کو یہ وزیر کنٹرول کرتے ہیں اور وزیر اعظم ان پر مولائے کائنات علیؑ ہیں۔ چنانچہ علیؑ فرماتے ہیں میں نے بارش برسائی، ہواؤں کو چلایا، دریاؤں کو حکم دی اور فرمادیں کہ میں دینے والا ہوں تو درست ہے۔“ (جلاء العیون، ج 2 ص 69، ملا باقر مجلسی)

اس حوالے میں نہ صرف فرشتوں کی اتھارٹی کو چیلنج کیا گیا ہے بلکہ خدا کی خدائی کو بھی کھلا چیلنج ہے۔

اللہ کی کتابوں پر ایمان:

تمام امت مسلمہ کا یہ غیر متزلزل ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحیفوں کے علاوہ چار کتابیں نازل فرمائیں۔ پہلی کتابوں میں تحریف کی گئی لیکن قرآن مجید قیامت تک بلا کسی تحریف کے محفوظ رہے گا۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ اسی کے ذریعہ بعثت سے لے کر قیامت برپا ہونے تک انسان راہ ہدایت اور نجات پائیں گے۔ اہل تشیع کہتے ہیں:

”تحریف اور تغیر و تبدل کے واقع ہونے میں قرآن تورات اور انجیل ہی کی طرح ہے اور منافقین (خلفاء) امت پر مسلط ہو کر حاکم بن گئے وہ قرآن میں تحریف کرنے کے بارے میں اسی طرح چلے جو طریقہ بنی اسرائیل نے اختیار کیا۔“ (فصل الخطاب، صفحہ 70)

احزاب آیت نمبر 66 میں سے حضرت علیؑ کا نام نکال دیا گیا۔ (اصول کافی، صفحہ 268)

قرآن اور آسمانی کتابوں پر اہل تشیع کا ایمان ملاحظہ ہو:

رسول پر ایمان:

پوری امت مسلمہ بجا طور پر اس بات پر یقین اور ایمان رکھتی ہے کہ انبیاء اور رسل اللہ کے چنے ہوئے معصوم لوگ ہیں۔ باقی مخلوق میں کوئی بھی انبیاء کا ہم مرتبہ نہیں جبکہ انبیاء میں آنحضورؐ سب سے افضل ہیں۔ اہل تشیع کا اس سلسلہ میں اختلاف حوالہ نمبر 1 میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیں۔

”ہمارے مذہب کی ضروریات یعنی بنیادی عقائد میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ مقام ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی رسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔“ (الحکومت الاسلامیہ از خمینی ص 32)

یوم آخرت پر ایمان:

امت مسلمہ کا غیر متزلزل الہامی عقیدہ ہے کہ یوم

آخرت میں اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ جن کے اعمال وزنی ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنت عطا فرمائے گا اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے اُن کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا۔ جس کی اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے۔ حضورؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

اہل تشیع کہتے ہیں:

"اے فاطمہؓ علیؑ کلید ہائے بہشت پر میری مدد کریں گے اور محبان علیؑ روز قیامت رستگار ہوں گے یعنی بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ (جلاء العیون، ص: 108، ملا باقر مجلسی)

اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے ایمان:

تمام امت مسلمہ کا ایمان ہے کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ اہل تشیع کہتے ہیں:

"انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا، حالات کا خراب ہونا، بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکلیف انسان کو آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ (جلاء العیون، ص: 77، ملا باقر مجلسی)

موت کے بعد اٹھایا جانا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ..... جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو سوائے 4 مقرب فرشتوں کے باقی سب پر موت طاری ہو جائے گی ..... الخ

جبکہ اہل تشیع سورہ زمر کی آیت 68 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ 14 معصومین نہ اب فوت ہوتے ہیں نہ پہلی صاعقہ میں فوت ہوں گے بلکہ کروڑوں سالوں سے ہیں ان پر موت طاری نہ ہوتی ہے نہ ہوگی۔ چنانچہ جب فوت ہی نہ ہوئے تو اٹھائے جانے کا کیا محل رہ جاتا ہے۔

حضور والا! ایمانیات پر 100% اختلافات آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ حالانکہ صرف اللہ پر ایمان کے ذیل میں جو عقیدہ پیش کیا گیا ہے وہی تمام دین کے اختلاف پر حاوی ہے۔ اب اسلام پر اختلاف ملاحظہ کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا: پانچ ارکان پر اسلام کی بنیاد ہے (۱۔ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ۲۔ نماز ۳۔ روزہ ۴۔ زکوٰۃ ۵۔ حج)

کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے:

کلمے کا پہلا جزو ہے۔ اس بارے میں مولانا مودودیؒ کیا فرماتے ہیں:

"اپنی سلطنت میں خداوندی کے جملہ اختیارات کا مالک وہ خود ہی ہے کوئی دوسرا نہ اس کی صفات میں اس کا شریک ہے نہ اس کے اختیارات میں اور نہ اس کے حقوق میں لہٰذا اس کو چھوڑ کر یا اس کیساتھ شریک ٹھہرا کر زمین یا آسمان جہاں بھی کسی کو معبود (الٰہ) بنایا جا رہا ہے۔ ایک جھوٹ گھڑا جا رہا ہے اور حقیقت کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے۔"

(تفہیم القرآن، ج 1، صفحہ 194)

کلمہ میں الٰہ کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی خدا کے ہیں۔ خدا اس کو کہتے ہیں جو مالک ہو، حاکم ہو، خالق ہو پالنے والا ہو، دعاؤں کو سننے اور قبول کرنے والا ہو۔ کلمہ طیبہ کے معنی صفحہ 7 (مودودیؒ)

اس سلسلہ میں اہل تشیع کا (ایمانیات نمبر 2,1 میں جلاء العیون کے حوالہ جات سے) اختلاف پڑھ لیا ہوگا۔ ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیں "یا محمدؐ، یا علیؑ، یا فاطمہؓ، یا حسنؓ، یا حسینؓ بلکہ چہاردہ معصومین میں سے جس بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے۔ نہ ان کے آنے کا پتہ چلا نہ جانے کا معلوم ہوا۔ معلوم ہوا تو صرف اتنا کہ تکلیف چلی گئی۔ مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ (14 معصومین) ہمارا محافظ ہے۔ اولاد، مال، رزق، شفاء، زندگی، بخت، حصول تخت غرضیکہ تمام آفات و بلیات تمام امور میں وہ مدد فرمارہے ہیں۔ (جلاء العیون، ج 2 ص 98)

چنانچہ امت مسلمہ جس میں مولانا مودودیؒ بھی شامل ہیں۔ الٰہ صرف ایک مانتا ہے جبکہ اہل تشیع کے الٰہ خدا کے علاوہ 14 ہیں۔ لہٰذا ان کا کلمہ اس طرح ہوا (اربعۃ عشر إلٰہ والله إلٰه) یہ ان کا پہلے حصے سے اختلاف اب دوسرے حصے کا اختلاف ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد اللہ کے رسول ہیں) اس کا مطلوب ساری امت مسلمہ یہ لیتی ہے کہ خدا کے احکام وحی متلو اور غیر متلو کے ذریعہ حضورؐ تک پہنچے۔ آپ نے بغیر کسی کمی بیشی کے نہ صرف اصحابؓ تک پہنچائے بلکہ ان پر عمل بھی کر کے دکھایا آپ کے رحلت کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہے، کیونکہ آپؐ اللہ کے آخری نبیؐ ہیں۔ دین مکمل ہے۔ آپ کا حلال کیا ہوا قیامت تک حلال اور آپ کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام۔ جبکہ اہل تشیع کہتے ہیں "سورہ انا انزلنا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ شب و روز میں ہوتا..... امام مہدی کو اس لئے موجود اور باقی رکھا گیا تا کہ نزول ملائکہ کی بنیادی غرض پوری ہو سکے اور انہی پر نزول ملائکہ ہو۔"

(چودہ ستارے، صفحہ: 569)

"امامت کا رتبہ نبوت سے بلند تر ہے۔"

(حیات القلوب، ص: 201)

"حق بات یہ ہے کہ کمالات، شرائط اور صفات میں پیغمبر اور امام کے درمیان کوئی فرق نہیں۔"

(حیات القلوب، ج 3، ص 3)

"ہمارے آئمہ کو اختیار ہے جس کو چاہیں حلال کریں جس کو چاہیں حرام کریں۔" (اصول کافی، ص: 278)

دیکھا آپ نے خاتم الانبیاء کی اتھارٹی کو کیسے چیلنج کیا جا رہا ہے۔

نماز: نماز میں درج ذیل اختلاف ہے، جو سب کو معلوم ہے، حوالوں کی ضرورت نہیں۔ کسی بھی امام بارگاہ میں جا کر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (۱) نماز اپنے اپنے اوقات میں پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ ظہرین اور مغربین پڑھتے ہیں اور اسے افضل اور اولیٰ کہتے ہیں۔ (۲) ان کے نزدیک سجدہ کیلئے افضل ترین مقام تربت امام حسینؓ یا اس کی مٹی ہے۔ (توضیح المسائل، ص: 166)۔ (۳) مسلمان استقبال قبلہ کو شرائط نماز شمار کرتے ہیں جبکہ اہل تشیع نماز میں اماموں کے مزارات کی طرف رخ کر کے مناجات اور سلام پڑھتے ہیں۔ (۴) تمام اصطلاحات نماز میں سلام پڑھنا تلاوت کلام پاک یا تسبیحات سے افضل ہے۔

روزہ: روزہ کے اوقات میں ان کا امت سے واضح اختلاف ہے۔

زکوٰۃ: اہل تشیع کے نزدیک نوٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں زکوٰۃ صرف ان سکوں پر واجب ہے جو سونے اور چاندی کے ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

مویشی میں ..... اونٹ، گائے، بھینس
غلوں میں ..... گیہوں، جو، خرما
نقدی میں ..... طلائی سکے اور نقرئی سکوکات

(اصل و اصول شیعہ، ص: 174)

حج: حج کے احکام میں محرم کا ہونا، احرام، طواف اور سعی میں واضح اختلاف ہے۔ مسائل حج، ڈاکٹر عسکری بن احمد کی پڑھیں۔ میں نے پڑھی ہوئی ہے لیکن موجود نہیں۔

جناب والا! جب کسی شخص یا گروہ کا کلمہ ہی مسلمانوں سے مختلف ہو تو پھر وہ اگر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج بھی شریعت محمدیؐ کے مطابق بجالائے بھی تو قبول نہیں ہوں گے۔ جبکہ یہاں تو اختلاف ہی اختلاف اظہر من الشمس ہے۔ صاحب مضمون سے گزارش ہے کہ وہ ابھی کسی ماہر ریاضی کے پاس بیٹھ کر تصدیق کرالیں۔

جناب! میں نے جو اختصار کے پیش نظر صرف چند حوالہ جات پیش کئے ہیں جبکہ اگر کسی کو شک ہو تو وہ خود اصول کافی، جلاء العیون، حیات القلوب، کشف الاسرار، توضیح المسائل، الحکومت الاسلامیہ اور مقبول دہلوی کی تفسیر قرآن پڑھیں انہیں کافی مواد مل جائے گا بھرتی صدی عرصہ گزرے گی۔

باقی صفحہ 44 پر

آغا خانیوں کے عزائم

قاری نذیر اللہ

شمالی علاقہ جات گلگت ضلع غذر کے 25% اہل سنت والجماعت کی حالت زار اور اُن کے خدشات و مشکلات پر مشتمل ایک رپورٹ

شمالی علاقہ جات گلگت پانچ اضلاع پر مشتمل ہے۔ ضلع گلگت اور اسکردو شیعہ اکثریتی علاقے ہیں، غذر، گانچھے، نور بخشی، ضلع دیامر سنی جبکہ ضلع غذر اسماعیلی اکثریتی علاقہ (ضلع) ہے۔ ضلع غذر چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں اہل سنت والجماعت کی آبادی تقریباً 25% ہے۔ شمالی علاقہ جات کے دیگر ڈسٹرکٹوں میں اہل سنت کی آبادی کافی ہے اور وہاں کی جغرافیائی حالت ضلع غذر کے مقابلے میں قدرے بہتر ہے کیونکہ ضلع غذر انتہائی شمال میں ہونے کے باعث انتہائی حساس ہے۔ ضلع غذر کے حدود افغانستان اور چترال کے اُن علاقوں سے ملتے ہیں جہاں اسماعیلی فرقے کی اکثریت ہے۔ اس علاقے کے حساس ہونے کے خدشات اس وقت اور بڑھ جاتے ہیں جب یہاں پرنس کریم آغا خان کے مختلف النوع قسم کے پروگراموں کو دیکھا جائے۔ یورپ اور امریکہ کے ڈونر ایجنسیاں یہاں مختلف ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں آغا خان فاؤنڈیشن کو سپورٹ کررہے ہیں۔

حالانکہ غربت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ضلع غذر خصوصاً اسماعیلی آبادی کی معاشی حالت شمالی علاقہ جات کے دیگر علاقوں کی نسبت بہتر ہے۔ اس کے باوجود ان ڈونر ایجنسیوں کی یہاں دلچسپی کسی خاص مقصد سے ہرگز خالی نہیں۔ آغا خان کی اُن سرگرمیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1) آغا خان فاؤنڈیشن:

(۱) AKRSP (۲) ایگریکلچر

(۳) فارسٹری (۴) مرغبانی/شہد بانی

2) آغا خان ہیلتھ سروس

(۱) ہسپتال (۲) میٹرنٹی ہوم

(۳) ویلج ورکرز (مرد/خواتین)

3) ریلیجس ایجوکیشن (طریقہ بورڈ)

4) مصالحتی بورڈ

5) اسماعیلی بوائے سکاؤٹس/گرلز گائیڈ

6) آغا خان آرمی

7) انٹیلی جنس سسٹم

8) ریجنل کونسل

9) آغا خان ایجوکیشن سروس

آغا خان کے مذکورہ بالا نیٹ ورکس کے اہم ادارے ضلع غذر اور ہنزہ میں ہیں جہاں پر ان کی اکثریت ہے۔ اس طرح یہ ایک مکمل پروگرام کے تحت اپنے مخصوص اکثریتی علاقوں میں بشمول افغانستان (واخان کی پٹی) کو ملا کر ایک نئی اسماعیلی ریاست تشکیل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلے میں اُن کو امریکہ اور یورپی ممالک کا مکمل اخلاقی اور مادی تعاون حاصل ہے۔ بہرحال ضلع غذر میں اُن کی کارکردگی اور پروگرام کی خدوخال اس طرح تقسیم کی جاسکتی ہے۔

شرح خواندگی:

آغا خان کا سارا زور آغا خانیوں کی شرح خواندگی بڑھانے پر ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے مخصوص علاقوں میں تعلیمی مراکز کا جو جال بچھایا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آغا خان ایجوکیشن سروس جو کام اور جو نصاب یہاں پر جاری ہے وہ اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں بھی شاید نا پید ہو۔ اسماعیلی آبادی میں ان کی نئی نسل تقریباً 90% جبکہ اہل سنت والجماعت کی مشکل سے 20% شرح خواندگی ہوگی۔ جبکہ ان کی خواتین کی شرح خواندگی تقریباً 80 فیصد اور اہل سنت والجماعت % 5 ہوگی۔ آغا خان کے تعلیمی اداروں میں طلبہ کو سائنس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اس طرح قابل طالبات کو اسکالرشپ دے کر اُن کو اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ دلوایا جاتا ہے اس طرح یہ اپنے ذہین طلباء کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آغا خان اسکولوں میں انگلش میڈیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس طرح مستقبل قریب میں ان سکولوں کا نصاب مکمل طور پر انگریزی ہوگا۔

ایک آغا خان اکیڈیمی، ہنزہ میں کئی سالوں سے کام کررہی ہے۔ جبکہ ضلع غذر میں وعا س یوپیاں میں تقریباً 500 کنال اراضی اکیڈیمی کے لئے خریدی گئی ہے جس میں جدید علوم کے ساتھ کمپیوٹر اور عسکری تربیت بھی دی جائے گی۔

قریب قیاس یہ ہے کہ آئندہ 10 پندرہ سالوں میں شمالی علاقہ جات خصوصاً ہنزہ غذر میں تمام اہم سرکاری و نیم سرکاری پوسٹوں پر (Keyposts) بھی آغا خانی افراد متمکن ہوں گے کیونکہ اہل سنت والجماعت کی تعلیمی حالت قابل رحم ہے اور جو اہلسنت والجماعت کے افراد اس وقت چند اہم پوسٹوں پر کام کررہے ہیں وہ آئندہ دس سالوں میں ریٹائرڈ ہو جائیں گے۔ ویسے بھی مذکورہ بالا چند اہلسنت سے تعلق رکھنے والے افسران کا تعلق صوبہ پنجاب اور سرحد سے ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت علاقائی تعصب پھیلا کر ان افسران کو کارنر کیا گیا ہے اس طرح وہ اپنے لوگوں کی مدد نہیں کرسکتے۔

آغا خانیوں کے تعصب کا یہ عالم ہے کہ وہ کسی سنی فرد کو چھوٹی سی پوسٹ پر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔

سیاسی صورتحال:

اہلسنت والجماعت کی آبادی ضلع غذر میں کم ہونے کے باعث سیاسی لحاظ سے بھی آغا خان بہت سرگرم ہیں۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں میں ان کے افراد موجود ہیں، انتخابات سے پہلے ہر آغا خانی کی جنرل (عام) پالیسی ہوتی ہے جبکہ ووٹنگ سے ایک روز پہلے تمام اختلافات بھلا کر ایک امیدوار پر متفق ہو جاتے ہیں اس طرح اپنے مخصوص امیدواروں کو کامیاب کراتے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کی آبادی غریب اور ان پڑھ ہونے کے باعث جلدی ہی اُن کے جال میں آجاتے ہیں۔

علمائے اہلسنت کی کارکردگی:

ہمارے علماء کرام کی کارکردگی بحیثیت مجموعی تسلی بخش نہیں کیونکہ انہوں نے اجتماعی کاموں کو چھوڑ کر انفرادیت پر لگے ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ فتویٰ بازی سے کام کے لئے ماحول مکدر ہے جبکہ آغا خانی اس بات سے اور زیادہ متحد ہوتے جا رہے ہیں۔ علماء کرام میں جو تھوڑے بہت درد دل اور سیاسی شعور رکھنے والے ہیں ان کے خلاف ایک منصوبے کے تحت آغا خانی افراد اس قدر حتی پروپیگنڈے کرتے ہیں کہ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے تک کے روادار نہیں ہوتے۔ اس طرح پنجاب سرحد اور عرب ممالک سے جو علماء کرام یہاں تشریف لاتے ہیں ان کی لمحہ بھر کی رپورٹ حاصل کرتے ہیں اور ان کے خلاف مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

صحت کے مراکز اور سہولتیں:

پورے ضلع غذر اور اسماعیلی اکثریتی علاقوں میں صحت کے مراکز کا جال بچھایا گیا ہے۔ ہر سب ڈویژن میں ایک بڑا ہسپتال ہر تحصیل میں زچہ بچہ سنٹر اور ہر گاؤں میں ولیج ورکرز (مرد/خواتین)۔

صحت کے ان مراکز میں اگرچہ سب کے ساتھ مساوی سلوک کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے مگر ان کے تعصب کا اندازہ وہ شخص لگا سکتا ہے جو مریض لے کر ان مراکز کا چکر لگاتا ہو صحت کے ان مراکز کے ہر وارڈ میں آغا خان کی تصویر آویزاں ہے جس کا مقصد ہر مشکل میں اپنے نام نہاد امام کی مدد اور جھلک دیکھنا مقصود ہے۔

خصوصاً ہر میٹرنٹی ہوم میں جہاں عورت موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہوتی ہے وہاں بعض اوقات عورت (مسلمان) کی موت آغا خان کی مکروہ تصویر دیکھتے دیکھتے نکل جاتی ہے۔

اس طرح ہر آغا خانی اپنے چھوٹے موٹے بیماروں کا علاج ان مقامی ہسپتالوں میں کراتے ہیں جبکہ اگر کسی اسماعیلی کا علاج یہاں ممکن نہ ہو تو ان کو آغا خان ہسپتال کراچی بھیجا جاتا ہے جہاں ایک مریض پر ایک لاکھ سے دس لاکھ تک اخراجات آتے ہیں۔ اس سلسلے میں مریض سے کچھ نہیں لیا جاتا جبکہ ایسے تمام اخراجات مخیر آغا خانی حضرات (خوجہ) برداشت کرتے ہیں۔

آغا خانی کراچی کا ہو ہنزہ کا ہو بلوچستان کا ہو یا پنجاب کا اپنے آپ کو نظریاتی مومن بھائی سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں جبکہ اہلسنت کا فرد بیمار ہو تو وہ ایسی سہولیات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب یہ افراد (بیمار) جو کراچی سے ٹھیک ہو کر آتے ہیں تو اپنی کارگزاری بیان کرتے ہیں اور اپنے آغا خانی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

بنکنگ کا نظام:

شمالی علاقہ جات کے آغا خانیوں کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لئے بچت بذریعہ بنکاری کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں ہر گاؤں میں خواتین اور مردوں کی الگ الگ تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ ہر مہینے ان کی میٹنگ ہوتی ہے اور ہر مرد و عورت اپنے اکاؤنٹ میں بچت جمع کراتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو آسان شرائط پر AKSP کی طرف سے رقم ملتی ہے اور وہ اس رقم کو زیادہ شرح منافع کے ساتھ سرمایہ کاری پر لگاتے ہیں اور حاصل شدہ منافع اکاؤنٹ ہولڈرز کے کھاتے میں جمع کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ اپنی رقم سرکاری بنکوں کی بجائے آغا خانی بنک (سوسائٹی) میں رکھتے ہیں اس طرح مستقبل میں بنکنگ پر اس طرح قبضہ جمانا چاہتے ہیں جس طرح یورپ اور امریکہ میں یہودیوں Jews نے معیشت اور بنکاری نظام پر قبضہ جما رکھا ہے جبکہ علاقہ کے مسلمان ایسے بنکوں میں سرمایہ کاری نہیں کر سکتا کیونکہ سودی نظام کو برقرار رکھنا اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کے مترادف ہے۔

آغا خان ریلیجن ایجوکیشن:

آغا خانی حضرات مشنری طرز پر اپنی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مذہبی مبلغ کو معقول تنخواہ اور موٹر سائیکل ملتی ہے۔ جو پورے ناردرن ایریاز میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔ ہر مبلغ کو الواعظ کہا جاتا ہے۔ جو ہر دو ماہ کے لئے ایک تحصیل میں ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ ایسا کرنے کا مقصد غالباً آپس میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور ایک دوسرے کی حالت سے آگاہی ہے۔ یہ مبلغ ہر عام آغا خانی کے علاوہ تعلیم یافتہ اور خصوصاً اساتذہ کرام کو مذہبی تعلیم کی خصوصی تربیت دیتے ہیں تاکہ وہ سکولوں میں اپنی مخصوص انداز میں آغا خانیت کی بوقت ضرورت تبلیغ کر سکیں۔

جغرافیائی صورت حال:

آغا خان اور اس کے حواری اپنی جغرافیائی حالت سے بے خبر ہرگز نہیں کیونکہ آغا خانی پاکستان افغانستان اور تاجکستان کے شمالی علاقوں میں آباد ہیں۔ اس طرح یہ بکھرے ہوئے ہیں اور ان کو اپنی اس کمزوری کا شدت سے احساس ہے اور وہ ہر وقت اس انتظار میں لگے ہوئے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ساتھ مل جائیں گے۔ کشمیر کے مستقبل کے صورتحال ان کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکتی ہے کیونکہ امریکہ اور یورپی ممالک کے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ لوگ ہر وقت حاضر ہو سکتے ہیں اس کی زندہ مثال افغانستان میں روسی یلغار ہے۔ جہاں دوسرے افغان مسلمانوں نے اس کی مزاحمت اور 9 سال تک جہاد کیا وہاں ان آغا خانیوں نے واخان کی پٹی (آغا خان اکثریتی علاقہ) میں روسی افواج کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ یہی لوگ یہی عمل یہاں پر نہیں دہرائیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کو اسلام پاکستان سے نہیں بلکہ مذہب اور مکتب سے غرض ہے۔ یہ لوگ اس سلسلے میں ہر کام کے لئے تیار رہتے ہیں۔

معاشی صورتحال:

معاش کے سلسلے میں جہاں بنکاری نظام کے تحت کام کر رہے ہیں وہاں مختلف ذرائع سے ضلع غذر میں آغا خانیوں کی آمدنی بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

۱) فاریسٹری کا شعبہ
۲) ایگریکلچر کا شعبہ
۳) مرغبانی
۴) مگس بانی

اسماعیلی بوائے اسکاؤٹ/گرلز گائیڈ:

ہر اسماعیلی لڑکا لڑکی کو بوائے اسکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی تربیت دی جاتی ہے جو بڑے پیمانے پر منظم طریقے سے دی جاتی ہے۔ اس طرح کالج کے نوجوانوں اور آرمی ریٹائرڈ افراد پر مشتمل ایک آرمی تشکیل دی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت ان کا استعمال کیا جا سکے۔ آرمی کے اس کیمپ میں خواتین کو ہتھیاروں کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

ریجنل کونسل:

ان اداروں میں ریجنل کونسل کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کونسل میں تحصیل اور ڈسٹرکٹ کے اہم سیاسی اور تعلیم یافتہ افراد کو رضاکارانہ طور پر کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ ان کو گاڑی اور ٹی اے/ڈی اے کی سہولت دی جاتی ہے یہ افراد آغا خان فاؤنڈیشن کے تحت چلنے والے تمام اداروں کی نگرانی کرتے ہیں۔ ہر مہینے تمام ناردرن ایریاز کے ممبران کا اجلاس اکٹھے ہوتا ہے اور مختلف مسائل و مشکلات پر بحث کی جاتی ہے۔

"میں نہ مانوں"

محمد صفدر تصور آبادی

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک بادشاہ کی شادی کے کافی عرصہ بعد تک کوئی اولاد نہ ہوئی کسی شخص نے مشورہ دیا کہ فلاں علاقے میں ایک بزرگ رہتے ہیں اللہ کے ولی اور مستجاب الدعوا ہیں ان کے پاس جایئے اور دعا کروایئے ممکن ہے آپ کے دن پھر آ ئیں۔

بادشاہ نے مشورہ سنا اور اگلے دن اس بزرگ کے پاس گئے۔ انہوں نے دعا کی اور واپسی پر بادشاہ کو کہا کہ جو بچہ پیدا ہو اس کا نام اسلامی رکھنا اور اسے دین کا علم سکھلانا اللہ کے فضل سے بادشاہ کے ہاں چاند سا بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے بیٹے کا نام محمد عبداللہ رکھا چونکہ اس زمانے میں باطل فرقوں کا زور تھا اس لئے حفظ قرآن کے بعد بادشاہ نے ملک کے بڑے بڑے علماء کو دعوت دی۔

دوران دعوت بادشاہ نے تمام علماء کے سامنے یہ بات رکھی کہ بھلا آپ میں کوئی ایسا عالم ہے جو میرے بیٹے کو بہت ہی کم مدت میں مناظر بنا دے اور مناظر بھی ایسا کہ بڑے بڑے مناظرین اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔ بادشاہ نے اپنا بیان مکمل کیا کہ ایک سفید ریش بزرگ مجمع سے اٹھے اور کہا کہ میں بنا سکتا ہوں وہ بھی چودہ برسوں میں ایک اور اٹھے انہوں نے دس سال کا کہا، ایک نے 6 سال کی مدت بتائی سب سے کم مدت یعنی چار سال سے بھی بادشاہ مطمئن نہ ہوا اسی دوران ایک حضرت صاحب اٹھے انہوں نے کہا "جی میں آپ کے بیٹے کو اتنا جلدی مناظر بنا سکتا ہوں جتنی دیر میں آپ تاج اپنے سر پہ سجاتے ہیں بلکہ اس سے بھی پہلے بادشاہ بڑا خوش ہوا اور تمام علماء ہکا بکا حیران۔ وہ حضرت صاحب بادشاہ کے بیٹے کو خلوت میں لے گئے اور کان میں کچھ کہا اور واپس مجمع میں آ گئے۔ حضرت جی نے کہا کہ بس آپ کا بیٹا مناظر بن گیا ہے۔

پہلا مناظرہ ہوا مخالف مناظر نے اپنے دعوے کی مضبوطی اور اثبات دلائل کے انبار لگا دیئے۔ جب بادشاہ کے بیٹے کی باری آئی کہ وہ دلائل کو رد کرے تو وہ کرسی پر سے بڑے آرام سے اٹھا، لمبا سا سانس باہر نکالا اور مسکرا کر بولا "جی میں آپ کے تمام دلائل کو نہیں مانتا دراصل یہی بات اس کے استاد نے اسے سمجھائی تھی کہ "میں نہ مانوں" کی رٹ لگائے رکھنا۔ مناظرہ کافی دن جاری رہا اور بادشاہ کا بیٹا تمام دلائل کے جواب میں "میں نہ مانوں" ہی کہے جاتا آخر کار مخالف مناظر نے تنگ آ کر اپنی "شکست" تسلیم کر لی۔

اوپر دی گئی باتیں امید ہے قارئین سمجھ گئے ہوں گے جن کے رقم کرنے کا مقصد وحید یہ ہے کہ قارئین آنے والے الفاظ آسانی سمجھ لیں۔

دارالعلوم دیوبند کے بعد برصغیر کا قدیم ترین اور مشہور ترین مدرسہ "جامعہ فتحیہ" ہے جو لاہور میں ذیلدار روڈ پر واقع ہے۔ اس مدرسے کا قیام 1890ء کو ہوا۔ فی الحال اس مدرسے میں چوتھے درجے تک کلاسیں ہیں، بی اے بھی کروایا جاتا ہے اور 4 سالہ فاضل عربی کورس بھی۔ اس مدرسے سے بڑے بڑے علماء فارغ ہوئے ہیں حتیٰ کہ مولانا عبداللطیف جہلمی صاحب بھی اسی مدرسے سے پڑھے ہیں۔

ان دنوں یہ مدرسہ جماعت اسلامی کے زیر انتظام ہے اس مدرسے کے صدر مدرس مولانا غلام شاثی صاحب ہیں ان کی عمر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے سر اور داڑھی کے تقریباً تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ موصوف اس مدرسے کے صدر مدرس ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب سے فارغ التحصیل ہیں اور اچھے خاصے عالم دین ہیں۔ مدرسہ مذکورہ بالا سے ملحقہ مسجد کے خطیب بھی ہیں۔ لیکن مولانا موصوف شیعوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیعہ اور سنی (مسلمان) آپس میں بھائی ہیں اور ان کے الفاظ ہیں کہ شیعہ "پکے مسلمان ہیں" نیز جو طالب علم ان کے سامنے شیعوں کو کافر کہے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارتے ہیں اور جو طالب علم ان کے سامنے شیعہ کے کفر وارتداد پر دلائل پیش کرے انہیں وہ بادشاہ کے بیٹے کی طرح "میں نہ مانوں" کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ مولانا موصوف کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے اور شیعہ کو کافر نہ کہنے کا مرض ان کو مولانا مودودی کی سیرت اور لٹریچر سے لگا ہے۔ اس کے باوجود مولانا موصوف تقلید کی اہمیت پر بڑا زور دیتے ہیں اور علمائے دیوبند کے بھی بڑے مداح ہیں چونکہ "خلافت راشدہ" ان کے مدرسے کے کچھ طالب علم پڑھتے ہیں اور ممکن ہے مولانا غلام شاثی صاحب بھی رسالہ خلافت راشدہ پڑھتے ہوں اس لئے ماہنامہ کے توسط سے میرے الفاظ کے اصل مخاطب وہی ہیں۔ اس لئے ان سے دو گزارشات ہیں:

وہ تقلید پر بڑا زور دیتے ہیں جس کی تقلید کی جائے عامی کو اسے ٹھکرانا جائز نہیں چونکہ مولانا موصوف مقلد ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے ملا علی قاری، علامہ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن حزمؒ، علامہ ابن ہمام، علامہ شامی وغیرہم کے اور بے علما اپنے اپنے فتاویٰ جات میں شیعوں کو کافر، مرتد اور زندیق لکھ چکے ہیں، تقلید کا تقاضا یہ ہے کہ باقی مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ تکفیر روافض میں بھی ان کی تقلید کی جائے۔

ثانیاً: مولانا موصوف علمائے دیوبند کے بڑے مداح ہیں ان کی مداح کے بہت سے تقاضے ہیں ایک یہ ہے کہ شیعوں کو ان سب نے کافر لکھا ہے لہٰذا شیعوں کو کافر مانا جانا چاہیے۔ فتاویٰ رشیدیہ، ہدایت الشیعہ، ہدیۃ الشیعہ، ہدایات الرشید، دو متضاد تصویریں، افکار الملحدین، ایرانی انقلاب، مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی کتابیں، مولانا اللہ یار خانؒ کی کتب، مفتی رشید احمد لدھیانوی، مولانا یوسف لدھیانوی وغیرہم سب نے روافض کی تکفیر کی ہے۔

مولانا شاثی صاحب نے علم اصول کی مشہور درسی کتاب "شاشی" تو ضرور پڑھی ہوگی۔ جس میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ جامعہ فتحیہ کی لائبریری کافی بڑی ہے امید ہے اس میں فتاویٰ عالمگیری بھی ہوگا جس میں صحابی والی بات ہی لکھی ہوئی ہے۔

مولانا موصوف نے فقہ کا شاید یہ قاعدہ بھی پڑھا ہو کہ جان بوجھ کر حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

ممکن ہے مولانا موصوف میری تحریر کو بادشاہ کے بیٹے کی طرح "میں نہ مانوں" کہہ کر نہ مانیں اس لئے میں ان سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اوپر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ ضرور آنکھیں کھل جائیں گی۔ پھر بھی اگر مولانا موصوف کہیں کہ "میں نہ مانوں" تو پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے بعد برصغیر کا قدیم ترین اور مشہور ترین مدرسہ "جامعہ فتحیہ" ہے جو لاہور میں ذیلدار روڈ پر واقع ہے۔ اس مدرسے کا قیام 1890ء کو ہوا۔ فی الحال اس مدرسے میں چوتھے درجے تک کلاسیں ہیں، بی اے بھی کروایا جاتا ہے اور 4 سالہ فاضل عربی کورس بھی۔ اس مدرسے سے بڑے بڑے علماء فارغ ہوئے ہیں حتیٰ کہ مولانا عبداللطیف جہلمی صاحب بھی اسی مدرسے سے پڑھے ہیں۔

سیرت رسول ﷺ پر نہایت بے مثال گلدستہ

☆ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر ادب وانشاء کا شہ پارہ ☆ جامعیت وکاملیت کا زندہ جاوید نمونہ

☆ سینکڑوں عربی انگریزی اردو اور فارسی کتابوں کا نچوڑ ☆ نہایت مستند جامع ذخیرہ

☆ معارف وعلوم کا گنج گراں مایہ ☆ چارسو سے زائد صفحات پر مشتمل انمول تحفہ

☆ سیرت رسول ﷺ کے تمام اہم عنوانات پر مستند اور مکمل دستاویزات سیرت رسول کی انگریزی' عربی' اردو کی بڑی بڑی کتابوں کے دریاؤں کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ ☆ نیا ایڈیشن ☆ نیا لہجہ ☆ نئی زبان ☆ نیا انداز

ربیع الاول کا خاص تحفہ

پیش لفظ
مفکر اسلام
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

رہبر و رہنما

تالیف
شہید ملت اسلامیہ
علامہ
ضیاء الرحمٰن فاروقی
رحمۃ اللہ علیہ

تقریباً 400 صفحات

ہدیہ -/200 روپے

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوز و گداز سے معمور تحریر

- آنحضرتؐ سے قبل دنیا کی معاشرتی حالت
- سیرت رسولؐ کا فلسفیانہ پہلو
- سیرت رسولؐ کا نسبی پہلو
- سیرت رسولؐ کا ابتدائی سوانحی پہلو
- سیرت رسولؐ کا امی پہلو
- آنحضرتؐ ایک ممتاز رسول
- آنحضرتؐ ایک مرقع حسن وجمال
- سیرت رسولؐ کا معجزاتی پہلو
- رہبر ورہنما کا نظام الاوقات
- سیرت نبویؐ کا اخلاقی اور معاشرتی پہلو
- آنحضرتؐ کے معاشی قوانین
- سیرت رسولؐ کا ازدواجی پہلو
- آنحضرتؐ کی اولاد و شہزادگان نبوت
- آنحضرتؐ ایک بے مثال مبلغ اور داعی انقلاب
- سیرت رسولؐ کا معاشی پہلو
- آنحضرتؐ ایک طبیب کی حیثیت سے
- آنحضرتؐ بحیثیت ایک ہادی مہدی
- آنحضرتؐ ایک معلم مربی محسن
- آنحضرتؐ افصح العرب خطیب
- آنحضرتؐ بحیثیت قانون ساز
- سیرت رسولؐ کا سائنسی پہلو
- ملفوظات نبوی و مشروبات نبویؐ
- آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار
- غزوات رسولؐ
- آنحضرتؐ ایک اولوالعزم فاتح
- آنحضرتؐ بحیثیت ایک سیاستدان
- آنحضرتؐ ایک قائد انقلاب
- آنحضرتؐ ایک سربراہ مملکت
- اللہ کا نبی اللہ کی زبان میں
- آنحضرتؐ شعراء کی زبان میں
- آنحضرتؐ غیر مسلموں کی زبان میں

نوٹ: مطلوبہ تعداد کے مطابق آرڈر جلد بھجوائیں

ملنے کا پتہ: اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 041-2640024

میراتھن ریس کورس

محمد عزیز کوکانی (کراچی)

میراتھن ریس .... آخر کیا چیز، سنا ہے کہ میراتھن ریس ایک مخلوط دوڑ کا نام ہے، جس میں مرد اور عورتیں جدید لباس (نیکر) پہن کر دوڑتے ہیں، ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دوڑنا باقاعدہ نظم کے تحت ہوتا ہے، جس کا بندوبست سرکاری تجوری سے ہوتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ تماش بینوں کو تماشا کرنے کی کھلی اجازت ہوتی ہے اور مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ لیڈران قوم، قومی و صوبائی ممبران اسمبلی، بلکہ وزراء تک "شرفِ دیدار" کے لئے تمام سرکاری امور کی انجام دہی کو چھوڑ چھاڑ کر اس اہم موقعہ پر ضرور حاضری دیتے ہیں۔

سرکاری ترجمان کا کہنا ہے کہ ہماری قوم کو فنون لطیفہ سے بھی لگاؤ ہونا چاہیے۔ میراتھن ریس فنون لطیفہ کا ایک اہم اور بنیادی عنصر ہے۔ ویسے بھی جدید دور میں ہم داخل ہو چکے ہیں، دنیا کے دوش بدوش چلنا چاہتے ہیں، اس مرحلے میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ بیرون دنیا میں ہمارا بہترین امیج ہونا چاہیے۔

میراتھن ریس اور اس جیسے دیگر اقدامات، یہ ایسے امور ہیں کہ جن کے ذریعے ہم بیرون دنیا کو اپنی مثبت سوچ، بلندیٔ فکر اور آزادیٔ عمل کا پیغام دے سکتے ہیں تاکہ مادی ترقی کے اس اہم موڑ پر ہمیں بھی دنیا کے برابر دوڑنے کی جگہ مل جائے، جگہ مل گئی تو دوڑنے کا صحیح طریقہ بھی تو آنا چاہیے۔ ورنہ ہمارے بے ڈھنگ دوڑنے سے ترقی کی دوڑ میں دوسرے دوڑنے والوں کی دوڑ متاثر ہو سکتی ہے اور دنیا ہمارا مذاق بھی اڑائے گی کہ یہ کیسا بے ڈھنگا دوڑتے ہیں۔ انہیں تو دوڑنے کا سلیقہ تک نہیں آتا اور آئے ہیں ترقی کی دوڑ میں سبقت لینے بھلا یوں بھی کوئی ترقی حاصل کر سکتا ہے؟؟

تو ضروری ہے کہ بعد کی پشیمانی اور ندامت سے بچنے کے لئے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں، بالخصوص چاروں صوبوں میں کم از کم ایک ایک مرتبہ مرد و زن کی مخلوط دوڑ منعقد کر کے دوڑنے کا طریقہ تو سیکھ ہی لینا چاہیے

میرے خیال میں مرد حضرات کا دوڑنا بری بات نہیں مردوں کے جسم کی ساخت بھی اس کی اجازت دیتی ہے۔ حفاظتِ صحت اور ورزش کی نیت سے ہو تو بہت اچھی بات ہے، محض کھیل کود اور تفریح طبع کے لئے ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں اور اگر جہاد کی نیت سے ہو تو نور علیٰ نور صحت بھی، ورزش بھی، نیکیاں بھی، ہم خرما و ہم ثواب

لیکن مردوں کے ساتھ صنفِ نازک کا یوں عریاں ہو کر سڑکوں پہ آنا بلکہ مردوں کے شانہ بشانہ دوڑنا، تیز دوڑنا اور مردوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اور اس پر مستزاد یہ کہ باقاعدہ نظم کے تحت دوڑنا اور دیدار عام کی دعوت عام!!! مقامِ فکر ہے۔

شاید یہ حیا باختہ عورتیں گھروں سے آزاد ہیں (ان کو عورت کہنا لفظ عورت کی توہین اور اس کی عظمت پر بدنما دھبہ ہے) یا ان کے گھر بار، بھائی بہن، والدین، عزیز و اقارب اور دیگر رشتہ دار روئے زمین پر ہیں ہی نہیں۔ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا مصداق حسب و نسب کے بندھن سے پاک اور بداخلاقی و شرعی پابندی سے مبرا ہیں۔ ورنہ اگر ماں باپ، بھائی بہن، ننھیال و ددھیال، کنبہ اور قبیلہ موجود ہو تو یوں ایک لڑکی کا برہنہ ہو کر غیر محرموں کے ساتھ سرعام دوڑنا، دیدار عام کی اجازت عام...... اس کی تو کوئی معاشرہ اجازت نہیں دیتا۔

ان تمام رشتوں، بندھنوں اور پابندیوں کے باوجود اگر کوئی جوان لڑکی یوں سرعام سامنے آتی ہے تو اس کے ساتھ دو مسئلے ہو سکتے ہیں اور ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ ایک یہ کہ اس کا ذہنی توازن درست نہیں اور دوسرا یہ وہ تنہائی سے تنگ آ چکی ہے اس کو مرد کی ضرورت ہے۔ پہلے مسئلے کی صورت میں لڑکی کے سرپرستوں کو ہسپتال کا رخ کرنا چاہیے۔ دوسرا مسئلہ ہو تو شادی کا بندوبست کریں۔ یوں روڈوں پر دوڑنے سے ان کا کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہوگا۔

رہی بات ان لوگوں کی جو اس قسم کی دوڑ کو ترقی کے حصول کا ذریعہ سمجھ بیٹھے ہیں تو ان صاحبان کے لئے مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ بارہ کے بارہ ماہ دن میں داخلہ لیں اور دورانِ تعلیم، محنت و کوشش کا سبق سیکھنے کی کوشش کریں اور معلوم کریں کہ ترقی کا راز، جہد مسلسل، انتھک محنت، ایثار و قربانی، جذبہ حب الوطنی، اخلاص و للہیت، حکمت و بصیرت، تعلیم و ہنر اور پیہم جدوجہد میں ہے یا صنفِ نازک کے بدن نازک کے ساتھ شب و روز کھیلنے میں؟؟

ارباب اقتدار سلیم الفطرت اور عقل مند ہیں تو غور کریں کہ اگر ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں تو کرسیٔ اقتدار سے الگ ہو کر ہسپتال کا رخ کریں، وطن عزیز کی مسلم اکثریتی آبادی کے ذہنوں کو پراگندہ اور آنکھوں کو گناہ آلودہ نہ کریں۔ اس معاشرے میں اس قسم کی خرافات کی کوئی گنجائش نہیں!!!

ایک خواب

29 محرم الحرام 1426ھ شب جمعہ کو اپنے معمول کی طرح وضو وغیرہ کر کے سو گیا رات کو آخری حصہ میں اپنے آپ کو اپنے علاقہ آصف آباد واہ کینٹ پاکستان جامع مسجد عثمانیہ کے ہال کی دائیں جانب ایک خوبصورت سرخی مائل رنگ، سرخی مائل گھنی داڑھی، مضبوط جسامت، قدرے دراز نوجوان کو دیکھا جو شمال کی جانب منہ کر کے دو زانوں ہو کر بیٹھے (قرآن پاک رکھنے والا تختہ) پر رکھ کر بیٹھا تھا، سامنے تین آدمی اور بھی دائرہ کی شکل میں موجود تھے۔ اسی اثناء میں میں اور مولانا حق نواز شہیدؒ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے (میں نے اپنا دائیاں ہاتھ مولانا کے بائیں ہاتھ میں دیا ہوا تھا) داخل ہوئے۔ مسجد کے ہال میں مولانا چلتے ہوئے ہاتھ کے ساتھ مذکورہ بالا جوان کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اس کائنات میں سب سے پہلے اس رسولؐ پر اشارہ محراب کی طرف کر کے کہا کہ گستاخ کو بغیر اعلان و انعام کے قتل کیا تھا، پھر محراب سے آواز آئی جن کی طرف مولانا شہیدؒ نے اشارہ کر کے کہا تھا "اس رسول کے گستاخ کو" جہاں سرکار دو عالمؐ دو زانوں قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے تھے سرورِ کائناتؐ نے مولانا شہیدؒ کا یہ فقرہ سنتے ہی ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی سے مولانا کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا کہ کام کرنے کا یہی انداز ہے (یہ فقرہ سرکار دو عالمؐ نے ایک سے زیادہ مرتبہ کہا ہے) یعنی جس طرح یہ آدمی (مولانا شہیدؒ) کام کرتا ہے، بس اسی اثناء میں مجھے اپنے مقررہ وقت پر تہجد کے لئے جاگ آ گئی۔

واللہ اعلم کہ صرف مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے یا میرے ذریعے سب کو کہنا مقصود تھا۔ میں نے اللہ کو حاضر جان کر جو خواب دیکھا سچا آپ کو بتا رہا ہوں۔ آگے آپ کی مرضی یقین کریں یا نہ کریں۔

(محمد عرفان فاروقی، جدہ)

شعروادب

قارئین خلافت راشدہ کیلئے "مشاعرہ" کے عنوان سے نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ جس میں ہر ماہ ایک منتخب موضوع پر شاعری کی دعوت دی جائے گی۔ پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے کلام کے حامل شاعر کو قیمتی انعامات سے نوازا جائے گا۔ انعام کا فیصلہ کسی جیوری کی بجائے قارئین خلافت راشدہ کی آراء سے کیا جائے گا۔ لیکن تمام موصول شدہ کلام میں سے شاعروں کا کلام خلافت راشدہ میں شائع کرنے کے لئے منتخب کمیٹی کرے گی۔ جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔
آئندہ کے لئے موضوع ہے "نعت رسول مقبول ﷺ"

کلام درج ذیل شرائط کا حامل ہونا ضروری ہے: ☆ورق کے ایک طرف اور صاف لکھا جائے۔ ☆اشعار کم از کم 5 اور زیادہ سے زیادہ 7 ہونے چاہئیں۔ ☆نئے لکھنے والے اپنا کلام معروف شاعر سے تصحیح کے بعد بھیجیں۔ ☆کلام اپنا ہونا چاہیے چوری شدہ نہ ہو۔

سرزمین عرب

تو کائنات کا محور ہے ارض پاک عرب
ترے مدینہ و مکہ ہیں وہ دیار عجب
شرف میں عرش معلی کی ہمرکاب ہے
جہان تیرہ میں صد رشک آفتاب ہے تو
فروغ دیدۂ عالم ہے تیرا پاک حرم
بفیض سجدۂ مصطفیٰ ہے تجھ پہ خاص کرم
ہزار طور بداماں ہے کوہ نور تیرا
وظیفہ پڑھتے ہیں شام و سحر طیور ترا
دل و نظر پہ ہے طاری جلال بیت اللہ
رچا ہوا ہے فضا میں جمال بیت اللہ
وفور نور سے روشن ہیں تیرے کوہ و دمن
ہے دشت دشت فروغ تجلی ایمن
ہر اک لب پہ طراوت ہے آب زمزم کی
ہر ایک دل میں فراواں ہے احترام نبیؐ
ہر ایک ذرہ درخشاں ہے صورت خورشید
ہر ایک سنگ پہ کندہ ہے آیت توحید
ترے بلاد میں گزرے ہیں وہ عظیم انسان
کہ فرد فرد تھا اپنی جگہ امام زمان
وہ فرش خاک پہ سوتے تھے اوڑھ کر افلاک
گلیم پوش تھے رکھتے تھے عرش کا ادراک
نگاہ عقل و خرد میں عجیب لوگ تھے وہ
نہ کرو فر کی تمنا نہ شوق خیمۂ کوہ
بسا ہوا تھا دلوں میں بس ایک نصب العین
بس ایک دھن ہی میں رہتے تھے رات دن بے چین
اٹھا کے پرچم اسلام سرفروش پھرے
یہ غازیان محمدؐ کفن بدوش پھرے
یہ کاروان جنون تھا کہ غازیان عرب
تمام تک ہوئے زیر آسمان عرب
جہاں جہاں سے بھی گزرے یہ تیرے ناقہ سوار
وہاں وہاں نظر آتے ہیں وشت میں گلزار
تمام مشرق و مغرب انہیں کے نام ہوئے
زمانے بھر کے یہ مردان حق امام ہوئے
یہ کیا غضب ہے کہ بدلی ہوئی صورت حال
ذلیل و خوار ہے دنیا میں اب انہیں کی آل
عرب شیوخ ہی آگہی پہ غور کریں
بدلتے وقت کی فتنہ گری پہ غور کریں
ہنوز وقت ہے اپنی خودی کو پہچانیں
عدو کی چال کو سمجھیں، فریب کو جانیں
جہاں میں فکر و عمل کی مثال تازہ کریں
نشان سعدؓ، عمرؓ کا جلال تازہ کریں
ہزار فتنہ بداماں ہوں ملحد و زندیق
دفاع حق کی ضمانت ہے غیرت صدیقؓ
(جاوید احسن)

مسلم کی غیرت کہاں سوگئی؟

نبی کے صحابہ پہ طعنہ زنی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
امت کی ماؤں پر انگلی اٹھی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
نبی کے صحابہ خدا کو ہیں پیارے
قرآن میں اس کے واضح اشارے
ہوائے ہدایت انہی سے چلی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
کرو یاد پیارے نبی کا وہ خطبہ
نمایاں تھا جس میں صحابہ کا رتبہ
صحابہ کو تشبیہ ستاروں سے دی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
روافض صحابہ پہ الزام دھائیں
غاصب و خائن، مرتد بتائیں
صحابہ سے ان کی کھلی دشمنی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
عظمت صحابہ کی تو بھول بیٹھا
بھولا روافض کے سنگ جھول بیٹھا
عدو صحابہ سے کیوں دوستی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
مسلم تو ہوتا ہے تیار ہر آن
خدا پہ نبی پہ صحابہ پہ قربان
یہ سرد مہری فقط عارضی ہے
مسلمان کی غیرت کہاں سو گئی ہے
(محمد ریاض تبسم)

خیبر ٹی وی پشاور کے نام

بہت ہی شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگوں کو صرف آپنے ہی لوگ ملتے ہیں جو ٹی وی پر آ کر دین اسلام کا مذاق اڑائیں جو عالم دین بھی آپ ٹی وی پر لاتے ہیں وہ بڑی مشکل سے قرآن وسنت کی بات کرتا ہے۔ آپ لوگ انتہائی مکاری کرتے ہوئے آن لائن حق بات کی وضاحت کرنے والے قاری کو وقت ہی نہیں دیتے ہیں بلکہ تعریف و توصیف کرنے والے قاریوں کو ہی وقت دیا جاتا ہے۔ کچھ دن پہلے جو عورت اسلام کا لبادہ اوڑھ کر عورت کی امامت ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی پہلے اس سے یہ تو پوچھا جائے کہ تو واقعی شریعت محمدی کی قائل ہے اسی قرآن کی قائل ہے اگر ایسے ہی لوگ ہماری نمائندگی کرتے ہیں تو ہمیں ٹی وی پر دین اسلام کی بات نشر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ایسے خیالات والے لوگ مذہب اسلام ہیں اور مذہب دشمن ہو سکتے ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آتی ہے کہ امامت کرنے والی عورت مسلمان نہیں بلکہ شیعہ ہے۔ صوبہ سرحد میں مسلم اور شیعہ علماء کی مشترکہ حکومت کے باوجود آپ لوگ حقیقت نہیں بول سکتے ہیں یہ بہت بڑا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ ایسی بیہودہ باتوں کو روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور خصوصاً اکرم درانی اور سینئر وزیر سراج الحق اور حکیم ابراہیم قاسمی ایم پی اے سے درخواست کرتا ہوں کہ خیبر ٹی وی پر نشر ہونے والے گمراہ پروپیگنڈہ کا نوٹس لیا جائے۔ ایسے پروگرام نہ دکھائے جائیں جن سے نوجوان نسل کے ذہن خراب ہو رہے ہوں۔ (ابو عمر دینی)

نظریۂ امامت اور اسلام

حافظ ارشاد احمد دیوبندی "ظاہر پیر"

صحابہ دشمن گروہ کا مذہب ویسے تو پورے دین اسلام کے بگاڑ اور نفی کا نام ہے۔ اسلام کے کسی ایک رکن کی بھی کوئی تعبیر ایسا نظر ہی نہیں کی جا سکتی۔ جس میں شیعوں نے ترمیم یا اضافہ نہ کیا ہو۔ کلمہ طیبہ سے لے کر قرآن مجید تک یہ مذہب اسلام کی حقیقت کے عین برعکس ہے...... مگر ان کا امامت کا مسئلہ تو اسلام کی صرف روح ہی کو کچلتی نہیں کرتا بلکہ اس عظیم الشان عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو بری طرح منہدم کرنے کے اسباب بھی پیدا کرتا ہے۔ ان کا مرکزی عقیدہ ہے کہ "نبی اور رسول کی مانند امام کا تقرر بھی خود اللہ کی جانب سے ہوا کرتا ہے، امام پر بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح باقاعدہ وحی نازل ہوتی ہے، نبی اور رسول کی مانند امام بھی معصوم ہوتا ہے۔ امام کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرح حلت اور حرمت کا اختیار ہوتا ہے۔ امام جس چیز کو بھی چاہے اپنے منشاء اور مرضی سے حلال قرار دیدے یا چاہے تو حرام قرار دے سکتا ہے یعنی امام حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ امام کی اطاعت بھی ایسے ہی فرض اور ضروری ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور تابعداری لازم ہے۔ جو شخص امام پر ایمان نہ لائے وہ انکے نزدیک قطعی کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (العیاذ باللہ)

اس مذہب میں بارہ امام گویا بارہ نبی اور رسول جیسی فضیلت کے حامل ہیں، بلکہ انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ان کو فضیلت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک بارہ اماموں سے گیارہ وفات پا گئے ہیں اور بارھواں امام کسی نامعلوم پہاڑ کی غار میں ساڑھے گیارہ سو سال سے چھپا ہوا ہے۔ شیعہ اس کو امام بالغائب کہتے ہیں۔ شیعوں کے پاس ایک مخصوص قسم کا سینگ نما آلہ بھی ہے، وہ بجا کر اس کی آواز سے اس کو پکار پکار کر واپس دنیا میں آنے کی اپیل کرتے ہیں کہ امام صاحب اب آجائیے حالات بالکل سازگار ہیں۔ ہم نے آپ کی حفاظت اور تحفظ کے لئے کئی عسکری تنظیمیں قائم کر لی ہیں مگر وہ امام قیامت کی انتظار میں ہے ان کو یقین ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں یہ میرے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو میرے جد امجد سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا تھا ان کو یقین ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا میں آجانے سے ان کی جان کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

شیعہ جن کو بارہ امام کہتے اور مانتے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔ (1) سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ (2) سیدنا حضرت حسنؓ (3) سیدنا حضرت حسینؓ (4) حضرت علی بن حسینؒ (زین العابدینؒ)۔ (5) محمد بن علی باقرؒ (6) جعفر صادقؒ (7) موسیٰ کاظمؒ (8) علی بن موسیٰ رضا۔ (9) محمد بن علی تقیؒ (10) علی بن محمد نقیؒ (11) حسن بن علی عسکریؒ

یہ لوگ سینگ نما آلہ بجا کر امام غائب کے دنیا میں واپس آنے کی درخواست کرتے رہتے ہیں مگر وہ قیامت کے انتظار میں ہیں۔ کیونکہ انہیں ڈر ہے کہیں یہ لوگ میرے ساتھ بھی وہی سلوک نہ کریں جو انہوں نے میرے آباؤ اجداد کے ساتھ کیا تھا۔

(12) آخری امام غائب محمد بن الحسن جو شیعہ عقیدہ کے مطابق اب تک چھپے ہوئے ہیں۔ یہ آخری امام (امام غائب مہدی) 255 ہجری میں پیدا ہو کر 4 یا 5 سال کی عمر میں ناگہانی طور پر غائب ہو گئے تھے، اب امامت کا سلسلہ ان ہی نامعلوم امام پر ختم ہو گیا ہے۔

جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ حسن بن علی عسکری کا نطفہ کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا اور حسن بن علی عسکری کی میراث ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی کو ملی تھی۔ شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدہ کے مطابق ابو جعفر یعقوب کلینی رازی متوفی 328ھ کی کتاب الجامع الکافی کو وہ مقام حاصل ہے جو مسلمانوں میں بخاری شریف کو حاصل ہے۔ اس لئے بندہ کی اس سلسلہ میں کوشش ہے کہ حوالہ "الجامع الکافی" سے ہی دیا جائے۔

محترم قارئین کرام! بندہ عطاء اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی زندگی کا زیادہ حصہ مجلس احرار اسلام میں گزارا ہے، اس لئے مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کی اوٹ پٹانگ اعتقادی باتیں ان کے لٹریچر میں پڑھ کر ہنسی آتی تھی کہ اس ملعون نے کیسا مضحکہ خیز چوں چوں کا مربہ تیار کیا ہے اسے جب کوئی دیکھتا ہے تو ہنسی آ جاتی ہے۔ مگر شیعہ عقائد کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ شیعوں کے مصنوعی واقعات نے صرف شیطان ہی کو مات نہیں دی بلکہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ اصول کافی کی یہ عبارت بڑے غور سے ملاحظہ فرمائیے:

انّ اللہ لا یستحیی یعذب أمۃ دانت بامام لیس من اللہ وان کانت فی اعمالھا برۃ تقیۃ وان اللہ یستحیی ان یعذب امۃ دانت بامام من اللہ وان کانت فی اعمالھا ظالمۃ مسیئۃ

"اللہ تعالیٰ ایسی امت کو ہر حال عذاب میں مبتلا رکھے گا جو ایسے امام (خلیفہ) کو مانے جس کو اللہ تعالیٰ نے نامزد نہیں کیا (جیسے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کو خلیفہ ماننے والے مسلمان) اگرچہ یہ لوگ اپنے نیک اعمال کے اعتبار سے متقی اور پرہیزگار ہی کیوں نہیں، ہاں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا جو اللہ تعالیٰ کے نامزد خلیفہ کو مانتے ہوں اگرچہ یہ لوگ اپنی عملی زندگی میں ظالم، بدکار اور بدکردار ہی نہ ہوں......"

نیز اصول کافی کے اسی باب میں یہ ملفوظ بھی ملاحظہ فرمائیے:

ان کی من گھڑت تاریخی روایات نے شیطان کو ھی مات نہیں دی بلکہ مرزا غالم احمد قادیانی کے بھی کان کاٹ دئیے ھیں

"امام جعفر صادق کے ایک مخلص شیعہ مرید عبداللہ نے ایک بار آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی تھی..... ترجمہ: "میں عام طور پر جب لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھے یہ دیکھ کر بہت حیرانگی ہوتی ہے کہ ایسے لوگ جو آپ کی امامت اور خلافت کے ماننے والے نہیں ہیں (یعنی وہ لوگ شیعہ نہیں ہیں) اور فلاں فلاں (یعنی اصحاب ثلاثہ کے ماننے والے ہیں) ان میں دیانتداری

صداقت، اور وفاء عہد کی اعلیٰ صفات کے حامل ہیں اور جو لوگ آپ کی امامت اور خلافت کو مانتے ہیں ان میں شرافت ہے نہ صداقت ہے اور نہ ہی وہ وفائے عہد کی کسی اعلیٰ صفت کے حامل ہیں (یعنی شیعوں میں کوئی اچھی صفت میں نے قطعاً نہیں دیکھی بلکہ آپ کے یہ محبین خیانت پیشہ دغا باز اور جھوٹے ہیں) آگے اسی اصول کافی میں اسی عبداللہ کا بیان ہے کہ میری یہ باتیں سن کر امام جعفر صادق اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھے بہت غصے کی حالت میں مخاطب کر کے کہا:

یہاں تک یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

لو كنت بين موسىٰ والخضر لاخبرتهما انّي اعلم منهما ولا نبأتهما مالیس فی ایدیهما لانّ الموسیٰ والخضر علیهما السلام اعطی علم ماکان لم یعطیهما علم مایکون وماهو كائنٌ حتیٰ تقوم الساعة وقد ورثناه من

صورت میں شائع کیا تھا۔ متعہ کو سمجھنے کے لئے اسے ضرور ذہن میں رکھیں مرزائیوں کی حقیقت پسند پارٹی نے لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اولیاء اللہ تھے اور اولیاء اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں ہمیں اعتراض مسیح موعود پر نہیں (یعنی مرزا قادیانی) کہ وہ بھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ (یعنی بشیر الدین پر) کہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

شیعہ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ امام صرف 12 ہیں حالانکہ شیعہ خمینی کو 13 واں امام مانتے ہیں 13 ویں امام خمینی نے

آدمی کیسا ہی فاسق، فاجر ہو، بداعمال اور بدکردار ہو، اگر وہ نامزد امام کا قائل ہے تو اسے کسی قسم کا کوئی عذاب نہ ہوگا۔ (اصول کافی)

لادين لمن دان الله بدلاوية امام جائرٍ ليس من الله ولا عتب علی من دان بولاية امام عادلٍ من الله (اصول کافی)

"اچھی طرح سن لے کہ ایسے شخص کا کوئی عمل قطعاً مقبول نہیں جو کسی ظالم امام کی ولایت کا قائل ہو اور ایسے شخص پر کوئی عذاب نہ ہوگا جو نامزد امام کو مانتا ہو۔"

قارئین محترم! واضح طور پر اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی کیسا ہی بہت بڑا فاسق فاجر ہو اور کیسا ہی بداعمال بلکہ بدکردار ہو اگر وہ شیعہ ہے تو جو چاہے کرتا پھرے وہ ہر حال ہی بخشا جائے گا اس عبارت کو ذہن میں رکھ کر قرآن مجید ملاحظہ فرمایئے جہاں صاف واضح طور پر ایک بار نہیں کئی بار بڑے تکرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ جو احکامات اسلامیہ کا مذاق اڑائے:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ

"یعنی جیسے سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل نہیں ہو سکتا یہ کذابین بھی اسی طرح بہشت میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔"

شیعہ مذہب کے اندر صرف یہی بگاڑ نہیں کہ یہ بارہ امام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں بلکہ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ

ان الائمة عليهم السلام يعلمون ماكان وما يكون وانّه لا يخفى عليهم شیٔ صلوٰة الله عليهم

"امام تو ماکان وما یکون کا پورا علم ہوتا ہے اور کوئی چیز بھی ان سے (اللہ کی طرح) مخفی اور اوجھل نہیں ہوتی۔"

بلکہ اس سے بڑھ کر امام جعفر صادق نے ایسے خاص غدام کو

رسول الله صلى الله عليه وسلم وراثة. (اصول کافی)

"کہ اگر میرا زمانہ حضرت موسیٰ اور خضر کے دور میں ہوتا تو میں ان پر واضح کر دیتا کہ میں تم دونوں سے بہت ہی زیادہ علم رکھتا ہوں اور میں ان کو ایسے واقعات بتاتا جو ان کے علم میں طرف نہیں تھے کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کو صرف ماکان وما یکون کا علم تھا مگر جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کا علم ان دونوں کو نہیں تھا مگر ہم کو (یعنی 12 اماموں کو) یہ علم وراثت میں ملا ہے۔

میرے اندازے کے مطابق اصول کافی میں کم از کم ایک لاکھ جھوٹ اماموں کی طرف ایسے منسوب کئے گئے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہر حالت میں ان کے ساتھ جنگ کرتے۔

اصول کافی میں میرے محتاط اندازے کے مطابق کم از کم ایک لاکھ ایسے واضح جھوٹ اماموں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کہ یہ حضرات جو حقیقت میں اسلام کے سچے بہی خواہ اور حقیقی مسلمان تھے اگر زندہ ہوتے تو ان کے ساتھ ہر حالت میں جنگ کرتے نہ جانے ان حقیقی اسلام کے پروانوں کی طرف کیسے کیسے بہتان تراشے گئے ہیں۔

متعہ کیا ہے؟!

متعہ کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ ایک حکایت سن لیجئے۔ مرزائیوں کے دو گروہ ہیں قادیانی اور لاہوری اور دونوں قطعی طور پر کافر اور مرتد ہیں ان میں ایک تیسرا گروہ بھی پیدا ہوا تھا جس نے اپنا نام رکھا حقیقت پسند پارٹی۔ اس گروہ کی مرزا بشیر الدین محمود علیہ ما علیہ کے ساتھ مخالفت تھی انہوں نے بشیر الدین محمود آنجہانی کے خلاف ایک عجیب واقعہ ریمارکس پمفلٹ کی

مخالفت عمراً قرآن خدا کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے کہ "متعہ قرآن میں جائز قرار دیا گیا ہے، عمر نے قرآنی حکم کے خلاف متعہ کو حرام قرار دیا۔" (کشف الاسرار)

شیعہ اکثر قرآن کریم کے متعلق سنیوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں "قرآنکم" یعنی تمہارا قرآن تو الحمدللہ ہمارے قرآن میں تو عقد نکاح کے علاوہ باقی سب اقسام کو زنا قرار دے کر فرمایا گیا ہے:

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشه

مگر شیعوں کی معتبر کتاب منہاج الصادقین جلد اول ملاحظہ فرمایئے:

من تمتع مرةً فدرجة كدرجة الحسينؑ، ومن تمتع مرّتين فدرجة لدرجة الحسنؑ وتمتع ثلث مرّات

اس بات میں شک نہیں کہ شیعہ مرزائیوں سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہیں

فدرجة كدرجة علیؑ وتمتع اربع مرّات فدرجة لدرجتی.

"یعنی جو ایک بار متعہ کرے (یعنی زنا کرے) وہ امام حسین کا درجہ پائے گا اور جو دو بار متعہ کرے اس کا درجہ حضرت حسن کا ہوگا اور جو تین بار متعہ کرے گا اس کا مرتبہ علی المرتضیٰ کا ہوگا اور چار بار متعہ کرے گا اس کا درجہ حضرت نبی علیہ السلام جیسا ہوگا۔" لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم......

محترم قارئین حضرات غور فرمایئے جس مذہب میں بارہ اماموں کو اللہ اور اللہ کے رسولوں کے برابر بلکہ بڑھ کر مانا گیا ہے اب یہ کہہ کر ان سب حضرات کے بارے میں کس طرح لغویات۔ بکواسات بلکہ ان حضرات کو گالیاں دی جاری ہیں کہ العیاذ باللہ ایک حرام زادہ بچے سے خاندان نبوت کو تشبیہ دے کر اسلام کا مذاق اڑایا گیا ہے...... جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو سب سے پہلے اس مذہب کی ان بکواسات کا جائزہ لے کر ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

نظریہ امامت ختم نبوت کا واضح انکار

مسلمانوں کا خالص عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد مخلوق کی ہدایت کے لئے صرف دو چیزیں کافی ہیں جن کی نشاندہی بھی خود حضرت علیہ السلام نے بایں الفاظ فرمائی ہے کہ:

میرے بعد قرآن مجید اور میری سنت یعنی حدیث شریف کا دامن تھامے رکھنا تو گمراہی سے نجات حاصل ہوگی واللہ قرآن وحدیث سے اگر دامن چھوٹ گیا تو پھر گمراہی وضلالت تمہارا خیر مقدم کرے گی۔"

قرآن کریم میں بارہ آیات حرف امام، امامت آئمہ سے متعلق موجود ہیں مگر کسی ایک آیت سے بھی شیعہ مذہب کے تصورات کا اشارہ تک نہیں ملتا۔

اس مذہب میں امامت کی جو فرضی تعریف بیان کی گئی ہے کہ آئمہ کا درجہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہے، اصول کافی میں وضاحت ہے کہ امیر المومنین اکثر یوں فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں یعنی اس کا مقصد ہے کہ میں جسے چاہوں جنت میں بھیجوں اور جسے چاہوں جہنم میں داخل کردوں میرے پاس عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان ہے اور میرے لئے تمام فرشتوں نے مع جبرائیل علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی طرح اقرار کیا جیسا قرار انہوں نے حضرت محمدؐ کے ساتھ کیا تھا' اسی قسم کی سینکڑوں عبارات شیعہ کتب میں درج ہیں جس سے واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت کا بدیہی انکار مرزائیت کی نسبت سے بھی زیادہ خطرناک نتائج کا حامل ہے دراصل غلط فہمی یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام نے شیعہ کو ایک بکواس سمجھ کر ان کے لٹریچر کا مطالعہ ہی نہیں کیا ہمارے محترم مخدوم العلماء رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نوراللہ مرقدہ نے بھی اگلے اپنے قول کے مطابق شیعہ مذہب کا مطالعہ آخری عمر کے حصہ میں فرمایا مگر جب مطالعہ کرلیا تو کبر سنی، ضعف اور کئی ایک مشکلات کے باوجود آنے والی نسلوں کی رہبری کے لئے شیعوں کے قطعی کافر ہونے پر جید علماء کرام سے دستخط لے کر ان کو اس طرف متوجہ ہونے کی عملی دعوت پیش کی علماء کی بڑی سی فہرست میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نوراللہ مرقدہ کا اسم گرامی بھی موجود ہے کہ شیعہ واقعی کافر ہیں نہ جانے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کسی بنیاد پر اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کی صریح مخالفت کر کے ایک متعصب شیعہ کو اپنی گود میں بٹھانے پر ترجیح دے رکھی ہے کاش مولانا فضل الرحمٰن بھی اپنے والد ماجد کی مانند شیعہ کے کفر پر اہل حق کا ساتھ دے کر اپنے والد کو روحانی مسرت پہنچانے کے اسباب پیدا کرتے جبکہ لاریب جس طرح مرزائی ختم نبوت کے منکر ہیں شیعہ مرزائیوں سے بھی کئی گنا زیادہ خطرناک مجرم ہیں۔ اس حقیقت کو الم نشرح کرنے کے لئے امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب تفسیر آیت امامت کے صفحہ 4 پر یوں رقم طراز ہیں:

اصل حقیقت یہ ہے کہ بانیان مذہب شیعہ کا مقصود اصلی دین اسلام کو خراب کرنا تھا اور وہ اسی لئے مسلمانوں کے لباس میں آ کر اپنی کاروائیاں کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے ایک طرف تو قرآن کو محرف کرنا شروع کیا۔ دو ہزار سے زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کی تحریف کی خود تصنیف کرلیں اور دوسری طرف قرآن کو گمی اور چیستان مشہور کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرامؓ کو کاذب قرار دیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور تعلیمات جو انہیں صحابہ کرامؓ سے ہی منقول ہیں قابل اعتبار نہ رہیں اور چوتھی طرف یہ کاروائی کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ شخص آپ کے مثل معصوم اور مفترض الطاعۃ تجویز کئے اور ان کے اختیارات یہ بیان کئے کہ ﴿فَهُمْ يُحَرِّمُوْنَ مَايَشَاؤُنَ وَيُحَلِّلُوْنَ مَايَشَاؤُنَ﴾ اصول کافی

یعنی یہ آئمہ جس چیز کو چاہیں حرام کردیں اور جس کو چاہیں حلال کردیں تاکہ مسلمانوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے استغناء ہو جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ بانیان مذہب شیعہ کے اصلی مقصود کو عالم آشکارا کر رہی ہیں غضب خدا کا کہا تو یہ جائے کہ ہم غیر معصوم کی اتباع سے بچنے کے لئے دوازدہ 12 امام کو مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں چونکہ غیر معصومین سے منقول ہیں اس لئے نہیں لیتے اور پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی نقل کی ہوئی روایات بھی لی جائیں۔ مگر رسول اللہ کی نہیں بلکہ آئمہ کی۔ بہرکیف اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ لفظ امام کے جو معنی شیعوں نے گھڑے ہیں قرآن مجید سے کہیں ان کا ثبوت نہیں ملتا...... اصول کافی کے صفحہ 104 کی مندرجہ ذیل عبارت دل کی خوب گہرائیوں سے پڑھ کر خود نتیجہ اخذ فرمائیں کہ مرزائی ان سے بڑے کافر ہیں یا یہ

عن ذريح قال سألت اباعبد الله عن الائمة بعد النبي صلى الله عليه وسلم فقال كان امير المومنين عليه السلام اماماً ثم كان الحسن اماماً ثم كان الحسين اماماً ثم كان علي بن الحسين اماماً من انكر ذالك كان كمن انكر معرفة الله تبارك وتعالى ومعرفة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ذریح (یہ شیعہ راویوں میں بڑا کذاب ہے) سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئمہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المومنین علیہ السلام امام تھے ان کے بعد حسنؓ امام تھے ان کے بعد حسینؓ امام تھے اس کے بعد زین العابدین امام تھے اس کے بعد باقر امام تھے جو ان اماموں کا انکار کرے وہ اس منکر کی طرح ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی معرفت کا انکار کرنے والا ہو۔ (اصول کافی)

اس سے قارئین محترم نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ مرزائیت اور سبائیت اگرچہ اجزاء نبوت کے دونوں ڈاکو ہیں مگر ایک ڈاکو (مرزائیت) دوسرے دینی ڈاکو سبائیت سے بہت پیچھے دکھائی دیتا ہے۔۔۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرامؓ کو ظاہر اور باطن کی الگ الگ تعلیم دینے کا سبائی نظریہ بھی گمراہ کن اور باطل ہے اس کی کوئی معتبر سند موجود نہیں ہے۔

بعض دوسری غلط فہمیاں

مسلمانوں کے جن لوگوں نے اپنی دینی کم فہمی کی وجہ سے امامت کا یہ گمراہ کن نظریہ قبول کیا وہ بھی کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے ان غلطیوں کا اجمالی تذکرہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ان پر غور وفکر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان سب کا سلسلہ نسب اس نظریہ امامت تک ہی پہنچتا ہے ان بے اصل غلط خیالات کی اشاعت حقیقتاً شیعوں کی طرف سے عام نہاد مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں اپنے باطل کافرانہ عقائد و افکار کی طرف لانے کیلئے بہت زور شور کے ساتھ کی گئی اور انہیں ان کے ذہنوں میں جمانے کیلئے طرح طرح کی تدبیریں کی گئیں بے اصل موضوع روایتیں گھڑی گئیں اور بعض شیعہ ذاکروں نے تقیہ کر کے خود کو سنی عالم مشہور کیا اور اس قسم کی جھوٹی کہانیاں گھڑ کر اہل سنت میں پھیلائیں اور ان کے ایک گروہ کو جن میں علماء کی ایک تعداد بھی شامل ہے (آج بھی ایسا ایک گروہ موجود ہے جو کہ سنت کی راہ سے ہٹا کر شیعیت کے کم از کم راستے پر ضرور ڈال دیا یعنی ایسے حضرات شیعوں کی مانند مرتد تو نہ ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لوگ سچے صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہ رہ سکے۔ منجملہ ان کا ایک بے اصل اور بے بنیاد خیال یہ

اسلام اعتدال پسند ہے

عطاء اللہ راشدی

ہمارے ملک کے حکمران اس وقت اعتدال پسندی روشن خیالی اور ماڈرن اسلام اور ماڈل دینی مدارس اور نت نئے نعرے لگا کر بے چارے عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ بھٹو کا نعرہ تھا "روٹی کپڑا اور مکان" بے نظیر کا نعرہ تھا "ڈالروں کا سیلاب" نواز شریف نے نعرہ لگایا "قرض اتارو ملک سنوارو" اب جرنیل صاحب کا نعرہ ہے "اعتدال پسند اور روشن خیال اسلام"

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کیا ہمارے حکمران اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا معنی سمجھتے ہیں اور کیا اسلام کے بارے میں شد بد بھی رکھتے ہیں؟ اسلام کے بارے میں وہ لوگ کیا علم رکھتے ہوں گے جو امریکہ جا کر کتے کو بغل میں دبا کر انٹرویو دیں۔ وہاں سے فحاشی و عریانی کا تحفہ لے کر آئیں اور شعائر اسلام کا مذاق اڑائیں۔

یہ حکمرانوں کے نزدیک اعتدال پسند اسلام ہے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانا یہ روشن خیالی ہے۔

ہمارے حکمران اعتدال پسندی کا معنی بالکل نہیں سمجھتے اس کی مثال یوں سمجھ لیں۔

ایک گاؤں میں ایک چوہدری صاحب تھے اس کے پاس بکریاں گائے، بیل وغیرہ کافی مقدار میں تھے ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک چرواہا تھا ایک دفعہ چرواہا ریوڑ جنگل میں کافی دور لے کر گیا لیکن واپسی کا راستہ بھول گیا۔ تلاش بسیار کے بعد اس چرواہے کو اپنے ہی محلے کا ایک ساتھی نظر آیا اور ساتھ ہی چرواہے کو تھوڑا سا گوبر نظر آیا چرواہے نے گوبر کو اٹھایا اور ساتھی سے کہنے لگے کہ ان کو کہنا جن کا میں ہوں وہ گم ہو گئے ہیں جن کے یہ ہیں مطلب تو قارئین سمجھ گئے ہوں گے یعنی چرواہا اتنا سادہ تھا اس کو اپنا نام چوہدری صاحب کا نام بھیڑ بکری گائے، بیل وغیرہ کو کیا کہتے ہیں اس چرواہے کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا اسی طرح ہمارے حکمران کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے۔

اسلام کا معنی سلامتی ہے۔ امن، بھائی چارہ ہے اور آنحضرتؐ کی حدیث ہے خیر الامور اوسطھا یعنی درمیانی راستہ اپناؤ میانہ روی اختیار کرو یہی اعتدال پسندی ہے۔ اب آپ دیکھیں اعتدال پسندی کہاں؟ تو میں آپ کو بتاؤں کا سب سے پہلے نماز میں حکم یہ ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھیں اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھیں اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھیں۔

اگر لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو اسلام نے آخری حربہ استعمال کیا اشارے سے پڑھ لیں۔ یہ اعتدال پسندی نہیں ہے تو اور کیا ہے اس سے آگے بڑھ کر اعتدال پسندی یہ ہے کہ ہمارے حکمران ہماری نمازیں معاف کرا سکتے ہیں۔

میرا ایک دوست تھا وہ الیکشن میں کھڑا ہوا تو میں نے اس سے کہا اگر آپ چیئرمین بن گئے تو آپ عوام کی کیا خدمت کریں گے تو انہوں نے جواب دیا میں عوام سے فجر کی نماز معاف کرواؤں گا تو محترم قارئین سن لیجئے کہ یہ تو ایک بلدیہ کا چیئرمین ہے جو صرف فجر کی نماز معاف کر سکتا ہے اور ادھر ہمارے حکمران ملک کا با اختیار صدر اور چیف آف آرمی سٹاف اور نہ جانے کتنے عہدے ان کے پاس ہوں گے پھر اس کا حق بنتا ہے کہ یہ ہماری ساری نمازیں معاف کردیں۔ تب جا کر اعتدال پسندی پر عمل ہوگا۔ نہیں جنرل صاحب ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ اعتدال پسندی نہیں یہ تو اپنے آپ کو خدا بنانا ہے۔

جس طرح اعتدال پسندی نماز میں آپ نے دیکھا اس طرح وضو میں بھی ہے وضو کے لئے پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں روزہ نہیں رکھ سکتے کمزور اپاہج ہے افطار کر سکتے ہیں۔

آنحضرتؐ کی حدیث مبارکہ ہے الدین یسر یعنی دین آسان ہے یعنی دین کے اندر کوئی تنگی نہیں ایک جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں اور تنگی کا معاملہ نہیں کرتے۔ اب معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اعتدال کی راہ کو پسند فرماتے ہیں اور آنحضرتؐ بھی اعتدال کی راہ پر گامزن تھے اور اس وقت امت بھی ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں جنرل صاحب سے اس کے علاوہ کونسی اعتدال پسندی وہ اسلام میں لانا چاہتے ہیں؟

اگر اعتدال پسند کے نام پر فحاشی و عریانی ٹی وی پروگرام میں فحش رکات اور بے ہودہ گانے اور میراتھن ریس کے نام پر غیر شرعی اور غلط طریقے سے قوم کی بچیوں کو شاہراہوں پر دوڑانا یہ اعتدال پسند ہے تو ہم ایسی اعتدال پسندی پر لعنت بھیجتے ہیں۔

بقیہ نظریہ امامت اور اسلام

ہے کہ طریق ولایت کی تعلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اور صرف سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کو دی تھی اور انہیں سے یہ مخصوص تعلیم سینہ بسینہ منتقل ہوتی ہوئی موجودہ زمانہ تک پہنچی ہے ان کے بعد ان کی اولاد میں ہوتے وا۔ لے بارہ 12 اماموں کو اس مخصوص علم کے اسرار و رموز کا علم تھا اور اب تک یہ سلسلہ قائم ہے اور وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی و روحانی خلفاء اور سب اولیاء اللہ کے امام تھے اسی غلط خیال سے یہ غلط روایات پیدا اور مشہور ہوئیں کہ تصوف کے چاروں سلسلے سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ پر ختم ہوتے ہیں اور علوم ولایت میں سب اولیاء اللہ بالواسطہ یا بلاواسطہ انہیں سے مستفید ہوئے اور ہوتے ہیں اور یہ کہ حضرات خلفاء ثلاثہ صرف ظاہری خلیفہ تھے باطنی خلیفہ حضرت علیؓ تھے یہ سب خیالات بالکل غلط اور باطل ہیں بلکہ بے اصل بے بنیاد اور خلاف حقیقت ہیں میرا تو خیال ہے کہ صرف یہی نہیں بلکہ گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ گمراہ کن بھی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ہر صحابیؓ کو دین کی تعلیم برابر برابر اور مساویانہ دی دین کی تعلیم ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی۔ اس لئے ظاہر باطن کا الگ فرق بیان کرنا بھی گمراہ کن سبائی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کے جمیع احکامات آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو بلا استثناء مساویانہ دیئے۔ حضرات خلفاء اربعؓ ہی نہیں بلکہ خلفاء ستہ 6 آنحضور کے کامل خلفاء تھے ان کو بلکہ جمیع صحابہ کرامؓ کو ظاہر و باطن دونوں قسم کی خلافت اور برابر تعلیم حاصل تھی یعنی حضرت نبی کریمؐ سے ایک ہی قسم کی تعلیمات سے صحابہ کرام ﷺ کو نوازا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت پھر حضرت نبی کریمؐ نے جمیع صحابہ کرام ﷺ کو حکم دیا کہ بلغوا عنی ولو کان آیۃ

نوٹ: سبط ابن الجوزی، ملا حسین، واعظ کاشفی۔ وغیرہ پکے شیعہ تھے مگر عمر بھر خود کو سنی ظاہر کر کے ناواقف اہل سنت کو گمراہ کر کے اپنے شیعہ عقائد پھیلاتے رہے۔

دعائے صحت کی اپیل

خلافت راشدہ کے ایجنسی ہولڈر مولانا عابد تاجی آف کوٹلہ عرب علی خاں کے والد محترم جناب محمد صادق عارضہ قلب میں مبتلا ہیں قارئین خلافت راشدہ سے اپیل ہے کہ ان کی صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

منجانب اعظم حسین فاروقی کشمیری

حافظ اسعد محمود سعد شہید رحمہ اللہ

محمد ارشد صدیقی (گوجرانوالہ)

چھوڑ کر ہم کو منزل کی تلاش میں
تیرا ساتھ چھوڑ جانا بہت یاد آیا
کہ مل ہی گئی منزل تم کو خوشی کی
وہ خوشیوں سے تیرا مسکرانا بہت یاد آیا
چھوڑ کر اکیلے ہم کو دنیا میں
وہ زندگی بھول جانا تیرا بہت یاد آیا
بنتے رہے دنیا کے افسانے ہم
مگر شہید اسعد تیرا خوشی بھرا افسانہ بہت یاد آیا

اللہ عزوجل نے انسان کو جو چند روزہ زندگی دی ہے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اگر انسان اس کو مطیع بن کر گزار دے اور اس حیات مستعار کو کامیاب لوگوں کے راستے پر ڈالتے ہوئے ایسے کارنامے انجام دے کہ اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ حقیقت اہل دنیا پر آشکارہ ہو کہ یقیناً وہ کامیاب کاز پر کامیابی حاصل کر گیا تو وہ اپنی زندگی کی گویا کہ قیمت لگا گیا ہے۔ تاریخ انسانی میں کئی ایسی عظیم ہستیاں گزری ہیں جنہیں دنیا سے رخصت ہوئے تو عرصہ دراز گزر گیا۔ لیکن ان کے شروع کردہ منصوبے اور ان کے اخلاص کیساتھ لگائے ہوئے پودے، ان کی نسلیں تناور درختوں کی صورت میں نہ صرف یہ کہ ان سے پھل حاصل کرتی ہیں بلکہ اہل نظر نے لکھا ہے کہ ایک پودے سے ہی اتنے ثمر ملے کہ دنیا جہان اس کی مٹھاس سے مستفیض ہوتا رہا اور بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ انہیں ان کی زندگیوں میں کوئی جانتا بھی نہیں لیکن ان کے حسین کارناموں سے ان کی شخصیت کا اعتراف ضرور کرنا پڑتا ہے۔ جی ہاں! بعض تو زندگی کے آخری درجات میں ہی ایسے کارہائے نمایاں انجام دے جاتے ہیں کہ بعض صدیاں لگے رہیں۔ ایسا نہیں کر سکتے۔ جی ہاں! اس مختصری عارضی دنیا کی زندگی میں ایسے بھی وفا شعار لوگ گزرے ہیں کہ ابھی تو ان کی بہار زندگی شروع ہوئی تھی کہ انہوں نے بنام خالق اس کو بھی قربان کر دیا اور ایسے درد و ملت انسان بھی ہوتے ہیں جو خونخوار بھیڑیوں کی طرح کرۂ ارض پر ان چھکتے، مسکراتے ہوئے پھولوں کو بے دردی سے خون میں نہلا کر ان کے بے گناہ معطر خون سے اس زمین کے صحراؤں و دریاؤں کو رنگین کرتے ہیں۔ جی ہاں! جوان کے ہاتھوں لقمہ اجل بن گئے وہ تو کامیاب و کامران ہو جاتے ہیں لیکن کائنات انسان کے دشمنوں کے لئے بھی ایک فوج چھوڑ جاتے ہیں جو انہیں بھی پھر زیادہ دیر سکون تو کیا خاک، چشم فلک کے سامنے سانس لینا بھی عذاب بنا دیتی ہے۔

ایسے ہی انسانیت کے قاتلوں نے امت محمدیہ کے بہادر، غیور اور سر کف نوجوانوں میں سے ایک ایسے نوجوان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کئے کہ زمانہ حال میں اس کی مثال خال خال نظر آتی ہے۔ دنیا والے تو آج کل ایسے لوگوں کو اچھی طرح پہچانتے اور یاد رکھتے ہیں جو یا تو کسی بڑے تنظیمی منصب پر فائز ہو یا جلسہ ہائے عام میں عوام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے شعلہ بار تقریر کرے۔ لیکن میں جس عاشق صادق، شہید ناز کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ شہرت کی ان دونوں خصلتوں سے خالی تھا۔ اس نے اپنی مختصری زندگی کی چھبیس بہاریں جہاد فی سبیل اللہ میں گزاریں۔ کبھی مدارس عربیہ میں تشنگی علوم نبوت بجھاتے ہوئے نظر آیا کبھی افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں پر جہاد بالنفس اور جنگی حکمت عملی ترتیب دیتے ہوئے۔ امارت اسلامیہ کی حفاظت کرتے ہوئے نظر آیا، کبھی لاکھوں کے مجمع عام کے گرد سیکورٹی کی ذمہ داری باحسن نبھاتے ہوئے نظر آیا کبھی قائدین ملت کے ساتھ پورے ملک میں تنظیمی دورے کرتے ہوئے اور کبھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے عین عالم شباب میں سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے نظر آیا۔ اس کے پرجلال حسین چہرے سے ہر وقت مسکراہٹ کے پھول بکھرتے تھے۔ نوجوانوں میں اس جیسا وسیع الظرف انسان، قائدانہ صلاحیتوں کا مالک، جذبہ اخوت و ایثار سے سرسبز، ہنس مکھ مزاج، کارکنوں سے انتہائی محبت، مشفقانہ اور دوست و احباب سے خالص وفا شعارانہ سلوک اس کی زندگی کے طرہ امتیاز تھا۔ میری مراد شہید ناز، شہید ناموس صحابہؓ ISM کے کارکنوں کے دلوں کی دھڑکن، شہزادہ مہر و وفا، پیکر اخلاص، خوبصورت و خوب سیرت اور حسین نوجوان، میرا انتہائی پیارا دوست راز حافظ اسعد محمود سعد شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جسے 30 مارچ 2005ء کو اسلام کے ازلی دشمنوں نے اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کے لئے انتہائی چالاکی سے اغواء کر کے اپنی سفاک شیطانیت سے ظالم اور بے ترس حکمرانوں کی گود میں شہید کر کے، ایبٹ کے بیابان میدانوں میں تنہا خون میں لت پت پھینک دیا گیا۔ 24 گھنٹوں کے بعد جب لاش وصول کی تو عینی شاہدین کے مطابق شہید کے جسد اطہر سے خون جاری تھا۔ قانونی کارروائی سے فراغت کے بعد قائدین ملت اور دیگر احباب نے شہید کی لاش اس کے آبائی علاقے گوجر خان (راولپنڈی) پہنچائی۔ لاکھوں انسانوں کی آہوں اور سسکیوں میں اس عاشق صادق کو لحد میں اتارا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
اور یہ بھی کیوں کہ:

یہ پھول تو اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کر مسکرا نہ سکا

اسعد شہیدؒ نے 2003ء میں ضلع گوجرانوالہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نصرت العلوم سے دورہ حدیث مکمل کیا تھا اور آئی ایس ایم کے قیام کے بعد تنظیم کو پورے ضلع میں منظم کرنے کے لئے شب و روز محنت کی۔ صوبائی کنونشن جو فیصل آباد میں ہوا تھا اس کے لئے پورے ضلع میں ایک ایک ساتھی سے مل کر اور کئی جگہوں پر پیدل سفر کر کے پروگرام کی تشہیر کی اور 63 ساتھیوں پر مشتمل قافلے کی

تحفظ ناموسِ صحابہؓ کا مشن اس نوجوان کی رگوں میں
کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا

اسلام کے ازلی دشمنوں نے انتہائی چالاکی سے
اغواء کے بعد ظالم اور بے ترس حکمرانوں کی گود میں شہید کر کے ایبٹ کے بیابانوں میں
خون میں لت پت چھوڑ دیا

صورت میں کونشن میں شرکت کی۔ اسی طرح مرکزی کونشن جو ایبٹ آباد میں منعقد ہوا تھا اس کے لئے بھی مقدور بھر محنت کی اور قائدین کے شانہ بشانہ کونشن کو کامیاب کرانے کے لئے کوشاں رہے۔ مجھے کئی مرتبہ ان

اپنی صفوں میں گھسے ہوئے آستین کے سانپوں کو نکالنا بھی ضروری ہے اور آج یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ فتنہ و فساد کے لئے دشمن نے ہمیشہ اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کو ہی ذبح کروایا ہے۔ اس لئے شہادت تو

شہادت سے 24گھنٹے بعد جب لاش ملی تو جسم اطہر سے خون کے فوارے چھوڑ رہے تھے

کے ساتھ سفر کا بھی موقع ملا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس جیسا رفیق کوئی نہیں دیکھا۔ تنظیمی کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے گھر والوں سے کئی کئی دن تک رابطہ منقطع رہتا تھا۔ لیکن اس نے ہمیشہ جماعتی کاموں کے لئے اپنے ذاتی کاموں پر نہ صرف ترجیح دی بلکہ پس پشت ڈال کر بے لوث تنظیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ جماعت کے لئے اس نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے مگر وہ نیکی کر اور دریا میں ڈال کے مقولے کا مصداق بن کر گزر گئے۔

ذاتی طور پر بھی ان کی شخصیت ایک جیتا جاگتا عاشق صحابہؓ کی شکل تھی۔ خطابت کا اگرچہ انہیں کوئی خاص شوق نہیں تھا لیکن اپنے تنظیمی اجلاسوں میں سیرت و کردار صحابہؓ کے حوالے سے نوجوانوں کو بیدار کرنے کے لئے درد دل سے ایسی گفتگو کیا کرتے تھے کہ کارکنان عہد کر کے جایا کرتے تھے کہ آئندہ زندگی کو اسی ڈگر پر ڈالنا ہے۔ جو حضرات صحابہ کرامؓ نے نمونہ دیا ہے۔

اسعد محمود سعد تنظیمی ڈسپلن کا بہت پابند تھا۔ ایک دفعہ ضلعی اجلاس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اجلاس کے اغراض ومقاصد بیان کرنا میری ذمہ داری تھی۔ میں نے خطبہ مسنون کے بعد ایک ساتھی کو نظم سنانے کی دعوت دے دی۔ تو بھائی اسعد شہیدؒ نے فوراً مجھے روک لیا اور کہا کہ پہلے اجلاس کے ایجنڈے کے مطابق تلاوت قرآن مجید ہونی چاہیے اور پھر میں نے ان کی بات مانتے ہوئے ایک ساتھی سے پہلے تلاوت کلام مجید کروائی اور بعد میں اجلاس کی کارروائی کو آگے بڑھایا۔

میرے ہم مشن ISM کے کارکنو! اور قائدین کرام! اس وقت ہمارا دشمن بہت آگے نکل چکا ہے۔ ہر شعبے میں اس کے کارندے سرایت کر چکے ہیں۔ اگر ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے اخلاص کے ساتھ جذبہ تحفظ ناموس صحابہ پیدا کر کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار نہیں بنیں گے تو دشمن، خونخوار بھیڑیے کی صورت میں ایک ایک کر کے ہماری تنظیم کا شیرازہ بکھیر دے گا۔ ہمیں جہاں اپنی تنظیم کے بانی و کارکنان اور مشن "نفاذ قرآن و سنت بطرز خلافت راشدہ" کے احیاء کے لئے از حد مخلص کارکنوں کی ضرورت ہے وہاں

سعادت ہے ہم اس پر فخر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے شہداء و قائدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ دشمن کے سامنے خود لیٹ جائیں اور اپنے ایمان، مشن و منشور کا کچھ بھی دفاع نہ کریں۔ اسی لئے آؤ آج اسعد شہیدؒ کی روح سے عہد کریں کہ جس طرح اس نوجوان نے تحفظ ناموس صحابہؓ و تحریک نفاذ نظام خلافت راشدہ کے لئے اپنی حسین جوانی قربان کی ہے ایسی ہی ہم بھی اپنے اندر جذبہ شہادت و جرأت پیدا کریں اور اسلام و پاکستان کے سفاک دشمنوں کو پچھاڑتے ہوئے ہر موڑ پر ملکی قوانین کے دائرہ میں رہ کر ان کا مقابل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ورنہ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ISM والو!
تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسعد شہیدؒ کی شہادت کو قبول فرمائے اور اللہ اس کے گھر والوں کو صبر جمیل اور ہمیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ جس مشن حق و صداقت پر وہ قربان ہوئے اسی مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ہمیں ذریعہ بنائے۔ آمین۔

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں لہو ہمارا بھلا نہ دینا
قسم ہے تم کو اے سرفروشو! مقابل دشمنی سر جھکا نہ دینا

اور شہید کے قاتلوں سے یہ کہنا چاہوں گا۔

سحر کی خوشیاں منانے والو سحر کے تیور بتا رہے ہیں
جو آج کی شب سکوں سے گزرے تو کل کا موسم خراب ہوگا
سکوت صحرا میں بسنے والو ذرا رتوں کا مزاج سمجھو
ابھی تو اتنی گھٹن بڑھے گی کہ سانس لینا عذاب ہوگا

دعائے صحت کی اپیل

سید خالد حسین شاہ آف مظفر آباد آزاد کشمیر کی اہلیہ محترمہ ان دنوں شدید علیل ہیں۔ شاہ صاحب خلافت راشدہ کے مستقل قاری ہیں قارئین خلافت راشدہ سے ان کی اہلیہ کی صحت کے لئے دعا کی اپیل کی جاتی ہے۔

محترم قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مصیبت وابتلاء کے ہر موقع پر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور رسالے کی بر وقت ترسیل میں ہر طرح کی تاخیر اور کوتاہیوں کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ اس کا گلہ اور شکوہ تک نہ کیا۔

آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کاغذ اور پریس کے اخراجات کے ساتھ ساتھ ہر چیز کے نرخ بہت بڑھ چکے ہیں۔ ہم خلافت راشدہ کے نرخ میں بہت مجبوری کے تحت صرف ایک روپے کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح ماہ جون سے خلافت راشدہ رسالہ آپ کو -/16 روپے میں ملے گا اور سالانہ چندہ -/180 روپے ہوگا۔

امید ہے کہ آپ رسالے کی قیمت میں اضافہ کو ہماری مجبوری پر دلالت کرتے ہوئے محسوس نہیں فرمائیں گے۔

والسلام

چیف ایڈیٹر خلافت راشدہ

آن لائن رابطہ

محترم قارئین! اب خلافت راشدہ کے دفتر کے ساتھ آپ کا آن لائن رابطہ بذریعہ کمپیوٹر انتہائی آسان صبح 9.00 بجے سے لیکر 5.00 بجے تک بذریعہ میسنجر بات چیت اور ای میل بھیجنے کے لئے درج ذیل ایڈریس نوٹ فرمالیں۔

Khelafat-e-Rashida@hotmail.com
Khelafat-e-Rashida@yahoo.co.uk

ایڈیٹر خلافت راشدہ فیصل آباد

ایسے لوگ مرا نہیں کرتے

حافظ محمد الطاف منہاس

مسلسل برستی بارش نے ذرا توقف کیا تو میں بارش کے قطروں سے دھل کر ...... خوشی کے گیت گاتی ...... لہلاتی فصلوں کا نظارہ کرنے کے لئے ...... گاؤں کی آبادی سے باہر شادابی و ہریالی ...... بانٹنے والے کھیتوں کی طرف چل پڑا ...... تاحد نگاہ زردا سے اعتز اوڑھے ...... سرسوں کی فصل ...... اور اس کے پھولوں سے نکلنے والی مہک نے عجب سماں باندھ رکھا تھا ...... شفاف آب و ہوا ...... کھلی فضا و رنگ رنگیلے موسم ...... اور پھر فکر رساں کو معطر کرنے والی خوشبو ...... ایسے ماحول میں اکثر حساس طبع لوگوں کی یادوں کے بند دریچے کھل جایا کرتے ہیں اور انہونی باتیں ...... گذری حسین یادیں من بھاتی مورتیں ...... کھلی کتاب کی طرح آنکھوں کے سامنے محور قصاں ہو جاتی ہیں ...... اور بسا اوقات تو انسان دیر تک انہی یادوں اور باتوں میں کھویا ہوا اپنے گرد و پیش کے ماحول سے اتنا غافل ہو جاتا ہے کہ ساتھ والے شخص کو تقریباً جھنجوڑ کر ...... یادوں کے اس تار کو توڑنا پڑتا ہے میں بھی کچھ ایسی ہی کشمکش سے دوچار ...... پگڈنڈیوں سے گزرتا ...... سرسوں کو شباب بخشنے والی زرخیز زمین کے کیچڑ سے اٹے بینے کو چیرتا ہوا ...... بڑے خوشگوار موڈ میں ابھی چند قدم ہی چلا تھا ...... یکایک بے قرار لوگوں کا سا فر ...... انگڑائی لے کر چھلک پڑا ...... میرے سامنے اس خوبرو نوجوان کی تصویر ...... سکرین پر چلتی فلم کی طرح گھومنے لگی ...... جس کو تقریباً ڈیڑھ سال قبل میں نے اس وقت دیکھا جب وہ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مسجد سے باہر نکل رہا تھا ...... خوبصورت پرکشش گلابی چہرہ ...... سنہری دراز زلفیں ...... گھنی داڑھی جو کہ اس کے حسن میں مزید نکھار پیدا کر رہی تھی ...... میں ٹکٹکی باندھے اس کی حرکات و سکنات کو دیکھنے لگا ...... اس نے لپک کر مسجد کے کونے سے جوتوں کو اٹھایا ...... اور مسجد کی حدود سے نکل کر بطریقہ نبویؐ بایاں پاؤں باہر رکھا ...... پھر جھاڑ کر دایاں پاؤں جوتے میں ڈال کر دو قدم چلا ...... پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کنگھی نکالی ...... اور اپنے سنہری خوبصورت بالوں کو سنوارنے لگا ...... میں نے آگے بڑھ کر سلام کے لئے ہاتھ بڑھایا ...... مگر عجز و انکساری کی دنیا کے اس شہسوار نے مسکرا کر دونوں بانہیں دراز کر کے مجھے گلے لگا کر ...... مصافحے کا جواب معانقے سے دیا ...... اگرچہ اس سے پہلے میں نے اسے دیکھا نہیں تھا ...... مگر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے برسوں سے اس کے ساتھ شناسائی و آشنائی ہے ...... اسی اجنبیت و اپنائیت کے درمیان پیچ و تاب کھاتے ہوئے میں نے میزبان سے مہمان کا تعارف طلب کیا ...... میرے استفسار پر میزبان کہنے لگا ...... واہ جی آپ انہیں نہیں جانتے ...... یہ ہمارے کراچی سے تشریف لائے ہوئے مہمان ہیں۔

ڈاکٹر محمد ہارون قاسمیؒ ...... طبیعت عقیدت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک دفعہ پھر اس کے سینے سے لپٹ گئے ...... مگر کیا معلوم تھا ...... کہ بہت جلد خون آشام درندے اس پھول کی لطافت بھی چھین لیں گے ...... کیا معلوم تھا کہ میں آج جس سینے سے لپٹ کر عقیدت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں کل اسی سینے سے ایس ایم جی کی گولیاں نے پار ہو کر ...... اس پیکر حسن و وفا کے بے قرار دل کی دھڑکن کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دینا ہے ...... کاش گولی چلانے والے سفاک قاتل منصوبہ بندی کرنے اور پھر اسے عملی جامہ پہنانے سے قبل ایک لمحہ کے لئے انسانیت کے ناطے سے اس معصوم کی نو ماہ کی بچی کی طرف دیکھ لیتے۔ جواب ابو ابو کی صدا تو لگائے گی مگر ابو سے پیار وصول نہیں کر سکے گی ...... اے کاش! اس بیوہ ہی کے متعلق سوچ لیتے ...... جو اب اس انتظار میں عمر کی بہاریں گزار دے گی کہ عصر کی نماز پڑھانے گئے ہیں بس ابھی آتے ہی ہوں گے ...... اے کاش کوئی سفاک قاتلوں کی سفاکی پر سراپا احتجاج بن کر شب و روز اٹھنے والے جنازوں ...... اور آنسوؤں بہانے والے مظلوموں کی مظلومیت کی سماعت کرنے کی کوشش کرے ...... اے کاش کوئی طعنوں کے ترکش رکھ کر ...... تعصب کی عینک اتار کر ...... ظرف کا دامن وسیع کر کے ...... دیکھے تو سہی یہ کون لوگ ہیں جو اس مادہ پرستی ...... نفسا نفسی کے بازار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و عظمت کی خاطر ...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی قربانیوں کی تاریخ رقم کر رہے ہیں ...... اے کاش کوئی تو دیکھے ...... کوئی تو سمجھے ...... کوئی تو سوچے ...... کوئی تو پرکھے ...... سچ کہا ہے میرے ایک محسن نے کہ ڈاکٹر محمد ہارون قاسمی جیسے لوگ کسی بھی تحریک یا تنظیم کے لئے اپنا لہو پیش کرتے ہیں ...... محمد ہارون قاسمی کی زندگی کی 46 بہاریں فقط مشن کاز اور نظریہ کے لئے تھیں ...... اس کا اوڑھنا بچھونا فقط کاز و مشن ہی تھا ...... جامع کراچی سے PhD کی ڈگری حاصل کرنے سے لے کر تین مضامین میں M/A کرنے تک جامع مسجد معمور کے نمازیوں کو مسحور کرنے سے لے کر ...... اسیران ناموس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے تگ و دو کرنے تک ...... تنظیمی مشاورت سے لے کر ...... تحریکی فکر تک ...... اس کی دھن ...... لگن ...... اور عزم ایک ہی تھا کہ

سوئی قوم کو پھر بیدار کرو تاکہ
ہر قوم پکارے کہ ہمارے ہیں صحابہؓ

میں بھی انہیں سوچوں کے منجھدھار میں غوطہ زن تھا کہ اچانک ساتھ والی زمین سے صدا بلند ہوئی کہ حافظ صاحب یہ سرسوں کی گٹھی اٹھانے میں میری مدد کرنا ...... میں چونک گیا ...... صدا لگانے والے نے سوچوں کے تار کو توڑ دیا ...... میں بوجھل قدموں کے ساتھ یہ کہتے ہوئے آواز لگانے والے کی طرف چل پڑا کہ ...... اے شہید ابن شہید ...... تو مرا نہیں کیوں کہ تجھ جیسے لوگ مرا نہیں کرتے بلکہ مر کر جینے کا ڈھنگ بتایا کرتے ہیں ...... اور دنیا میں چلتے پھرتے ...... مصلحت کی چادر کی آڑ میں ...... حق بات چھپانے والوں کی زبان سے یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ:

بزدل نہ ہو کہ بزدل کے لئے جینا بھی گراں مرنا بھی گراں
جینے کو بھی ہمت لازم ہے مرنے کو جرأت لازم ہے

علمائے اسلام کا پیغام ...... محبین صحابہؓ کے نام

صحابہؓ کی عظمت ...... صحابہؓ کا مقام ...... صحابہؓ کی بے داغ زندگیوں کا ذکر ...... صحابہؓ کے غلاموں کی زبان سے
مذہب شیعہ کی حقیقت ...... شیعیت کا مکر وفریب ...... شیعہ کا کردار ...... شیعہ کے دشمنان اصحاب رسولؐ ہونے کا ثبوت

سنیں بھی اور دیکھیں بھی! ایک ہی CD میں ...... CD کیا ہے

دشمنان صحابہ کی
پر فریب چالوں سے آگاہی کیلئے

Vol.1 AUDIO VIDEIO Mp3 CD

گویا آخری دستک

اس CD میں آپ دیکھیں گے

- ☆ حقیقت مذہب شیعہ
  ﴿مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ﴾
- ☆ عظمت اصحابِ رسولؐ
  ﴿مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ﴾
- ☆ پی ٹی وی انٹرویو
  ﴿مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ﴾
- ☆ دشمنان اصحاب رسولؐ کی بدترین گالیاں
  ﴿ڈاکٹر مرزا محمد اطہر ...... لکھنؤ بھارت﴾
- ☆ ایرانی شیعہ کا بیت اللہ پر حملہ 1986ء
  ﴿بشکریہ سلطنت سعودیہ﴾

اس CD میں آپ سنیں گے درج ذیل بیانات

- ☆ الشیخ عبدالرحمٰن الحذیفی (امام مسجد نبوی)
- ☆ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ
- ☆ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ
- ☆ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ
- ☆ مولانا خالد سیف اللہ شہیدؒ
- ☆ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ
- ☆ مولانا عبدالغفور ندیم مدظلہ
- ☆ مولانا یحییٰ عباسی مدظلہ
- ☆ مولانا محسن رضا فاروقی (سابقہ شیعہ عالم)

جلدی کریں اپنی CD "آخری دستک" والیم 1 کی کاپی آج ہی بک کروائیں۔ خود بھی دیکھیں اور ساتھیوں کو بھی ترغیب دیں۔

یاد رکھیں: قرأت، نعت اور علمائے کرام کی تقاریر کی کیسٹوں اور آڈیو/ وڈیو CDs کا مرکز

ملنے کا پتہ: **مکتبہ خلافتِ راشدہ اسلامک ریکارڈنگ سنٹر**

دکان نمبر 4، اسلام کتب مارکیٹ، بنوری جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، گرو مندر، کراچی۔ فون: 021-4133844

CamScanner

فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمے کے لئے ضابطہ اخلاق کی ضرورت

نجم الدین

دنیا میں جھگڑے، تضاد، تصادم کا ہونا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ان کے اسباب تلاش کر کے ہی اصل حقیقت تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اسباب کی تلاش کے بغیر تصفیہ دیرپا ثابت نہیں ہوتا۔ پاکستان میں بھی فرقہ واریت کی بازگشت کافی عرصے سے سنائی دے رہی ہے۔ آئے روز کے فرقہ وارانہ تشدد کے اثرات ملک و قوم کے لئے نقصان کی نوید لے کر آتے ہیں۔ ہر جگہ ایک ہی رٹ لگی رہتی ہے کہ فرقہ واریت کو ختم کیا جائے۔ لیکن اصل اسباب تک کوئی بھی نہیں پہنچا، حکمران اکثر کہتے ہیں کہ ملک سے فرقہ واریت کے جن کو ہمیشہ کیلئے بوتل میں بند کر دیا جائے گا۔ آہنی ہاتھوں سے فرقہ واریت پھیلانے والوں سے نمٹ لیا جائے گا۔ لیکن مسئلہ جوں کا توں رہتا ہے۔ ایک مثال دی جاتی ہے۔ اگر کانٹا پاؤں میں چبھ جائے تو کانٹے کو گھٹنے میں تلاش کرنے سے کانٹا تو نہیں نکلے گا۔ لیکن پاؤں کی خرابی کا سبب بنے گا۔

ہم جب تک فرقہ واریت کو سمجھ کر اصل اسباب تلاش نہیں کر پاتے تو ملک پاکستان میں بھی فرقہ وارانہ فساد کا خاتمہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جو اسباب جھگڑے کو وجود دیتے ہیں وہ وہیں کے وہیں ہوتے ہیں۔ تو یقینی بات ہے کہ جھگڑا تو ہوتا رہے گا یہ سلسلہ کبھی بھی نہیں رکے گا۔ دنیا میں کتنے مذاہب پائے جاتے ہیں جن میں ہر ایک اپنے مذہب پر کاربند رہتا ہے۔ تو دوسرے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تو کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا۔ اس ملک میں جب ہندو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرتے ہیں تو کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی، عیسائی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرتے ہیں تو کوئی جھگڑا یا فساد نہیں ہوتا۔ مسلمان جب دن میں پانچ مرتبہ نماز جیسی عبادت کرتے ہیں تو نہ گورنمنٹ کو پریشانی ہوتی ہے نہ فوج پریشان ہوتی ہے نہ پولیس نہ انتظامیہ کو کوئی پریشانی ہوتی ہے۔ اگر مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو بھی پریشانی کا باعث نہیں بنتی ہے۔ تو روزہ رکھنے سے بھی پورے ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ سعودی عرب جیسے اسلامی ملک میں دنیا بھر کے مسلمان جب حج جیسے فریضے کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں تو اس مبارک عبادت میں بھی کوئی انتشار نہیں ہوتا سب مسلمان ایک زبان ایک رنگ میں ہوتے ہیں، اس موقع پر سعودی حکومت بے تحاشا خرچ کرنے کے باوجود بھی کروڑوں ڈالر اپنی قوم کے لئے کماتی ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے جس ملک میں بھی کوئی اپنا مذہبی طریقہ اپناتا ہے اس کے برعکس ایک عبادت ایسی ہے جس کی ادائیگی کے وقت چپڑاسی سے لے کر ملک کا سربراہ، حکومت کا سربراہ وزیراعظم سمیت تمام

> ایران کے مذہبی حکمرانوں نے ماتمی جلوسوں کا بازاروں میں داخلہ بند کر رکھا ہے..... تو پاکستان میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا۔

شہری پریشان نظر آتے ہیں۔ ملک کا ہر باشندہ پریشان اور خوف میں مبتلا ہوتا ہے ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ جب کہ ایران جیسے ملک میں جو کہ آئیڈیل شیعہ اسٹیٹ ہے وہاں تو کوئی بھی جھگڑا سننے میں نہیں آیا ہے؟ بار بار اس ملک میں جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟ یہاں کون سا اضافی امتیازی طریقہ ہے جو مذہبی فساد کا سبب بنتا ہے جو ایکشن کا ری ایکشن تو فطری عمل ہے۔ سنا ہے کہ ایران میں محرم الحرام کے دوران ماتمی جلوسوں کو روڈوں پر آنے کی اجازت نہیں ہے نہ ہی ان کو ٹریفک یا روڈ بلاک کرنے کی اجازت ہے۔ وہاں کوئی بھی ماتمی جلوس بازار بند نہیں کرواتا۔ مساجد کے سامنے سے کوئی بھی ماتمی جلوس نہیں گزرتا نہ ہی ان کو اجازت ہے۔ ایران کے سابق صدر رفسنجانی جب ہندوستان کے دورے پر گئے تھے تو اس وقت لکھنؤ شیعہ کمیونٹی کے سرکردہ افراد نے سوال کیا کہ ماتمی جلوس کو ایران میں روڈوں پر آنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟ تو سابقہ ایرانی صدر نے جواب دیا تھا کہ "یہ سوال آپ میرے ملک کے مذہبی پیشواؤں کے حوالے کریں"

تو اس کا صاف مطلب بھی یہ ہے کہ ایران میں حکمران ماتمی جلوسوں کو سڑک بلاک بازار بند کرانے اور دوسروں کے گھروں کے سامنے جا کر ماحول میں خلل کے اسباب پیدا نہیں کرنا چاہتے۔

> خنجر دار ماتمی جلوسوں کو امام باڑوں تک محدود کرنا فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمے کی طرف سب سے بڑی پیش قدمی ہوگی

ہم بھی اس ملک پاکستان میں غور و فکر کریں کہ یہ ایام اتنے بھاری کیوں ہوتے ہیں۔ قوم پریشانی اور تشویش میں مبتلا کیوں ہوتی ہے؟ پریشانی کا عالم ہر پیشانی پر کیوں ہوتا ہے؟ مولوی اپنی جگہ پریشان، مقرر اپنی جگہ پریشان، تاجر اپنی جگہ حیران و پریشان، چوکیدار اپنی جگہ پریشانی کے عالم میں مبتلا ہوتا ہے۔ منتظمین اپنی پریشانی میں سانس میں پھولے رہتے ہیں۔ راہگیر اپنی جگہ پریشان ہوتا ہے۔ دکاندار ملازمین اپنے خوف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پوری قوم میں ایک فکر پریشانی میں جکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ کروڑوں ڈالر قوم کے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ہر سال جوں کا توں رہتا ہے۔ اس مسئلے کے حل تک کوئی بھی پہنچ نہیں پاتا، قوم کو اس پریشانی سے نکالنے کے لئے کوئی سنجیدہ ضابطے کی طرف توجہ نہیں دیتا "ڈنگ ٹپاؤ" پالیسی سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ تاہم تین طبقہ بیان بازی میں مصروف ہوتا ہے، عملیت کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی تو پھر ہر سال اس طرح کی تشویش کا قوم میں پایا جانا فطری عمل ہے جب ہر میدان میں ترقی کی بات ہو رہی ہو تو پھر ہمیں ایک مرتبہ بحیثیت قوم ایک مضبوط پائیدار ضابطے کی طرف سوچنا ہوگا۔ دنیا میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کے بعد بھی مسائل ٹیبل ٹاک پر حل ہوئے۔ ضابطے بنانے کے بعد حل ہوئے۔ اصل حقیقت تک پہنچنے کے بعد حل ہوئے۔ تو پھر ہم بھی اصل حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ مسئلے کے حل کے لئے ٹیبل ٹاک تک پہنچیں۔ دلائل کے زور پر مسئلے کو حل کریں، قوی کے کمزور دلائل کی تفریق کریں۔ اس ملک سے ہمیشہ کے لئے، امن کو یقینی بنانے کیلئے ایک ضابطہ اخلاق بنائیں۔ ماضی میں بے سود کوششیں ہوئیں لیکن سنجیدہ عمل کے بغیر تمام کوششیں ناکام ہوئیں۔ پھر پوری سنجیدگی سے ایک مرتبہ پھر ضابطہ اخلاق بنائیں۔ سنا ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک مرتبہ پھر ایسی کوشش ہو رہی ہے۔ فریقین سے تجاویز طلب کر لی گئی ہیں۔ حکومتی شخصیات کی فریقین کے رہنماؤں

سے ملاقاتیں بھی ہوئی ہیں۔ مذہبی کمیٹی بنانے کے لئے ایک مرتبہ پھر کوشش ہو رہی ہے۔ تو اس کمیٹی کو چاہیے کہ اس ملک میں فرقہ وارانہ جھگڑے ختم کرانے کے لئے ایک جامع ضابطہ بنا کر اس پر عمل کروائیں۔ میری گزارش تو یہ ہوگی کہ جب تک اس ملک میں عبادت کو عبادت گاہوں تک محدود نہیں کیا جائے گا۔

یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی فریق بھی عبادت کرے تو شہر والوں، راستے والوں، دکانداروں، تاجروں، راہ گیروں کو کوئی پریشانی نہ ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ کبھی بھی مسئلہ نہیں رہے گا اگر کوئی شور شرابہ کسی کے کان تک نہ پہنچے تو کسی کی دل آزاری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔ تو کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ایرانی حکومت نے ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ملک میں ماتمی جلوسوں کو روڈوں پر آنے سے روک رکھا ہے۔ بازاروں کو بند کرانا روڈوں کو بلاک کرنے سے روکے رکھنا۔ اس ملک میں اکثریتی آبادی کے باوجود بھی روڈوں پر اجازت نہیں ہے۔ کبھی بھی سننے میں نہیں آیا کہ ایران میں مسلم شیعہ کشیدگی ہوئی ہو کوئی جھگڑا ہوا ہو اس کا صاف مطلب ہے کہ ماتمی جلوس اگر مذہب کا حصہ ہوتے تو ایرانی حکومت بھی ان کو روڈوں پر آنے دیتی۔ تو اس ملک میں بھی ایک جامع ضابطہ بنایا جائے کہ عبادت صرف عبادت گاہوں تک محدود ہو، اسپیکر کو سامعین تک محدود رکھا جائے۔ اذان کے اندر کسی کی دل آزاری والے کلمات نہ ہوں۔

اصل اسباب کو تلاش کئے بغیر اگر کوئی ضابطہ بن جاتا ہے تو وہ دیرپا ثابت نہیں ہوگا۔ موجودہ حکومت اگر مذہبی کمیٹی بنا کر فریقین کے چھپے ہوئے لے کر مسئلے کے حل کے لئے اسباب کی تلاش کرے اور پھر عملدرآمد یقینی طور پر بنائے تو ملک میں جاری جھگڑے میں کمی آسکتی ہے۔ اور پھر پائیدار حل کے لئے حکومت کو سنجیدہ ہو کر کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کرائے تو ملک میں شیعہ مسلم کشیدگی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ ہر مسئلے کا حل موجود ہوتا ہے۔ ایک ملک دوسرے ملک کا جب تک خیال رکھتا ہے تو دونوں ملکوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ ایک قوم جب دوسری قوم کا خیال رکھتی ہے تو قوموں میں کوئی کشیدگی نہیں ہوتی۔ جب ایک فریق دوسرے فریق کی حدود میں گھس جائے گا ان کا کوئی خیال نہیں رکھے گا تو یقینی صورتحال ہے کہ دونوں فریق آپس میں گتھم گتھا ہو سکتے ہیں۔ ہم بھی اس ملک میں ایک پائیدار ضابطہ اخلاق کے خواہاں ہیں۔ قوم اس ضابطے پر کاربند ضرور رہے گی۔ جب کہ حکمران اس مسئلے میں سنجیدگی کا رویہ اختیار کریں۔ پھر محرم الحرام میں ملک کا سربراہ پریشان ہوگا نہ حکومت کا سربراہ پریشان ہوگا۔ نہ فوج پریشان ہوگی نہ پولیس پریشان ہوگی۔ نہ افسران پریشان ہوں گے۔ نہ ہسپتالوں کے ڈاکٹر پریشان ہوں گے۔ نہ واپڈا کے ملازمین پریشان ہوں گے نہ ٹیلیفون کے ملازمین پریشان ہوں گے۔ نہ دکاندار و تاجر حضرات پریشان ہوں گے نہ مولوی پریشان ہوں گے نہ کوئی بھی فرد قوم کا پریشان ہوگا۔

(بقیہ: ماہنامہ ترجمان القرآن کے مدیر اعلیٰ کے نام)

جن کتابوں سے میں نے حوالہ جات دیئے ہیں اہل تشیع کے نزدیک اُن کی کیا حیثیت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: "اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی دو مرتبہ غائب ہوئے۔ پہلی غیبت صغریٰ 260 ہجری سے 329 ہجری تک تھی امام نے اپنے نائب مقرر کئے ہوئے تھے جو خدا کے قاری نازل شدہ احکام امام سے حاصل کرکے مومنین تک پہنچایا کرتے تھے۔ چنانچہ محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی کتاب اصول کافی امام کے احکام کے مطابق لکھی بعد میں امام نے اسے پڑھ کر مہر تصدیق ثبت کی کہ یہ کتاب مومنین کی ہدایت کیلئے کافی ہے۔ غیبت کبریٰ میں بھی اپنے نائب مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی مصنف جلاء العیون، حیات القلوب اور خمینی اپنے اپنے دور میں نائب امام رہے ہیں۔ اس طرح جلاء العیون، حیات القلوب، کشف الاسرار، اور الحکومت الاسلامیہ کو بھی وہی درجہ حاصل ہے۔ جو اصول کافی کو ہے۔ چونکہ ان کتابوں پر اُن کے امام کی تصدیق ہے۔ لہٰذا ان سے انکار کرنے والا اہل تشیع کے نزدیک بقول ان کے مسلمان (شیعہ) نہیں رہتا۔

آخری گزارش یہ ہے کہ جن اصحاب رسولؐ کے ذریعہ دین اسلام ہم تک پہنچا اہل تشیع بالاتفاق انہیں مرتد اور کافر کہیں امہات المومنین کے بارے میں بھی یہی رائے دیں۔ سوائے چار اصحاب سب مرتد ٹھہریں تو آپ خود بتائیں تو پھر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت زمین بوس نہیں ہو جاتی پھر سب کچھ مشکوک نہیں ٹھہرتا۔ براہ کرام خود فیصلہ فرمائیں اس سے بڑھ کر دین اسلام سے اور کون سی دشمنی ہوگی۔ اگر اہل تشیع کی تاریخ معلوم کرنی ہو تو پروفیسر زاہد حسین مرزا کی کتاب اہل حرم کے سومنات ضرور پڑھیں وہ بھی تنظیم اساتذہ کے رکن رہے ہیں۔

جناب مدیر اعلیٰ صاحب ماہنامہ ترجمان القرآن میرا یہ خط ضرور شائع فرمائیں تاکہ یہ رائے قائم ہو سکے کہ آپ کا ماہنامہ غیر جانبدار ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ صاحب مضمون کو یہ خط ضرور پڑھا دیں۔ مہربانی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے، حق لکھنے اور حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

العبد: سید خالد حسین شاہ رکن جموں و کشمیر تنظیم اساتذہ، ضلع مظفر آباد

تقریب نکاح

کراچی (نمائندہ خلافت راشدہ) سعید آباد بلدیہ ٹاؤن کراچی میں مولانا رحمت اللہ تونسوی کی تقریب نکاح منعقد ہوئی۔ کالعدم سپاہ صحابہؓ کے مرکزی سرپرست اعلیٰ علامہ علی شیر حیدری، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، انجینئر الیاس زبیر محمد فیاض، محمد زبیر و دیگر ذمہ داران نے شرکت کی۔ نکاح مسنونہ کے لوازمات علامہ علی شیر حیدری نے ادا کئے۔ اس موقع پر علامہ علی شیر حیدری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نکاح پیغمبرؐ کی سنت ہے۔ محبوب خداؐ نے نکاح کی تعلیم دی ہے جبکہ اسلام دشمن قوتیں جہیز کو رواج دے رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غمی و خوشی کے مواقع پر سیرت نبویؐ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے کہا کہ ہم عظمت صحابہؓ کے لئے کوشاں ہیں۔ انہوں نے خواتین پر زور دیتے ہوئے کہا کہ شعبہ خواتین کو فعال کرنا ضروری ہے۔ اس شعبہ میں بھی تحفظ ناموس صحابہؓ کی تحریک کو تیز کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ امہات المومنینؓ کی سیرت مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے مسلم خواتین اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دیں اور یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ نے کہا آقائے نامدار ربیع الاول کے ماہ میں دنیا میں تشریف لائے۔ یہ ماہ ہمیں پیغمبرؐ کی سیرت پر عمل کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کی تعلیمات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ نوجوان نسل کو اپنی توانائیاں عظمت صحابہؓ کے لئے وقف کر دینی چاہئیں۔ انجینئر الیاس زبیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا ناموس صحابہؓ کے لئے کام کرنے والے لوگ عظیم ہیں۔ کام کرنے والے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ کارکن کسی بھی جماعت کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ ہمارے قائدین بلا کے بہادر اور حوصلہ مند ہیں جو پوری تندہی کے ساتھ اپنے فرائض پورے کر رہے ہیں۔ اس موقع پر قاری عصمت اللہ تونسوی، بھائی عبدالفتح، شمس الرحمٰن، بزرگ حمید اللہ، محمد عارف، شاہ نواز، حافظ شاہد، مولانا عبدالملک، محمد طیب، محمد طاہر و دیگر بھی موجود تھے۔

ہمارا مشن نگر نگر

ترتیب: محمد احسان

❀ تربیتی نشست مسلم آباد.........

مسلم آباد (احسان الحق، حافظ ایوب) مولانا ریاض احمد کی سرپرستی میں ایک تربیتی نشست ہوئی جس میں مولانا محمود احمد، مولانا الفت زمان اور مولانا افتخار نیاز، مولانا محمد عمر طاہر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے ہی دشمنان اصحاب رسول کے غیر اسلامی ہتھکنڈوں کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔

❀ ختم نبوت و شہداء اسلام کانفرنس نوشہرہ......

کانفرنس کا آغاز قاری عبدالباسط کی تلاوت سے ہوا۔ سٹیج کو مولانا مجاہد خان الحسینی، میاں جمشید الدین کاکاخیل۔ جناب اصغر اقبال صدر انجمن تاجران نوشہرہ نے زینت بخشی مولانا محمد اسماعیل درویش، حکیم ابراہیم قاسمی ایم پی اے سرحد، شیخ الحدیث مولانا محمد قاسم اور جانشین مولانا محمد اعظم طارق شہید، مولانا محمد احمد لدھیانوی نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا مجاہد خان الحسینی نے دعا فرمائی۔ اس مبارک موقع پر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے قاری اعجاز احمد کی دستار بندی بھی فرمائی کانفرنس کے انتظامات کے لئے مولانا محمد اسعد۔ مولانا مراد علی خٹک، قیوم تھنگوی، اکرام، عبدالصبور، عبدالحمید، قاری رحیم ظاہر، ڈاکٹر شاہد اور قاری نور الاسلام قاسمی نے بہت محنت کی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے

❀ عظمت کتاب مبین کانفرنس کوٹ اسلام......

کبیر والا (مولوی سلیم اللہ) آٹھویں سالانہ عظمت کتاب مبین کانفرنس کا آغاز قاری رحمت اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری غلام عباس فاروقی تھے۔ للکار جھنگوی شہید مولانا مسعود الرحمن عثمانی، قائد پنجاب مولانا عبدالخالق رحمانی اور فخر علماء حق علامہ علی شیر حیدری نے خطاب فرمایا۔ دعا مدرسے کے مہتمم مولانا ریاض الحق نے کرائی۔

❀ عظمت اسلام کانفرنس ڈیرہ غازی خان......

ڈیرہ غازی خان (ایم اے مسعود تواز غازی) کانفرنس کا آغاز قاری عصمت اللہ تونسوی کی تلاوت سے ہوا۔ نعت تاقب برادران نے پیش کی۔ خطاب کیلئے مولانا رحمت اللہ تونسوی لاہور وکیل صحابہ مولانا اورنگ زیب فاروقی، للکار جھنگوی مولانا مسعود الرحمن عثمانی تشریف لائے۔ دعا پیر طریقت مولانا محمد نواز مدظلہ نے فرمائی۔

❀ عظمت اہل بیت کانفرنس بستی ڈگر والی......

تونسہ شریف (کرمت اللہ حیدری) کانفرنس کا انتظام منظور احمد حیدری کھتران نے کیا خطاب مولانا نذیر احمد قیصرانی، مولانا قاری محمد حیات، مولانا رحمت اللہ تونسوی نے فرمایا دعا ڈاکٹر طارق وسیم نے کرائی۔

❀ سید الشہداء امیر حمزہؓ کانفرنس پشاور......

پشاور (سید صالح شاہ فاروقی) عظیم الشان کانفرنس سے جانشین مولانا اعظم طارق شہیدؒ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی، شہزادہ اہلسنت حکیم محمد ابراہیم قاسمی ایم پی اے، فخر سرحد سید عنایت اللہ شاہ ہاشمی، مولانا محمد اسماعیل درویش، محمد اسلم فاروقی، کونسلر طارق حیدری، خلیفہ عبدالقیوم مدظلہ اور قاری محمد حنیف، حاجی غلام مصطفےٰ جدون، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں خطاب فرمایا۔ یہ کانفرنس پیر طریقت خلیفہ عبدالقیوم کی رقت انگیز دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

❀ قائدین کا دورہ تونسہ شریف.........

تونسہ شریف (نمائندہ خلافت راشدہ) قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے سانحہ ملتان میں شہید ہونے والے تونسہ شریف کے 10 شہداء کے گھروں میں جا کر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔ مولانا غلام یٰسین، حاجی یار محمد بھی دورہ میں ان کے ساتھ شریک تھے۔ اس موقع پر مولانا لدھیانوی نے صحافیوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے اور لیہار والی شہلائی، گاڈی، وڈا والی، غازی جنوبی ریتڑہ وادر بھی گئے۔

❀ گلشن شہداء ناموس صحابہ جھنگ......

جھنگ (محمد بلال) گلشن شہداء ناموس صحابہ جھنگ کا اجلاس قاری محمد منور عباس کی تلاوت سے شروع ہوا نعت اکبر علی نے پیش کی اور تقریر حافظ ناصر حسن نے فرمائی۔ اجلاس میں عمر فاروق جھنگوی۔ نور محمد۔ محمد شیراز اسد، ابو بکر صدیق، محمد افضل، محمد ممتاز، محمد عمران، عرفان حیدری اور دیگر کارکن شریک ہوئے۔

❀ ختم نبوت کانفرنس احمد پور سیال......

احمد پور سیال (قیصر ندیم نمائندہ خلافت راشدہ) کانفرنس کے انتظامات چوہدری ریاض احمد صاحب نے کئے خطاب جانی شورش ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، جانشین سفیر ختم نبوت صاحبزادہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور جانشین اعظم طارق شہید مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فرمایا اور رانا جہانزیب علی خان ناظم احمد پور سیال مہر محمد اقبال مرال، ناظم ملک عبدالرزاق کھوکھر کونسلر چوہدری فتح محمد میو کونسلر، محمد عارف بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔

❀ عظمت صحابہؓ و اہلبیت کانفرنس تعلقہ کوڈیجی خیر پور......

حسین آباد (حافظ عبدالماجد لاڑی) تعلقہ کوڈیجی میں عظمت صحابہ و اہلبیت کانفرنس میں علامہ علی شیر حیدری، حافظ قاری انصار حسین، علامہ عبدالکریم سری، مولانا بدرالدین الحسینی، مولانا امداد اللہ معاویہ، سید یرعلی شاہ مدظلہ، مولانا غلام قادر، رانا اسد اللہ عثمانی، مولانا عبدالرزاق حیدری نے خطاب فرمایا۔ جلسے سے قبل موٹر سائیکل ریلی نکالی گئی۔

❀ تحصیل پروآ کی سٹوڈنٹس باڈی......

سرپرست محمد عصمت اللہ اصلی۔ ناظم ملک امتیاز حسین پروآ۔ ناظم عمومی محمد الحسن الجوہر، ناظم تربیتی امور سید عبدالعزیز شاہ گنگلوری۔ ناظم مالیات ملک محمد ریاض بلوچ۔ ناظم دفتر محمد کاشف کھوکھر (رپورٹ مظاہر حسین صدیقی)

❀ شہادت فاروق و حسین کانفرنس کوٹلہ عرب علی خان......

قاری محمد طیب حیدری (کوٹلہ عرب علی خان نمائندہ) تیسری سالانہ شہادت فاروق و حسین کانفرنس کا آغاز حافظ محمد اسد اللہ بٹ کی تلاوت سے شروع ہوا۔ نعت رسول مقبول قاری حبیب اللہ بٹ صاحب نے پیش کی۔ قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی اور سابقہ شہید مجاہد سید امیر رضا شاہ وقتی نے خطابات سے عوام کو محظوظ کیا۔ بعض لوگوں کے بقول کوٹلہ عرب علی خان کی تاریخ میں اس سے بڑا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا۔ کانفرنس کی کامیابی پر قاری احسان الحق شاہ، مولانا محمد اسماعیل محمدی اور دیگر علماء کرام نے قاری محمد طیب حیدری کو مبارکباد دی۔

❀ تربیتی کنونشن سکھر

کالعدم ملت اسلامیہ کے کنوینر قائد محترم مولانا محمد احمد لدھیانوی کے سندھ کے دورہ کا پہلا تربیتی پروگرام 28 مارچ بعد از نماز ظہر جامعہ محمد قاسم مسجد سکھر میں منعقد ہوا۔

جس میں مہمان خصوصی قائد اہلسنت مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی، مرکزی رہنما سید السادات سائیں سید پیر یل شاہ بخاری اور قائد سندھ حضرت مولانا بدر الدین حسینی تھے۔ یہ کنونشن صوبائی نائب صدر حافظ محمد رمضان نعمانی اور جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرزاق حیدری کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری عطاء اللہ رحمانی نے انجام دیئے۔ مشن جھنگوی سے وابستہ بچہ عاقل اور معزی۔ صالح بٹ۔ کندھرا اور سکھر کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ کنونشن سے صوبہ سندھ کے صدر حضرت مولانا بدر الدین حسینی نے کہا کہ عظمت صحابہؓ کی تحریک جاری رہے گی اس دینی تحریک کو طاقت یا تشدد کے ذریعے روکا نہیں جا سکتا اور ہماری یہ آئینی تحریک انشاء اللہ پایہ تکمیل تک پہنچ کر رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ سلطان پور واقعہ کے نامزد ملزمان رسول بخش جونیجو۔ حاکم ساسٹر اور دیگر نے صحابہ کرامؓ کی گستاخی کرکے پوری امت مسلمہ کے جذبات مجروح کئے۔ ایسے مجرموں کو پولیس نے گرفتار کرنے کی بجائے ہمارے ساتھیوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرکے جانبدارانہ کردار ادا کیا ہے۔ جسکی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

اس کے بعد قائد محترم جانشین اعظم طارق شہیدؒ حضرت علامہ محمد احمد لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ کا دفاع کرنا ہر مسلمان کا بنیادی، قانونی حق اور ایمانی فریضہ ہے۔ جس سے کوئی بھی مسلمان غافل نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین علماء امت کی سرپرستی اور دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اور ان شاء اللہ ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے اور ہم اپنے مشن پر مضبوط دلائل کے انبار رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہر محاذ پر سرخرو ہوئے ہیں اور ہمارے مخالفین نے ہمیشہ راہ فرار اختیار کی ہے اب بھی حکومت کی طرف سے ''شیعہ سنی'' مسئلہ کے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں کا خیر مقدم کرتے ہیں اور قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ علی شیر حیدری کی قیادت میں بات چیت کے لئے تیار ہیں کہ سابقہ تقوی ماضی کی طرح اس مرتبہ بھی نہیں آئے گا۔ تربیتی کنونشن سے صوبائی رہنما، حافظ محمد رمضان نعمانی مولانا عبدالحمید القاسمی آف صادق آباد، مولانا عبدالرزاق حیدری، مولانا ثناء اللہ عثمانی، مولانا امداد اللہ معاویہ مولانا عبدالخالق چاچڑ، مولانا سیف اللہ صدیقی نے بھی خطاب کیا۔

بعد ازاں دورہ سندھ کے بعد پنجاب جاتے ہوئے قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ علی شیر حیدری اور قائد محترم حضرت علامہ محمد احمد لدھیانوی بچہ عاقل تشریف لائے اگلے ہمراہ قائد سندھ بدر الدین حسینی بھی تھے۔ ساتھی کے قریب بچہ عاقل کے رہنما مولانا امداد اللہ معاویہ۔ مولانا سیف اللہ صدیقی، مولانا عبدالخالق چاچڑ، مولانا اعجاز قاضی نے علماء اور کارکنوں کے ساتھ بڑی تعداد میں استقبال کیا۔ قائدین نے یونین کونسل ساتھی کے نائب ناظم و عالم مولانا سید احمد مرحوم کے لواحقین سے تعزیت کی اور پھر یہ قافلہ سندھ کی عظیم و قدیم درگاہ ہالیجی شریف پہنچا جہاں سجادہ نشین مولانا عبدالجبار جامیؔ کے بھائی کے انتقال اور فیض محمد جامی سے انکی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کی۔ محمد ایوب بھیو کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے قائد محترم علامہ محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ہم خطرات اور حالات سے خوفزدہ یا گھبرا کر مشن چھوڑنے والے نہیں ہیں اور ہماری جماعت کے ہر کارکن کا حوصلہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط اور بلند ہے۔ جنہوں نے حق وصداقت کی خاطر لازوال قربانیوں کی سنہری تاریخ رقم کرکے اپنے اکابرین و اسلاف کے شاندار ماضی کو زندہ کیا ہے انہوں نے اپنے دورہ سندھ کے بارے میں کہا کہ میرا دورہ سندھ بڑا کامیاب رہا اور پروگرام میں کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور وہی جوش وجذبہ نظر آیا جو پابندی سے پہلے تھا اور پورے دورہ کے دوران مجھے یہ احساس بھی نہیں ہوا کہ ہماری جماعت کالعدم ہے سلطان پور واقعہ کے حوالے سے کہا صحابہ کرامؓ اسلام کی اساس ہیں ہم مرتے دم تک صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کا دفاع کریں گے۔ اس کے لئے چاہے جیل آئے ہتھکڑی وبیڑی آئے بموں کے دھماکے آئیں برداشت کرلیں گے مگر صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ لہذا حکومت اس واقعہ میں ملوث ملعون گستاخ صحابہؓ رسول بخش جونیجو کو ساتھیوں سمیت قرار واقعی سرعام سزا دے۔ ورنہ ان کیخلاف ملک گیر سطح پر تحریک چلائی جائے گی۔

❀ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کا دورہ

اسلام آباد...... حضرت مولانا صداقت علی حضرت مولانا ضیاء الدین قریشی کی خصوصی دعوت پر امیر عزیمت ای سیون اسلام آباد کی شوریٰ اور عاملہ کے اراکین سے حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ نے ملاقات کی اور تربیتی گفتگو کی اور آخر میں کہا کہ کسی بھی انقلابی تحریک کے مقاصد کے حصول اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چار چیزوں کا ہونا اشد ضروری ہے۔ وحدت فکر، نصب العین۔ صف بندی۔ قوت نافذہ پہلی دو چیزیں تو ہمارے پاس موجود ہیں البتہ صف بندی پھر قوت نافذہ کے لئے ہمیں جہد مسلسل کرنا ہو گی اس کے بعد آپ نے تربیت پر روشنی ڈالی۔

علی الصبح شہید اسلام مولانا عبداللہ شہیدؒ کے مزار پر حاضری دی جامعہ فریدیہ کے اساتذہ و منتظمین سے ملاقات کی اور پندرہ روزہ ''صدائے شہیدؒ'' کے مدیر عبدالرحمٰن گجراتی کو مولانا عبداللہ شہیدؒ کے حوالے سے خصوصی انٹرویو دیا اور کارکنان کو حضرت شہید کی ملی اور دینی خدمات بتائیں اور کہا کہ ہمارے کارکنوں اور قائدین کے لئے شہید اسلام جیسا مشفق انسان میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

گلگت کے ایم این اے جناب عنایت اللہ خان نے ایک وفد کی صورت میں ملاقات کی جس میں مولانا صلاح الدین، مولانا قاری انور، جمعیت اہلسنت سکردو شامل تھے۔ سکردو میں شیعہ کی طرف سے ہونے والے مظالم اور حکومتی عدم توجہی کی تفصیلات سے حافظ احمد بخش کو آگاہ کیا گیا اور جلائے جانے والی مساجد مدارس اور کاروباری مراکز پر دلی دکھ اور گہرے غم کا اظہار کیا۔ آخر میں وفد نے حضرت کو گلگت سکردو کے خصوصی دورے کی دعوت دی جس کو انہوں نے قبول کر لیا۔

بعد نماز ظہر کشمیر کے ذمہ داران مولانا شفیق مولانا ادریس مولانا عبدالبصیر مولانا خالد نے ملاقات کی اور کشمیر کے امور پر تفصیلاً گفتگو کی اور ماہ جون میں کشمیر آنے کی دعوت بھی دی اور بتایا کہ کشمیری ساتھی بڑی شدت سے آپ کے منتظر ہیں۔ بعد نماز مغرب تیرھویں سالانہ پیغمبر اسلام کانفرنس کراچی کمپنی اسلام آباد سے خطاب کیا اور کہا کہ آج سے تیرہ سال قبل جب ہم جیل گئے تھے تو صرف جھنگوی اور فاروقی کا مزار چھوڑ کر گئے تھے۔ مگر آج واپسی پر وہ قبرستان شہداء سے بھر چکا ہے پھر بھی ہم نے راستہ چھوڑا نہیں اور میں کارکنوں کو کہتا ہوں کہ وہ علامہ فاروقی شہیدؒ اور مولانا اعظم طارق شہید کی شہادت پر مایوس نہ ہوں اور دشمن خوش نہ ہوں میرے خون کا آخری قطرہ مشن جھنگوی کیلئے وقف ہے۔

اگلی صبح مولانا یعقوب طارق قاری عزیز الرحمٰن کی خصوصی دعوت پر جامعہ محمدیہ اسلام آباد پہنچے وہاں حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی سے ملاقات کی۔ علماء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج کا طالب علم مستقبل کا راہنما ہے لہذا طلباء کو علمی میدان میں محنت شاقہ کرنا ہے تاکہ وہ ملی قوم کی رہنمائی اور اصحاب رسولؐ کے دشمن کا تعاقب بھرپور انداز میں کرسکیں۔ نماز جمعہ کے بعد امیر عزیمت یونٹ ای سیون کے مایہ ناز کارکن عثمان احمد عباسی کی عیادت کی اور طویل علالت کے باوجود ان کے صبر اور ہمت کو سراہا پھر امیر ناموس صحابہ حافظ نصیر چوہدری کے بیٹے محمد عثمان سے ملاقات کی۔ (بقیہ صفحہ 50 پر دیکھیں)

ایڈیٹر کی ڈاک

❁ بہاولپور سے محمد شہزاد نے سیدنا عثمان غنیؓ کی شان میں نظم روانہ کی لیکن شاعر کا نام اور حوالہ نہیں لکھا۔

❁ قصور آباد بھلوال ضلع سرگودھا سے محمد صفدر قصور آبادی نے مجلس عمل کے مسلم قائدین کے نام ایک پیغام بھیجا ہے جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ ان کی طرف سے صحابہ دشمنوں کے ساتھ اتحاد سے ''تحفظ ناموس صحابہؓ'' کی تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ انہیں اس اتحاد پر نظرثانی کرنی چاہیے۔

❁ جھنگ سے محمد فاروق مجید، عثمان مجید اور صدیق مجید نے انتہائی خوبصورت نظم پنجابی زبان میں ارسال فرمائی ہے۔

❁ صادق آباد سے انس عمران طاہر نے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی یاد میں خوبصورت نظم روانہ فرمائی ہے۔ جو حق نواز شہید نمبر میں شائع کی جائے گی۔

❁ ظاہر پیر رحیم یار خان سے حافظ ارشاد احمد دیوبندی ناظم افضل حق لائبریری اپنے جذبات کا اظہار خوبصورت نظم میں فرماتے ہیں:

اس دور تشدد میں ہے انصاف کا در بند
لب بند زباں بند قلم بند نظر بند
کل تھی غیروں کی غلامی آج اپنوں کے غلام
اب اپنا ہی ساقی دے رہا ہے تلخ جام
کل اسیری تھی مگر آنسو بہالیتے تھے ہم
آج رونا بھی جرم ہے اللہ رے یہ جور وستم
کل دیا تھا سہارے کے لئے جن کو لہو
ان کے ہاتھوں لٹ رہی ہے آج اپنی آبرو
گل ہے اپنا، اپنا گلشن ہے اور اپنا باغباں
پھر بھی اپنے کو نہیں ملتا چمن میں آشیاں
اگر کچھ سچ کہتا ہوں تو سزا الفت کا جاتا ہے
اگر خاموش رہتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے

❁ اسلام آباد سے محمد منیب طارق نے ''کاروان جھنگوی کو یونہی رواں رکھنا'' کے خوبصورت عنوان سے نظم روانہ کی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ آپ اپنی نظم کسی اچھے شاعر سے چیک کروالیں۔

❁ لوہرے سیالکوٹ سے ظاہر علی صدیقی نے خوبصورت نظم بھیجی ہے لیکن شاعر کا نام اور حوالہ نہیں دیا۔

❁ علووالی تحصیل میانوالی سے محمد امان ارائیں نے مولانا محمد اعظم طارق شہید کی یاد میں خوبصورت نظم میں اپنے جذبات کا اظہار کیا اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے۔ انہوں نے نظم کی اصلاح کرنے کیلئے بھی کہا ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ آپ کسی اچھے شاعر سے نظم چیک کروا کر ارسال کریں۔

❁ جامعہ فریدیہ اسلام آباد سے ڈاکٹر معظم شاہ کی طرف سے ''پیام جرنیل ملت اسلامیہ'' کے عنوان سے نظم موصول ہوئی ہے۔ جو شائع ہونے سے پہلے اصلاح کی طلبگار ہے۔

❁ اٹک سے جنت اقبال بھوروی نے شاہد جھنگوی کا کلام مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی شان میں ارسال کیا ہے۔ ہم کسی شاعر کی اجازت کے بغیر اس کا کلام شائع نہیں کرتے ہیں۔

❁ ڈیرہ غازی خان سے محمد نجم الحسن گرائی نے ''گلہائے عقیدت'' کے عنوان سے حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں کسی نامعلوم شاعر کا کلام ارسال کیا ہے۔

❁ شاہ پور حیدر سے حافظ عبداللطیف نے اپنے جذبات کا اظہار مولانا اعظم طارق شہید کی یاد میں نظم کی صورت میں کیا ہے۔ جو کسی اچھے شاعر سے اصلاح کی متقاضی ہے۔

❁ ضیاء الاسلام سرگودھا سے عبدالباسط عثانی نے حاجی عطاء اللہ بڑی وڑ شریف ضلع خوشاب کی خوبصورت پنجابی نظم ارسال فرمائی ہے۔ اگر یہ نظم اردو زبان میں ہوتی تو ضرور شائع کرتے۔

❁ ملتانی تونسہ سے ایاز احمد انجم نے شاعر محمد قاسم اعوان احمد پور شرقیہ کی خوبصورت نظم ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' کے عنوان پر روانہ کی ہے۔

❁ رکن پور رحیم یار خان سے محمد اختر صدیقی حضرت مولانا عبدالغفور ندیم کراچی کے نام سے نظم برائے اشاعت روانہ فرمائی ہے اور ساتھ لکھا ہے کہ اس کی نوک پلک خود سنوار لینا۔ ہم ایسا نہیں کرتے۔

❁ جناح کالونی بہاولنگر سے محمد عارف حبیب نے ''سرخ مہندی لگا کے آیا ہوں'' کے عنوان سے نامعلوم شاعر کی نظم ارسال کی ہے۔

❁ پاکستان نیوی ڈالیا کراچی سے قصیر احمد بلوچ نے خلفاء راشدین وصحابہ کو گالیاں دینے والوں کے انجام بد پر خوبصورت تحریر روانہ کی ہے۔

❁ عتیق الرحمٰن فاروقی نے ''حقیقت مودودیت'' کے عنوان سے تحریر روانہ کی ہے۔ آئندہ کسی شمارے میں شائع کی جائے گی۔

❁ خانیوال سے صابر حسین لکھتے ہیں جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ کیا ہے۔ بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ رسالہ خلافت راشدہ کا مطالعہ باقاعدگی سے کے ساتھ کرتے رہیں جب بھی کوئی پروگرام بنے گا تو ضرور شائع کردیا جائے گا۔

❁ تلہ گنگ سے شعیب ندیم لکھتے ہیں پہلی مرتبہ خلافت راشدہ میں نظم بھیج رہا ہوں۔ میرے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اسے ضرور شائع کریں۔

محترم بھائی ہم پہلے بھی کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ ہم یہاں پر کسی تحریر یا نظم کی اصلاح نہیں کرتے بلکہ معیاری اور اصلاح شدہ تحریریں ہی شائع کرتے ہیں، آپ اپنے جذبات کی کسی اچھے شاعر سے اصلاح کروا کر روانہ فرمائیں گے تو وہ ضرور شائع ہوں گے۔

❁ کوثر پروسیسنگ طرجہ اتوال روڈ، کھرڑ دیانوالہ ضلع فیصل آباد سے محمد جاوید اختر سلطانی لکھتے ہیں:

''ان دنوں بہت پریشان ہوں کیونکہ میرے پیارے وطن پاک کی سرزمین کے باسی اہل مغرب کے شیطانی جال میں بری طرح پھنس رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہیں ہم نے اپنا محاسبہ نہ کیا تو ہم پھر دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔ فحاشی، عریانی اور بے ہودگی کے خلاف جہاد کرنا اپنے دائرے میں رہ کر ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی کے لئے بندہ ناچیز ایک تحریر ''یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے'' لکھی ہے۔ شائع فرمائیں۔

☆ محترم بھائی آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں یقیناً امت مسلمہ کو فحاشی وعریانی اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ اتنے بڑے مسئلے کے لئے صرف مضامین کی نہیں عملی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کی تیاری فرمائیں۔ خداوند کریم آپ کے جذبات میں عافیت کے ساتھ برکت نصیب فرمائیں۔

(بقیہ صفحہ 50 پر)

بزمِ قارئین

مرتب: اعظم حسین فاروقی

☆ جرنیل ملت اسلامیہ علامہ محمد اعظم طارق شہیدؒ کی شہادت کے بعد ان کے برادر مولانا محمد عالم طارق اور ملت اسلامیہ کی قیادت میں پیدا ہونے والے اختلاف کے حسن خاتمہ کی خبر تمام ملت اسلامیہ بالخصوص اسیران ناموس صحابہؓ کے لئے ہزاروں خوشیوں کی نوید لائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اختلاف کا خاتمہ اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کی جس قدر ضرورت ہے اس کا انکار ممکن نہیں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ کی دور اندیش قیادت اور جانشین جرنیل، مولانا احمد لدھیانوی مدظلہ کی بے باکانہ پالیسیوں نے تو کارکنوں کے دل جیت ہی لئے تھے اب مولانا محمد عالم طارق مدظلہ نے جماعت کی قیادت پر اظہار اعتماد کر کے جس محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے اس سے نظریاتی کارکنوں اور اسیران، پوری قیادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ حافظ نصیر احمد چوہدری
(سابق مرکزی سالار سپاہ صحابہؓ پاکستان (قیدی سزائے موت) اڈیالہ جیل راولپنڈی)

☆ چار سال سے خلافت راشدہ کے قاری ہیں بہت شدت سے ان کا انتظار رہتا ہے لیکن ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ خلافت راشدہ ہمارے علاقہ میں بہت دیر سے ملتا ہے اس بات کا اندازہ آپ خود لگا لیں کہ آج مورخہ 22/4/05 تک ہمارے علاقہ ڈی آئی خان میں رسالہ نہیں پہنچا لہٰذا مہربانی فرما کر جلد از جلد رسالے کی ترسیل کا بندوبست فرمائیں اور ساتھ ساتھ خلافت راشدہ ہر ماہ گھر پہنچے اس کیلئے تفصیل لکھ دیں۔ (قاری احسان اللہ فاروقی، محمد حنیف رحمانی، محمد اقبال معاویہ مریالی)

☆ خلافت راشدہ کے ہر شمارے میں علماء دیو بند علماء اہلحدیث علماء بریلوی کے فتاویٰ جات شائع کیا کریں۔
(منیب حسن صدیقی شکر گڑھ)

☆ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ مولانا عالم طارق برادر محترم حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ پہلے میں انہیں مولوی بھی نہیں سمجھتا تھا۔ لیکن جب انہوں نے جماعت میں شرکت کا اعلان کیا اب تو میری جان بھی ان پر قربان ہے۔ ہمیں حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی ذات سے محبت صرف مشن کی وجہ سے ہے۔ جب سے اعظم طارق شہید ہوئے ہیں۔ میں اپنے آپ کو یتیم خیال کرتا ہوں۔ اگرچہ حقیقی والد زندہ ہیں۔ لیکن وہ ہمارے روحانی والد تھے اور روحانی والد کا صدمہ حقیقی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ (آمین) (سرائیکی شاعر: قاری عبدالرحمٰن عابد موضع فتح خلیل ڈیرہ اسماعیل خان)

☆ ہم فخر کرتے ہیں خلافت راشدہ ہر مہینے صحابہؓ عظمت کو سورج کی طرح چمکاتا ہے پرندوں کی طرح چہکاتا ہے ہواؤں اور بہاروں کی طرح مہکاتا پانی کی موجوں کی طرح گنگناتا آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتا زبانوں کو شیرینی سکھاتا ایمان کو تازگی دیتا ذہنوں کو پاکیزگی عطا کرتا۔ یہ ورور کی ٹھوکریں اور چار سو ظلم، لوٹ آئے خلافت راشدہ چاہتے رہیں ہم۔ مولانا اورنگزیب فاروقی کا انٹرویو شائع کریں۔ (قاری سیف اللہ فاروقی، مطیع الرحمٰن قاسمی، قاری جعفر طیار، قاری شریف الدین حیدری، پتہ نمبر کاکشال گل ورہ چوک پشاور۔)

☆ ابھی آپکی شہادت عظیم کے زخم تازہ تھے کہ اعظم طارق شہید کے فرزند بدر اعظم کی وفات کی خبر سنی ہمارے لئے ایک پہاڑ سے کم نہ تھی اے بدر اعظم تیری وفات سے دل کو بہت دلی طور پر دکھ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون کا ہے کہ جو دنیا پر آیا ہے اسکو دنیا سے جانا ہے اے میرے اللہ میرے شہید قائد کے بیٹے کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ورثاء بدر اعظم: محمد معاویہ اور مولانا عالم طارق علی حیدری اور میرے قائد شہید کے گھر والوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما۔ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔
(مہر مولوی سیف الرحمٰن سپرا جھنگوی)

☆ میں مبارکباد دیتا ہوں مولانا عالم طارق سمیت اہالیان جھنگ کو انہوں نے منافقین کی سازش کو بے نقاب کر کے دوبارہ قائد ملت اسلامیہ علی شیر حیدری مدظلہ العالی اور جرنیل ملت اسلامیہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر دوبارہ کفر کے بین الاقوامی فتنہ کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ اصل ناراضگی بڑوں کی اور اصل صلح بھی بڑوں کی ہوتی ہے اس وجہ سے مشن جھنگوی کا ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے مشن جھنگوی سے وابستہ ہر غیرت مند مسلمان سے درخواست کروں گا کہ ہمیں بھی بڑوں کی طرح اصحاب رسول کی سیرت کو اپناتے ہوئے آپس کے ذاتی اختلافات وانتشار اور گروپ بندیاں ختم کر کے قائدین ملت اسلامیہ کی قیادت میں اپنی منزل کی جانب بڑھنا چاہیے اور دشمن کو اپنی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ کر شجر سے امید بہار رکھ
فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

(محمد عرفان فاروق (چھو))

☆ آپ نے اتنے مشکل ترین زمانہ میں بھی ہمیں اپنے محبوب ترین رسالے خلافت راشدہ سے محروم نہیں ہونے دیا میں ابھی چھوٹا سا لڑکا ہوں اور ایک مدرسہ جامعہ عثمانیہ کا طالب علم ہوں 20 پارے میں نے حفظ کر لئے ہیں اور آپ لوگ دعا کریں اللہ پاک مجھ جیسے گناہگار کو بہت جلد اپنے قرآن پاک کا حافظ بنائے۔ مجھے سپاہ صحابہؓ اور مولانا اعظم طارق شہیدؒ سے بھی بہت محبت ہے۔
(خادم بلال ربطہ تونسہ)

☆ صرف افراد ہی نہیں اس ملک میں مشرف کی وردی اتروانے کی قوالی گانے والی مذہبی جماعتیں بھی گستاخ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ووٹ کے لالچ میں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کئی جتن کریں گی۔ یہ لوگ کچھ بھی کریں گے یقیناً شیعہ کے ووٹ سے ہمیشہ محروم رہیں گے۔ (لطیف اللہ خان منگل موچھ میانوالی)

☆ ماہ مارچ کا رسالہ جب ہاتھ میں آیا بہت خوشی ہوئی ٹائٹل اور خوب صورتی دیکھ کر خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا اس لئے کچھ ٹوٹی پھوٹی باتیں لکھ رہے ہیں۔ رسالہ میں مسائل کے حل کا مستقل سلسلہ شروع کیا جائے تاریخ کے حوالہ سے بھی قارئین کی رہنمائی کی ضرورت ہے مولانا محمد عالم طارق صاحب نے غیر مشروط جماعت میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے تو یہ ہمارے اور ہماری جماعت کے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ (قاری محمد نثار صدیقی، قاری بابر حسین قادری، فرید احمد قادری، فدا محمد، قاری شیراز بھائی، محمد صابر مدرسہ انوار القرآن ملہ شیشہ گاؤں) ہماری طرف سے قائدین جماعت اور ادارہ اشاعت المعارف کے تمام ذمہ داروں کو سلام قبول ہو۔ (محمد عمر نثار۔ حریف نثار ہیہ گلہ مانسہرہ)

☆ میں نے ایک خط لکھا حکیم ابراہیم قاسمی M.P.A صوبہ سرحد کے نام بھیجا آپ نے اس کو قاسمی تک پہنچایا ہے۔
(محمد عون گورائیہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ)

☆ رسالے کا ٹائٹل دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی لیکن جب رسالے کو بائیں جانب الٹایا تو ایک دفعہ پھر خوشیوں کی انتہا

دری کہ اللہ تعالیٰ نے سرو قلندر شیر اسلام جرنیل سپاہ صحابہؓ جبل استقامت حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے بھائی ثانی اعظم طارق حضرت مولانا محمد عالم طارق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پھر ان لوگوں کیساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمادی کہ جن لوگوں نے گولیوں، ہتھکڑیوں، بیڑیوں جیلوں بموں کے دھماکوں کا سامنا کر کے اور تختہ دار پر چڑھ کر صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کر دی۔ ہماری دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے موجودہ قائدین کو ملکر اتفاق محبت اور الفت کیساتھ اپنے پیارے قائدین جھنگوی، ایثار، فاروقی "و اعظم کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(قمیر عباس تحصیل وضلع اٹک گاؤں دھوک تریٹھی)

☆ آپ نے جو قائدین کے انٹرویو کا سلسلہ جاری کیا ہے اسکے ہم بہت شکر گزار ہیں۔ ہم مولانا اعظم طارق شہیدؒ کے بھائی مولانا عالم طارق کو سپاہ صحابہؓ میں شمولیت کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جس طرح مولانا اعظم طارق شہیدؒ نے تحفظ ناموس صحابہؓ اور مشن جھنگوی کے لئے اپنی جان نچھاور کر دی اور آخری دم تک اپنے موقف اور مشن پر ڈٹے رہے اسی طرح مولانا محمد عالم طارق اعظم طارق شہیدؒ کے نقش قدم پر چلیں گے اور اپنے قائدین مولانا علی شیر حیدری اور مولانا احمد لدھیانوی کے شانہ بشانہ چلیں گے۔ مولانا محمد مکی عباسی، خلیفہ عبدالقیوم صاحب کا انٹرویو جلد از جلد شائع کریں ہم شدت کے ساتھ انتظار کریں گے۔

(محمد نذیر حیدری، محمد بلال خٹک شکر درہ ضلع کوہاٹ)

☆ خلافت راشدہ رسالہ میں دو تین صفحے خواتین اسلام کے نام پر شائع کریں۔ (اللہ بخش فاروقی سبھ کوہلو)

قارئین حضرات سے گزارش ہے کہ یہ رسالہ اپنی مسجدوں میں رکھیں اور مدرسہ، سکول کے طلباء و اساتذہ کرام کو ہدیہ دیا کریں یا اپنے مردوں کے ایصال ثواب کے لئے تقسیم کریں میں نے رسالہ کا فائدہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (حاجی عبدالستار کوہلو)

☆ رسالہ میں خاص کر مولانا ارشاد احمد دیوبندی کا انٹرویو بہت پسند آیا اور ان کے کھری کھری باتوں سے دل کو بہت تسلی ہوئی اگلے شمارے میں مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی کا انٹرویو ضرور شائع کریں ایک شکایت ہے کہ بسا اوقات خلافت راشدہ دیر سے ملتا ہے۔

(سید عبدالباری کوہلو بلوچستان)

☆ مولانا عالم طارق صاحب کی بات: جو شخص قائدین کا فیصلہ نہ مانے وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ پڑھ کر دل خوش ہوا۔ ہم مولانا عالم طارق کو جماعت میں شامل ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ سپاہ صحابہؓ کے ہر کارکن کو چاہیے کہ وہ قائدین کے فیصلوں کا احترام کریں۔ ہمارے علاقے میں خلافت راشدہ کے قارئین کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ خاص وجہ نہایت ہی کم ہدیہ میں معیاری معلوماتی اور صحابہ کرامؓ کے خوشبو سے معطر رسالہ پڑھنے کو مل رہا ہے۔ اس دفعہ بھی رسالہ کے تمام سلسلے اچھے تھے خاص کر ابراہیم قاسمی صاحب کی دلیرانہ باتیں پڑھ کر دل خوش ہوا ہم خلافت راشدہ کی ٹیم سے درخواست کرتے ہیں کہ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی صاحب کا انٹرویو ضرور شائع کریں۔ ہمیں خلافت راشدہ کے ٹیم سے صرف یہی ایک شکوہ ہے کہ قارئین کی اتنی زیادہ تعداد میں پرزور فرمائش کے باوجود آپ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی کا انٹرویو شائع نہیں کرتے آخر ایسی کونسی مجبوری ہے کہ آپ مولانا صاحب کا انٹرویو شائع نہیں کرتے۔ ضرور بتادیں۔ (محمد نور معاویہ، محمد حارث فاروقی، عجب گل صدیقی، کوہلو بلوچستان)

محترم قارئین: مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی سے انٹرویو کے لئے چیف ایڈیٹر صاحب نے رابطہ کیا تھا لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔

☆ مولانا محمد عالم طارق کی قافلہ حق میں غیر مشروط شمولیت قائدین سپاہ صحابہؓ کی بصیرت اور صبر کا نتیجہ ہے جس میں ہم قائدین سپاہ صحابہؓ اور ملک بھر کے غیور سنی عوام کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بشارت صحابہ کرامؓ کی حقانیت کا حیرت انگیز واقعہ پڑھ کر آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔ یہ یقیناً اصحابؓ محمدؐ کی حقانیت کی بین دلیل ہے۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ پر لکھا گیا مضمون خودداری کی قابل تقلید مثال اپنی مثال آپ تھا۔ (قاری عبدالستار معاویہ کھانی۔ خلیل الرحمٰن درویش۔ سعید آباد کراچی)

☆ حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے بھائی مولانا محمد عالم طارق مدظلہ کی جھنگوی شہیدؒ کے قافلہ میں باضابطہ شمولیت پر حویلی بادہ کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ (محمد محسن فاروقی، محمد آصف جھنگوی، حاجی ظفر اقبال، حاجی قمر منیر احمد، مدرسہ جامعہ فاروقیہ بھوآنہ۔ ساجد حسین ٹیلر ماسٹر، میاں جہانگیر احمد بادہ، میاں رمضان اللہ بادہ، آف حویلی بادہ، میاں عتیق الرحمٰن بادہ)

☆ مارچ کا رسالہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی خصوصاً مولانا محمد عالم طارق کی باقاعدہ شمولیت اور حافظ ارشاد احمد دیوبندی کا انٹرویو بہت پسند آیا اور شہزادہ اہلسنت حکیم محمد ابراہیم قاسمی کا 8 محرم الحرام کو وزیراعلیٰ ہاؤس میں خطاب بہت پسند آیا اور قائد اہلسنت علامہ علی شیر حیدری کا انٹرویو اور قائد طلباء حافظ اقرار احمد عباسی کا انٹرویو شائع کریں۔

(عبدالرشید فاروقی کزگی ضلع خضدار بلوچستان)

☆ الحمدللہ خلافت راشدہ مسلمانوں میں بیداری کا سبب بن رہا ہے جنوری 2005ء کے پرچہ میں مولانا عبدالغفور جھنگوی کا انٹرویو بہت پسند آیا فروری کے پرچہ میں حضرت مولانا محمد عالم طارق مدظلہ صاحب کا معذرت نامہ پڑھ کر بیحد خوشی ہوئی اب جھنگ والوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ قائدین کو جھنگ کے لئے دعوت دیں اور آپس میں شیر و شکر ہو جائیں۔

(حافظ محمد نواز سرکی ٹل سندھ ضلع جیکب آباد)

☆ خلافت راشدہ ویلفیئر ٹرسٹ ادارے پورے ملک میں قائم کریں باقی ہمارے علاقے کے تمام کارکن مولانا محمد عالم طارق اور جماعت میں باقاعدہ شامل ہونے پر بہت خوش ہیں۔ (قاری محمد داؤد عثمانی مجلس سرگودھا)

☆ سپاہ صحابہؓ کے مرکزی رہنما ڈاکٹر ہارون القاسمی شہید کی شہادت پر گہرا دکھ اور افسوس ہوا ہم ان کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہیں اور یہ کھلم کھلا دہشت گردی ہے حکومت مخالف فرقے کی ظالمانہ کاروائی کو روکے ہم حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مولانا اعظم طارق شہیدؒ اور مولانا ڈاکٹر ہارون القاسمی شہیدؒ اور دیگر شہداء ناموس صحابہؓ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سزائے موت دی جائے۔

(محمد نذیر حیدری، محمد بلال خٹک۔ شکر درہ)

☆ ہم خلافت راشدہ بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔
حافظ محمد جان، محمد ارشد۔ میرپور خاص سندھ

☆ انتظامیہ سے گذارش ہے کہ امام اہلسنت تصویر بخاری حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری صاحب مدظلہ نگار جھنگوی شہیدؒ تصویر اعظم طارق شہیدؒ شعیت کے لئے تلوار بے نیام مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی ان کے علاوہ ولی کامل حضرت مولانا خلیفہ عبدالقیوم صاحب آف صوبہ سرحد کا انٹرویو ضرور شائع کریں۔

شاہد عمران محسن، احمد وقاص یوسال۔ منڈی بہاؤالدین

☆ خلافت راشدہ پڑھ کر ایک نیا جذبہ دل میں پیدا ہوا اسکے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک خلافت راشدہ کو اس پر فتن دور میں دن دگنی ترقی عطاء فرمائیں۔ اب آپکی خدمت میں ایک مشورہ ہے کہ خلافت راشدہ کے اندر ایک مستقل عنوان میں "مسلمان کیوں ہوا" یا "کفر سے اسلام کی طرف" کا سلسلہ شروع کریں جو شیعہ اپنا باطل مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوا ہو اسکے بارے میں لکھیں۔ دوسری بات حافظ محمد اقبال سحر کا سلسلہ "تحقیق و تجسس" کافی عرصہ سے شائع نہیں ہو رہا درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے کو دوبارہ شروع فرمائیں۔

(عطاء الرحمٰن شمس آباد راولپنڈی)

یہ حضرت مولانا محمد عالم طارق صاحب مدظلہ العالی کی جھنگوی شہید" قافلہ میں باضابطہ شمولیت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (محمد سلمان فاروقی جھنڈ باجہ ضلع اٹک)

اشاعت المعارف کے تمام عملے کو خوبصورت خلافت راشدہ ڈائری شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(معروف احمد یسین)

☆ اپریل کا شمارہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ جس کی خوبصورت دیدہ زیب چھپائی اور واقعات نے بے حد متاثر کیا خصوصاً وقائع صحابہ کرامؓ منجانب رب العالمین اور سابق شیعہ مجتہد امیر رضا شاہ قمی کا مضمون صحابہ دشمنوں سے اتحاد کھلا دھوکا ہے سیرت سرور کائنات بھی بڑا پسند آیا اور اس کی ترسیل کا کوئی خاص انتظام نہیں تقریباً ہر ماہ 15 تاریخ کے بعد شمارہ ملتا ہے اس کے علاوہ عظیم قائد اور عظیم جرنیل کے عظیم بھائی مولانا محمد عالم طارق مدظلہ کو اکے عظیم فیصلے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اسکے علاوہ آپ مولانا علی شیر حیدری، قائد ملت علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی، مولانا عالم طارق، ڈاکٹر خالد نواز فاروقی صاحب کا انٹرویو جلد از جلد شائع کریں۔

(عمر حیات ڈاک نمبر 9 مانسہرہ)

☆ خلافت راشدہ رسالہ میں خلافت راشدہ ڈائری کا اشتہار پڑھ کر دل بہت خوش ہوا ہم نے ڈائری منگوائی بہت خوبصورت انداز سے ترتیب دی گئی (ماشاء اللہ) لیکن مفسرین کرام کی لسٹ میں مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا نام نظر نہ آیا اس کی کیا وجہ ہے۔ محمد ابرار القاسمی خا

☆ مارچ کا شمارہ پڑھا جو کہ بہت پسند آیا سارے مضمون بہت اچھے تھے ہر مضمون ایک دوسرے سے بڑھ کر دل کو موہ لیتا تھا۔ مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی کا انٹرویو بہت پسند آیا۔ مولانا عالم طارق کو قافلہ حق میں واپسی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(محمد صفدر معاویہ کنز العلوم عیدگاہ گجرات ضلع مظفر گڑھ)

بقیہ (ذکر کرمشن ہمارا)

حافظ نصیر کی جرأت و استقامت کو خراج تحسین پیش کیا اور اہل خانہ کو تسلی دی پھر جناب اسلم تنولی مولانا غلام نبی ہزاروی کی خصوصی دعوت پر ترامڑی چوک کے تنظیمی احباب سے ملاقات کی اور جناب اسلم تنولی کی جماعتی خدمات کو سراہا۔ 16 اپریل علی الصبح صاحبزادہ طیب ایوب، محمود ناصر عباسی کی معیت میں مری کے ذمہ داران کی خصوصی دعوت پر مری ایوبیہ کا دورہ کیا، قاری سعید کے مدرسہ میں اساتذہ و طلباء اور تنظیمی کارکنان سے ملاقات کی پھر ایوبیہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اسیر ناموس صحابہ عظیم سٹوڈنٹ رہنما حافظ اقرار احمد عباسی کے برادر کبیر جناب حافظ عبدالرحمٰن سے ان کے مدرسہ عبداللہ بن عمر چھانگلہ گلی ایبٹ آباد میں ملاقات کی اور حافظ اقرار عباسی کے کیس کی تفصیلات معلوم کیں ان کی جرأت و ہمت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور وہاں پر موجود تنظیمی ذمہ داران و کارکنان کو ہدایات دیں کہ ہم نے کس طرح اپنے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

بعد نماز ظہر پریس کلب اسلام آباد میں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری ڈاکٹر خالد نواز فاروقی اور حافظ احمد بخش نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور کہا کہ حکومت سپاہ صحابہ اور شیعہ کو آمنے سامنے بٹھا کر دلائل سنے اور فیصلہ خود کرے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ناموس صحابہؓ کے تحفظ کا قانون بن جائے تو ہمارے تمام شہداء اور اسیران کی قربانیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔

بعد نماز عصر علامہ عبدالرشید قاضی اور عبدالعزیز سے ملاقات کی اور مولانا عبداللہ شہید کی رفاقت اور ان کی شفقت کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ مولانا شہیدؒ کے میرے ساتھ کچھ احسانات ایسے ہیں کہ جو حضرت شہید مجھے اور اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہیں۔ اس کا بدلہ اور جزا اللہ ہی دے سکتا ہے۔ وہ مشن جھنگوی کے لئے بھرپور کوشاں رہتے تھے۔

17 اپریل علی الصبح مولانا یعقوب طارق کی معیت میں ٹیکسلا کے احباب کی خصوصی دعوت پر وہاں پہنچے، اعجاز، رفاقت، خالد، نعمان، وحید الدین نے استقبال کیا۔ وہاں پر موجود کثیر تعداد کارکنان کے شدید اصرار پر چند حالات سنائے جن میں جیل کے مظالم اور تشدد کا ذکر تھا اور بتایا کہ ان مظالم کی تفصیل کے لئے میری کتاب ''ابتلاء و وفا'' بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے جس میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ اس کے بعد علامہ شعیب ندیم شہید کے مزار پر حاضری دی اور ان کے بھائی بابر ندیم اور صالح عزیز سے والدہ مرحومہ اور بھائی شہید کے لئے بلند درجات کی دعا کی اور زیر تعمیر مسجد شعیب ندیم کا دورہ بھی کیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضرو کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اشاعت القرآن میں مولانا عبدالسلام صاحب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث کسی سفر پر تھے لہٰذا ملاقات نہ کر سکے۔ .... تنظیمی کارکنان سے ملاقات کی واپسی پر اٹک شہر میں رئیس خان سے ملتے ہوئے تحصیل جنڈ کی طرف روانہ ہوئے جہاں قاری محمد ایوب عابد کی خصوصی دعوت پر جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات کا دورہ کیا اس مدرسہ کے مدیر اعلیٰ قاری ایوب نے استقبال کیا دن کا کھانا وہاں کھایا جماعتی احباب سے ملاقات کی اور پھر رفیق سفر مولانا یعقوب طارق اور میزبان جناب قاری ایوب عابد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کراچی کا سفر شروع کیا۔

❁ تیرھویں سالانہ پیغمبر انقلاب کانفرنس اسلام آباد (رپورٹ: محمد تنویر اعوان) پیغمبر انقلاب کانفرنس کراچی کمپنی اسلام میں بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر خالد نواز فاروقی، علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، علامہ علی شیر حیدری نے خطاب کیا۔ علامہ حیدری نے کہا حکومت مجھے اور ساجد نقوی کو آمنے سامنے لائے دلائل سنے فیصلہ خود کرے پھر صدر پرویز ایک کی بجائے دس وردیاں پہن لیں ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں مگر وہ ناموس صحابہؓ کے تحفظ کا قانون بنا دیں۔ کانفرنس کی سیکورٹی کا انتظام امیر عزیمت یوتھ ای سیکٹر کے ذمہ داران نے بھرپور انداز میں کیا۔ کانفرنس کے آخر میں قاری ایوب عابد نے کہا کہ میں امیر عزیمت یوتھ کے کارکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے گذشتہ 12 سالہ روایت کے مطابق اس سال بھی منظم انداز میں سیکورٹی اور حفاظتی انتظامات کئے۔

مدیر کی ڈاک

❁ ایک نامعلوم بھائی نے ''صحابہ کرامؓ کے اعمال فضائل کے عنوان سے'' 16 صفحات فضائل اعمال سے نقل کر کے بھیجے ہیں۔ ☆ محترم بھائی ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں نقل شدہ یا چوری شدہ تحریر حتی المقدور شائع نہیں کرتے ہیں اور کالم نویس حضرات کے لئے ہدایات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے مطابق تحریر روانہ فرمایا کریں۔ شکریہ۔

❁ چونڈہ بالا سے مسعود الرحمٰن عثمانی نے ''صورت سے حقیقت'' کے عنوان سے تحریر بھیجی ہے۔ جس میں اپنی صورت کو اپنے پیشواؤں کے مطابق بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

❁ گکھڑ گوجرانوالہ سے شاہد مجید خلافت راشدہ ڈائجسٹ سے متعلق لکھا تھا کہ جنوری 2005ء میں شائع ہوگا۔ لیکن ابھی نہیں ملا ہے۔

انشاءاللہ جون میں اجراء کیا جائے گا۔

ماہنامہ خلافت راشدہ کے ایجنسی ہولڈرز

ماہنامہ خلافت راشدہ اور اشاعت المعارف کی تمام کتابیں، کیلنڈر، ڈائری، جنتری اور سٹکرز حاصل کرنے کیلئے درج ذیل ایجنسی ہولڈرز سے رابطہ کریں۔ ان شہروں کے علاوہ ایجنسی کے خواہشمند دفتر خلافت راشدہ رابطہ کریں

بھکر	**دریا خان**	**احمد پور سیال**	**[illegible]**	**جھٹ**	**خان پور**	**انجرا**	**سمندری**
محمد اکرم فاروقی c/o [illegible]	محمد اکرم فاروقی آزاد مسجد علی احمد محلہ [illegible]	محمد الیاس [illegible] محلہ قصر آباد	حافظ محمد رمضان معرفت سلیم جنرل سٹور	عثمان حیدر دکاندار بمقام جھٹ [illegible] اٹک	محمد اکرم السعید کریانہ سٹور شاہی بازار خان پور	محمد جان ورکشاپ والے [illegible] اٹک	فاروقی کیسٹ ہاؤس بخاری چوک
بہاولپور	**کامل پور موسیٰ**	**[illegible]**	**حضرو**	**چنیوٹ**	**[illegible]**	**اٹک**	**فاضل پور**
محمد آصف [illegible]	ابوالخطیب مسعود احمد گاؤں کامل پور موسیٰ	صابر حسین [illegible]	ممتاز خان [illegible] اشاعت القرآن [illegible]	محمد سعید مسجد ابوبکر صدیق [illegible] روڈ	[illegible]	26/E/II [illegible]	میاں محمد [illegible] فاروقی c/o [illegible] کتاب گھر [illegible]
کنڈیارو	**نوشہرو فیروز**	**گمبٹ**	**بھریا روڈ**	**خان پور**	**راجن پور**	**[illegible]**	**[illegible]**
[illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible]	[illegible] c/o [illegible]	ممتاز خان بلال مسجد [illegible]
ڈیرہ غازی خان	**میرواہ گورچانی**	**[illegible]**	**[illegible]**	**[illegible]**	**صادق آباد**	**ڈیرہ اسماعیل خان**	**[illegible]**
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	محمد یاسر [illegible] محلہ جہان [illegible]	محمد [illegible] c/o [illegible] کریانہ سٹور [illegible]	[illegible]	[illegible] حیات بسم اللہ بازار [illegible]
شکر گڑھ	**سرائے عالمگیر**	**ٹوبہ ٹیک سنگھ**	**[illegible]**	**لودھراں**	**فورٹ عباس**	**کوٹلہ جام**	**گوجر خان**
[illegible]	حافظ خالد [illegible]	محمد امین [illegible]	[illegible]	[illegible]	محمد شفیع [illegible]	[illegible]	[illegible]
جابہ	**خوشاب**	**ہارون آباد**	**عارف والا**	**[illegible]**	**خیرپور میرس**	**وہاڑی**	**چیچہ وطنی**
مولوی محمد اسحاق جامع مسجد [illegible]	حافظ محمد اسماعیل صدیقی مدنی کتب خانہ [illegible]	منظور احمد علی معاویہ [illegible] کالونی	حافظ [illegible]	معروف احمد یٰسین القدس [illegible] خیرپور	حافظ محمد طاہر [illegible] مسجد [illegible]	[illegible]	قاری محمد افضل فاروقیہ مسجد [illegible] 16
تونسہ شریف	**بٹ گرام**	**احمد پور شرقیہ**	**جیکب آباد**	**[illegible]**	**ملتان**	**سمبڑیال**	**اوگی**
الرشید [illegible] ایجنسی [illegible]	ضیاء الرحمن فاروقی [illegible]	[illegible]	[illegible] c/o [illegible]	نظام الدین مسکین شاہی بازار [illegible]	[illegible]	[illegible] سیالکوٹ	حافظ [illegible] c/o [illegible]
ہالہ	**بہاولنگر**	**میرپور خاص**	**[illegible] حمزہ**	**ٹنڈو آدم**	**[illegible]**	**مانسہرہ**	**کوٹلہ ارب علی خان**
[illegible] c/o [illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible]	جمیل احمد شاہ اسلامی کیسٹ ہاؤس [illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	**[illegible]**	**موسیٰ زئی**	**کبیر والا**	**[illegible]**	**خان گڑھ**	**[illegible]**	**[illegible]**
حافظ بشیر احمد [illegible]	[illegible]	محمد عابد گاؤں موسیٰ زئی پشاور	مکتبہ خلافت راشدہ [illegible] ڈی ایس پی آفس	[illegible]	مولانا عبدالرشید بلال [illegible] خان گڑھ	[illegible]	[illegible]
[illegible]	**[illegible]**	**[illegible]**	**[illegible]**	**سنانواں**	**[illegible]**	**مظفر آباد**	**[illegible]**
[illegible] 2	حسین احمد [illegible]	قاری [illegible]	احمد [illegible] c/o [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حافظ [illegible]
ایبٹ آباد	**جھنگ**	**دیپال پور**	**چترال**	**پسرور**	**ڈیرہ اللہ یار**	**سرگودھا**	**خانیوال**
[illegible]	حافظ بشیر احمد [illegible] مسجد [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] 2	[illegible] 250 [illegible]	[illegible] کچہری بازار
[illegible]	**[illegible]**	**فیروز وٹواں**	**اوکاڑہ**	**پنوعاقل**	**لودھراں**	**نوشہرہ**	**خضدار**
مولوی محمد [illegible]	[illegible] c/o [illegible]	[illegible]	[illegible] 53/2-L [illegible]	حافظ [illegible] فاروقی الفاروق مسجد شاہی بازار	[illegible] c/o [illegible] 54	قاری [illegible] c/o [illegible]	[illegible] c/o [illegible]
ظاہر پیر	**اڈا ہمت**	**دھیر کوٹ**	**شجاع آباد**	**ٹیکسلا**	**چکوال**		
راشد معاویہ [illegible] احیاء العلوم	محمد یوسف مجاہد اڈا ہمت [illegible] روڈ	مولوی ضیاء الرحمن [illegible] سٹور [illegible]	عبداللطیف فاروقی c/o قاری [illegible]	[illegible]	محبوب فوٹو سٹیٹ تحصیل چوک		

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے! جس کے قائدین

- **مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ** (بانی اسرپرست) شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ
- **مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ** (نائب سرپرست ایم این اے) شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی
- **علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ** (سرپرست) شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور
- **مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ** (صدر ایم این اے) شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے

ہزاروں کارکنوں کو ایک **نظریہ، مشن** اور **مقصد** کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ **شہید** کردیا گیا۔ یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا **نظریہ، مشن** اور **مقصد** ایک **پیغام** کی صورت میں ماہنامہ **خلافتِ راشدہ** کے نام سے بفضلہٖ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔

آپ نے کبھی غور کیا؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا۔ کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

- پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔
- بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں۔
- پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہ پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔ آپ جاگیردار ہیں یا کسان / استاد ہیں یا طالب علم آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور عالم ہیں یا عام مسلمان اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجیے کہ "میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں"

تفصیلات طلب کرنے کیلئے ابھی خط لکھئے

ایڈیٹر **خلافتِ راشدہ** ریلوے روڈ فیصل آباد

ماہنامہ خلافت راشدہ آج ہی کاپی فری سی ایک سال کے ذریعہ طلب فرمائیں۔ دفتر خلافت راشدہ ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 041-640024

CamScanner